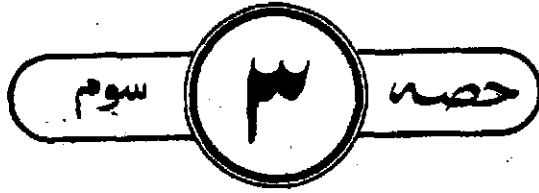


جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



بَحَارُ الْاِخْوَارِ

مُلا مُحَمَّد سَدِّيقِ مَجَاسِی رَحْمَہُ

ترجمہ

مُولانا سید حسن امداد منشاہ

در حالات

حَضْرَتُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَا صَلَوَاتُ اللہ عَلَیْہَا

محفوظ بکٹ کنہی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

فہرست تراجم اخبار و احادیث بحار الانوار در حالات جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

اس کتاب بحار الانوار جلد سوم کے ترجمے کی اشاعت کے
جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کوئی بھی نشر دیا ادارہ اس کتاب کے کپی یا جزوی حق کے
بغیر اجازت ناشر شائع کرنے پر قانونی چارہ جوئی کا ذمہ دار ہوگا

نام کتاب _____ بحار الانوار جلد سوم
مؤلف _____ مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ
مترجم _____ مولانا سید حسن امجد صاحب (ممتاز الافاضل)
کتابت _____ جعفر زبیر ۲۰۲۶ء - لاہور
مطبع _____ سندھ آفیسٹ پریس - کراچی

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۲۹	وجہ تسمیہ ام ایسا		باب اول
۲۹	وجہ تسمیہ طاہرہ		شکل و شمائل اور حلیہ مبارک
۳۱	باب سوم	۷	بطور مادر میں گفتگو
	مرتبہ، معجزات، قرآنی آیات کا نزول	۸	حالات ولادت
۳۲	بہترین زنان عالم	۸	آنسو خورا
۳۳	دنیا کی محبوب خاتون	۱۰	نور سے تخلیق
۳۴	سیدۃ النساء العالمین	۱۱	خورا بشکلی بشر
۳۸	مریم سے بھی بتولی کو رتبہ سوا	۱۲	حلیہ مبارک
۴۲	خیر النساء العالمین	۱۳	ولادت و وفات
۴۲	خاتون جنت	۱۴	نقشہ خاتم
۴۲	کلمہ باقیہ کی بشادت	۱۶	تاریخ ولادت مخالفین کی روایات میں
۴۲	شجرہ رسول	۱۶	علم ما مکان و ما یسکون
۴۲	دُر دندانِ فاطمہ کی نور افشانی	۱۷	باب دوم
۴۲	قصر فاطمہ زہرا		اسرار مبارک اور فضائل
۴۵	علی و فاطمہ کا تہنم	۱۹	اسرار مبارک
۴۵	نور زہرا سے چاند کا ماند پڑنا		کنیت اور نام
۴۶	شیخ فاطمہ کا شرف	۲۰	وجہ تسمیہ فاطمہ مومنین کی روایات
۴۶	انجیل میں ذکر	۲۰	وجہ تسمیہ زہرا مومنین کی روایات
۴۶	ذریعہ پر آتش جہنم کا حرام ہونا	۲۳	وجہ تسمیہ جلی مومنین کی روایات
۴۶	جنت میں داخلہ	۲۸	وجہ تسمیہ جلی مومنین کی روایات
۴۷	گنہگاران امت کی شفاعت		

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۱۶۴	شیعان علی کے برکت نامے	۱۳۶	شیخین اور شادی کا پیام
۱۶۵	زمین کا حضرت علی سے کلام کرنا	۱۳۸	شیخین کو مایوسی
۱۶۶	دعائے تشکر	۱۳۸	رشتے کی منظوری
۱۶۷	علامہ مجلسی کا تنقیدی جائزہ	۱۳۰	اگر عسلی نہ ہوتے...
۱۶۸	سامان جہیز کی خریداری	۱۳۰	شادی کے لیے مکمل خدا
۱۶۹	حضرت خدیجہ کا اسارت میں سے عہد لینا	۱۳۰	فضائل علی بن ابی طالب
	باب ششم	۱۳۴	حدیث محمود
۱۷۱	حضرت علی کے ساتھ برتاؤ	۱۳۶	بھائی بھی اور داماد بھی
۱۷۲	زمانہ قریش کا طعنہ	۱۳۶	نسباً و صہراً کی تفسیر
۱۷۵	شوہر کی اطاعت کا حکم	۱۳۷	تاریخ عقد
۱۷۵	خیر ہی خیر	۱۳۷	عقد فاطمہ آسمانوں میں
۱۷۶	شکایت	۱۳۷	رخصتی کی شان
۱۷۶	حضرت علی پر دوسری عقد حرام ؟	۱۳۷	رخصتی کا اہتمام
۱۷۷	سورہ ہل اتی کا نزول		آسمانی طے اور جوہریت کی اوجھار
	باب ہفتم	۱۳۸	مدۃ النہی پر عقد
۱۷۹	آپ پر مظالم، شہادت	۱۴۱	دعوتِ ولیمہ کا اہتمام
۱۸۰	دنیا کے پانچ گریہ کنان	۱۴۶	رخصتی کے لیے گفتگو
۱۸۱	آنحضرت کا عالم نزع	۱۵۰	رسم رونمائی
۱۸۳	آنحضرت کی پیش گوئیاں	۱۵۳	شادی کا احوال
۱۸۵	بعد از رحلت حضور کی خواب میں ملاقات	۱۵۴	نکاح کا خطبہ اور اہل کی خطبہ خوانی
۱۸۷	رحلتِ رسول پر جناب فاطمہ کا رثیہ اور نوحہ	۱۵۵	حضرت علی اور خطبہ نکاح
۱۹۱	رثیہ دیگر	۱۵۷	جناب رسول خدام کا خطبہ نکاح خوانی
۱۹۱	حضرت بلال سے اذان کی فرمائش		زیر پر کی صحیح تعداد اور اختلاف روایات
۱۹۲	شیوخ اہل مدینہ کی استجاء	۱۶۱	مہرِ مجمل اور مہرِ جوتیل
۱۹۳	جناب فاطمہ کا خطاب	۱۶۳	حضرت علی کا اتھار
۱۹۵	وقت اعتقاد کا حال	۱۶۳	حضرت علی کا اتھار

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۸۳	میدانِ حشر میں سواری کا انتظام	۵۰	فاطمہ کی رضا، اللہ کی رضا
۸۵	غیب سے سواری کا آنا	۵۲	اللہ کا سلام۔ فاطمہ کے لیے
۸۶	خادمہ کے لیے پانی کے ڈول کا نزول	۵۲	فرشتوں سے ہیکلای
۸۶	معجزہ ناپیل	۵۳	جنت سے انگوٹھی کا آنا
۸۷	شاہِ حبش کی بھیجی ہوئی چادر	۵۴	جناب فاطمہ کا دوسلی
۸۸	چادرِ سنیہ کا عجاز	۵۴	اللہ کو فاطمہ کا رنجیدہ ہونا گوارہ نہیں
۸۹	جناب سنیہ کی کہانی	۵۵	رسول خدا کی آسید گردانی
۹۰	بارکتِ قلاوہ	۵۸	معامِ جنت آنا
۹۳	ایشا کا صمد	۶۳	ذریعہ رسول کے لیے حدیث
۹۶	حضرت حسنین کے لیے عید کے لباس	۶۴	حضرت علی کی گرفتاری اور خفا کی فریاد
۹۷	رسالت پر سوسمار کی گواہی	۶۴	قیامت کے دن ملاقات
	باب چہارم	۶۵	عورت کے لیے سب سے بہتر بات
۱۰۵	سیرت، مکالمہ اخلاق اور آپ کی بعض کنیزوں کے حالات	۶۶	مومن کے لیے تین باتیں
۱۰۶	علی و فاطمہ کے لیے تقسیم کد	۶۶	شانِ نزول آیات
۱۰۶	لباس کی سادگی	۷۱	سبیلۃ القدر کی تفسیر
۱۰۷	مکارمِ اخلاق	۷۱	اِحْدَى الْکُتُبِ کی تفسیر
۱۰۸	تسبیحِ فاطمہ	۷۳	آنحضرت کو روس باتوں کا اندیشہ
۱۱۰	جناب فاطمہ اور تکلم بالقرآن	۷۳	چار مشہور توبہ کرنے والے
۱۱۳	زاہدانہ زندگی	۷۳	چار صالح عورتیں
۱۱۵	نبی امیہ کی عداوت	۷۴	دعائے نور
۱۱۵	پسنیدہ سبزی	۷۷	تظہیم دختر
۱۱۵	زیارتِ تجوید شہداء	۸۰	جناب فاطمہ پر درود کا ثواب
۱۱۶	بعضۃ مینی	۸۱	زہر
۱۱۷	باب پنجم	۸۱	محدثہ
۱۱۷	تزوید	۸۲	جنر عامہ اور مصنف فاطمہ کی تعریف
۱۱۸		۸۳	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱

ولادت

شکل و شمائل اور حلیہ مبارک

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۲۲۷	شفاعت	۲۰۰	آپ کی جائے قبر کا تعین
	باب ہفتم	۲۰۱	فاطمہ کی وصیتیں
	جناب فاطمہ کی اولاد کا ذریعہ رسول ہونا	۲۰۴	جفر جانچہ اور مصحف فاطمہ کیا چیز ہے؟
۲۳۸	حسنین رسول اللہ کے صلیبی فرزند ہیں	۲۰۵	نبش قبر کا ارادہ اور حضرت علی کا جلال
۲۳۹	کیا حسنین کو فرزند ان رسول کہا جاسکتا ہے	۲۰۶	باب فاطمہ کا جلا یا جانا
۲۴۱	اولاد فاطمہ کا ذریعہ رسول ہونا قرآن سے ثبوت	۲۱۱	شکم مادر میں حضرت محسن کی شہادت
۲۴۳	ہلن فاطمہ سے پیدا ہونے والوں کا شرف	۲۱۲	جناب فاطمہ کا مجروح ہونا
۲۴۵	زیریں امام موسیٰ کو الہام و سما کی تئیبہ	۲۱۳	شیخین کی ناراضگی اور تدفین
	باب دہم	۲۱۸	شایان شان تدفین کی ہدایت
	اوقاف و صدقات	۲۱۹	جناب فاطمہ کی ناز خانہ پر حصے والوں کا شرف
۲۴۷	نبی المہشم اور نبی عبدالمطلب کے لیے	۲۱۹	تاریخ وفات و تجہیز و تکفین
	آپ کا صدقہ	۲۲۰	وفات کے بارے میں مختلف روایات
۲۴۷	وقف نامے کی عبارت	۲۲۱	وقت وفات آپ کے سن میں اختلافات
۲۴۸	سلمان کا لگایا ہوا باغ		حضرت عسلی کا مرثیہ
۲۴۸	جناب فاطمہ کے باغات کے نام	۲۲۲	تفسیری وصیت نامہ
		۲۲۲	اپنا سارا مال تصدق کرنے کی وصیت
		۲۲۳	عسلی ابن ابی طالب کا مرثیہ
		۲۲۵	وفات سے قبل آپ کی دعا
			باب ہشتم
		۲۲۷	روزِ حشر اللہ کی نظر میں جناب فاطمہ زہرا
			کا مرثیہ و عظمت
		۲۲۸	استقبال
		۲۳۱	داخلہ
		۲۳۳	اہل حشر کو آنکھیں بند کرنے کا حکم
		۲۳۳	حضرت امام حسینؑ کے دیوانِ حشر میں آنا

کرتی ہے۔ یہ دختر طاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی بیٹی کی نسل سے ائمہ پیدا کرے گا جنہیں اللہ تعالیٰ سلسلہ وحی کے منقطع ہو جانے کے بعد میرا وحی اور اپنا خلیفہ فی الارض مقرر فرمائے گا جو میری نسل کہلائیں گے۔

بہر حال حضرت خدیجہؓ اس طرح اپنی بیٹی سے باتیں کرتی اور جی بہن لاتی رہیں تا اسنکہ وقت ولادت قریب آیا۔ آپ نے زنان قریش و بنی ہاشم کے پاس کسی کو بھیجا تاکہ زوجگی کے دوران تعاون کریں۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ تم نے ہماری بات نہیں مانی اور تیمم عبد اللہ (محمدؐ) جو بالکل فقیر و مفلس ہیں اسے عقد کر لیا ہے اس لیے ہم نہیں آئیں گے اور اس کام میں ہم تمہاری مدد نہ کریں گے۔

حضرت خدیجہؓ کو اس کا بڑا دکھ ہوا، اور ابھی وہ اس فکر میں بیٹھی ہوئی سوچ ہی رہی تھیں کہ آپ کے پاس چار عورتیں گندمی رنگ، دراز قد (جیسے عموماً بنی ہاشم کی عورتیں ہوتی ہیں) آئیں۔ آپ ان اجنبی عورتوں کو دیکھ کر کچھ گھبرائیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ اے خدیجہؓ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ہم تو تمہارے رب کی طرف سے اسی (زوجگی کے) کام کے لیے آئے ہیں۔ یہ حضرت آسیہ بنت مزاحم ہیں، جو جنت میں تمہاری سہیلی ہوں گی، یہ حضرت مریم بنت عمران ہیں، یہ حضرت موسیٰ کی ہمیشہ کلثوم ہیں اور میں سارا زوجہ ابراہیم ہوں۔

چنانچہ ان میں سے ایک دائیں جانب بیٹھ گئیں ایک بائیں جانب، ایک سامنے کی طرف اور ایک پشت کی جانب ہو گئیں۔ پھر حضرت فاطمہؓ طاہرہ و مظہرہ کی ولادت عمل میں آئی۔ جب آپ تولد ہوئیں تو آپ کے چہرے سے ایک ایسا نور سا طبع ہوا جس کی روشنی مکہ کے ہر گھر میں پہنچی بلکہ مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں اس کی روشنی نہ پہنچی ہو۔

اس کے بعد جنت سے دس حوری آئیں، ہر ایک کے ساتھ ایک طشت اور ایک ابرق (لوٹا) تھا جس میں آپ کو تر بھرا ہوا تھا۔ اور وہ معطرہ جو حضرت خدیجہؓ کے سلنے بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے ایک حور کے ہاتھ سے ابرق لیا اور حضرت فاطمہؓ کو آپ کو تر سے غسل دیا، پھر دو پارچے نکلے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو تھے، ایک پارچے میں آپ کو لپیٹ دیا اور دوسرا پارچہ بطور دوپٹہ سر پر ڈال دیا، پھر ان سے کچھ بوسے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت فاطمہؓ نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور فرمایا: اشہد ان لا الہ الا اللہ وان ابی رسول اللہ

① = بطن مادر میں گفتگو و حالات ولادت

مفضل بن عمر سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کا حال کچھ سنائیں گے؟

آپ نے فرمایا، ہاں سنو! جب حضرت خدیجہ صدیقہ کا عقد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو زنان مکہ نے ان معطلہ سے تمام تر مطالبہ ختم کر دیے۔ نہ ان کے پاس کوئی عورت آتی نہ آپ کو سلام کرتی، اور نہ کسی دوسری عورت کو آپ کے پاس آنے دیتیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت خدیجہؓ بہت پریشان رہنے لگیں۔ ان کو سب سے زیادہ فکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

الغرض جب آپ کے بطن مبارک میں حضرت فاطمہؓ زہرا آئیں تو آپ اسی وقت سے اپنی والدہ گرامی کا جی بہن لانے کے لیے اُن سے گفتگو کیا کرتیں اور انہیں صبر و تحمل کی تلقین کرتی تھیں۔ مگر یہ بات حضرت خدیجہؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بتائی تھی۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیت الشرف میں داخل ہوئے تو آپ نے سنا کہ حضرت خدیجہؓ کسی سے باتوں میں مصروف ہیں۔

آپ نے دریافت فرمایا اے خدیجہؓ! یہاں تو بظاہر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے پھر تم کس سے مصروف گفتگو ہو؟

انہوں نے عرض کیا، یا حضرت! یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے اکثر مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے جس کی وجہ سے میرا دل بہل جاتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا اے خدیجہؓ! اللہ تعالیٰ نے جبریل کے ذریعے سے مجھے

۳۔ جناب فاطمہ کی تخلیق نور سے

معانی الاخبار میں ہے کہ :
سید صیرفی نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”میری بیٹی فاطمہ کا نور زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے خلق ہوا۔“ کسی نے آپ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر جناب فاطمہ انسانی مخلوق نہیں ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا، فاطمہ ایک حوراً بشکل انسانی ہے۔
اُس نے پھر عرض کیا، یا نبی اللہ! یہ حور انسانی شکل میں کیسے؟
آپ نے ارشاد فرمایا، عالم ارواح میں حضرت آدم کی خلقت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور فاطمہ کو پیدا کیا، وہ ایک عرصے تک زیرِ ساقِ عرش ایک قبۃ نور میں رہا۔

اُس نے عرض کیا، یا نبی اللہ! وہاں پر جناب فاطمہ کی غذا کیا تھی؟
آپ نے فرمایا، تسبیح و تقدیس، تمہیل و تمجید پروردگارِ عالم۔ مگر جب اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ان کے صلب سے مجھ پیدا کیا اور جاہا کہ میرے صلب سے فاطمہ کو پیدا کرے تو اس کے نور کو جنت میں سیب کی شکل میں بنا دیا۔ وہ سیب جبریل یسکر آمنے اور بولے لے محمد! السّلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے کہا، میرے دوست جبریل و عیسیٰ السّلام ورحمۃ انھوں نے کہا، اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔

میں نے کہا، سلام اسی سے ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔
جبریل نے کہا، اے محمد! یہ ایک سیب ہے جو جنت سے اللہ نے آپ کے لیے بطور تحفہ بھیجا ہے۔

میں نے وہ سیب لیکر اپنے سینے سے لگایا۔
جبریل نے کہا، یا محمد! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسے تناول فرمائیں میں نے کہا بہتر یہ ہے کہ اسے کھلنے لگاؤں میں نے دیکھا کہ اس سے ایک

سید الانبیاء وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ
الاسباط = (میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور یہ کہ میرے
پدر بزرگوار اللہ کے رسول اور سید الانبیاء ہیں اور یہ کہ میرے شوہر سردار اوصیاء ہیں
اور میرے بچے (بیٹے) سردار ہیں آئمہ نسل کے (پوتوں وغیرہ کے)
اس کے بعد آپ نے ان چاروں عورتوں کو نام لے لے کر سلام کیا، وہ سب
سنسنے لگیں۔ حوروں نے ایک دوسرے کو ولادتِ حضرت فاطمہ کی مبارکباد دی، اہل آسمان
نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ پھر آسمان پر ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ فرشتوں اس
قسم کا نور کبھی نہ دیکھا تھا۔

الفرض ان عورتوں نے حضرت خدیجہ سے کہا، اے خدیجہ بیجی، یہ آپ کی بیٹی
بالکل طاهرہ و مطہرہ ہے۔ پاک و صاف ہے اقبالِ منہ ہے اللہ اس کو اس کی نسل میں
برکت دے گا۔ چنانچہ جناب خدیجہ نے خوش خوش انھیں لے لیا۔ چھاؤں سے لگایا اور اپنا
دودھ پلایا۔

حضرت فاطمہ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچے ایک ماہ میں بڑھتے
ہیں۔ اور ایک ماہ میں اتنا بڑھتی تھیں کہ جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔
(امالی شیخ صدوق)
• مصباح الانوار میں بھی حماد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

۲۔ جناب فاطمہ اُنیسہ حور ہیں

امالی شیخ صدوق میں ہے کہ ہر وہی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب (شبِ حراج)
مجھے آسمان پر بھیجا گیا تو جبریل نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مجھے جنت میں لے گئے
پھر وہاں کے چند رطب مجھے دیے۔ میں نے اسے کھایا تو اس نے میرے صلب میں مخصوص
جوہر حیات کی شکل اختیار کر لی۔ جب میں زمین پر واپس آیا تو اسی مخصوص جوہر حیات سے
حضرت خدیجہ کے رحم میں حضرت فاطمہ کا حمل قرار پایا۔ فاطمہ اُنیسہ حور ہے جب
میں جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں تو اپنی بیٹی فاطمہ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔

جبریل نے کہا اے محمد! آپ اس کو تناول فرمائیے میں توقفت نہ کریں کیونکہ یہ نو
اُس (عصت آب) کا ہے جس کا نام آسمان پر منصور ہے اور زمین پر فاطمہ ہے۔
میں نے کہا اے میرے دوست جبریل! اس کا نام آسمان پر منصور اور زمین

پر فاطمہ کیوں ہے؟
جبریل نے کہا، اس کا نام زمین پر فاطمہ اس لیے ہے کہ یہ اپنے شیعوں کو جہنم
سے چھڑائے گی اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے جدا رکھے گی اور آسمان پر اس کا نام
منصور اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے **وَيَوْمَئِذٍ يُفْرِخُ الْمَوْمِنُونَ**
بِنَضْحِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ (سورہ روم آیت ۴-۵)
ترجمہ:- (اس دن مومنین اللہ کی نصرت سے خوش ہو جائیں گے اور وہ جس کی چاہے گا نصرت
کرے گا۔)

اس کا مطلب یہ ہے کہ (اللہ کی نصرت سے مراد فاطمہ ہی) فاطمہ اپنے دوستوں
محبوبوں اور شیعوں کو اپنی نصرت سے خوش کریں گی۔ (معانی الاخبار)

④ = جناب فاطمہ حورا بشکل بشر ہیں

علل الشرائع میں ابن عباس
سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئیں تو انھوں نے دیکھا کہ آپؐ حضرت فاطمہؓ کی خوشبو سونگھ رہے ہیں
حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپؐ ان کو کیوں سونگھ رہے ہیں؟
کیا آپؐ ان سے بیحد محبت کرتے ہیں؟
آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! خدا کی قسم اگر تمہیں علم ہوتا کہ مجھے ان سے
کیوں اس قدر محبت ہے تو تم ان سے اور زیادہ محبت کرنے لگتیں۔ سنو! جب میں معراج میں
چمٹے آسمان پر پہنچا تو جبریل نے اذان کہی میکائیل نے اقامت کہی اور مجھ سے کہا گیا کہ:
اے محمد! آگے بڑھیں (غلاز پڑھائیں)

میں نے کہا اے جبریل! تمہارے ہوتے ہوئے میں آگے بڑھوں؟
انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ مقررین پر اپنے انبیاء و مرسلین
کو فضیلت دی ہے اور آپؐ کو خصوصیت کے ساتھ فضیلت حاصل ہے۔
یہ سب کچھ اس لیے کہ آپؐ کے ساتھ ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھیں، جبریل

دائیں جانب رخ کیا تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنت کے ایک باغ میں ہیں
اور فرشتوں کی ایک جماعت اُن کے گروہ ہے
پھر میں پانچویں آسمان پر گیا اور وہاں سے چھٹے آسمان پر پہنچا تو آواز آئی
”اے محمد! تمہارے جد ابراہیم کتنے لہجے جد ہیں اور تمہارے بھائی علیؑ
کتنے لہجے بھائی ہیں۔“

اس کے بعد جب میں حجابوں تک پہنچا تو جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے
جنت میں لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ نور کا ایک درخت ہے جس کے نیچے ددرشتے
خٹے اور زیورات تیار کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا اے اخي جبریل! یہ درخت کس کے لیے ہے؟
انھوں نے کہا، یہ درخت آپؐ کے اخي (علی بن ابی طالب) کے لیے ہے
اور یہ دونوں فرشتے قیامت تک اُن کے لیے خٹے اور زیورات تیار کرتے رہیں گے۔

پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک رُطب (خرما) کا درخت دیکھا، میں
نے ایک رُطب توڑ کر کھایا تو ذائقہ میں انتہائی لذیذ، خوشبودار، شہد سے زیادہ شیریں
اور کھن سے زیادہ نرم تھا۔ وہ رُطب جو ہر حیات بن کر میرے صلب میں منتقل ہو گیا۔ جب
میں زمین پر واپس آیا تو اسی جو ہر حیات سے خدیجہ کے رحم میں فاطمہ کا حمل قرار پایا اس کا
فاطمہ حوراء الانسیہ ہے۔ جب میں جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا تو فاطمہؓ کی
خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔ (علل الشرائع)

ابن ابی بلبیہ قحس کی کتاب "مولد فاطمہ سلام اللہ علیہا" میں اسماء بنت
عمیس سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے کسی بچے کی ولادت کے
موقع پر میں نے اُن کی دیکھ بھال کی، مگر میں ان کو حالت نفاس میں نہیں دیکھا تو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔
آپؐ نے فرمایا دراصل میری بیٹی فاطمہؓ زہرا حوریہ ہے جو بشکل انسان
پیدا ہوئی ہے۔

⑤ = آپ کا حلیہ مبارک

مناقب میں انس ابن مالک سے روایت
ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؓ شکل و شمائل میں کیسی
تھیں؟

انہوں نے کہا کہ آپ کا رنگ انتہائی صاف اور گودا تھا، گویا چودھویں رات کا چاند۔ نقاب کے اندر جیسے بادل کے اندر آفتاب۔
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں جب حضرت فاطمہؑ کو چلتے ہوئے دیکھتا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار یاد آ جاتی تھی۔ آپ بھی چلنے میں کبھی دائیں جانب مائل ہوتیں کبھی بائیں جانب۔

۶۔ آپ کی ولادت و وفات

① حضرت فاطمہؑ بعثت نبویؐ کے پانچ سال اور معراج کے تین سال بعد جمادی الآخر میں تولد ہوئیں۔ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ مکہ میں آٹھ سال رہیں۔ پھر آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور دو سال (ہجرت کے) بعد مکہ کی طرف لوٹے اور بعض روایات کے مطابق چھ ذی الحجہ کو حضرت علیؑ سے آپ کا عقد ہوا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ جنگ بدر کے بعد بروز سہ شنبہ ۶ ذی الحجہ کو آپ کی رخصت ہوئی۔ اور جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر اٹھارہ سال سات ماہ تھی۔ حضرت امام حسنؑ کی ولادت کے وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔

② کشف الغم میں مرقوم ہے کہ ابن خطاب نے اپنے شیوخ سے اور انہوں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا اظہار نبوت اور نزول وحی کے پانچ سال بعد تولد ہوئیں۔ جب کہ قریش کے لوگ خاتمہ نبی کی تعمیر میں مصروف تھے اور وقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دن کی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ وقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال ایک ماہ پندرہ دن تھی۔ آپ اپنے پدر گرامی کے ساتھ مکہ میں آٹھ سال رہیں۔ پھر آپ کے ساتھ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور وہاں آنحضرتؐ کے ساتھ دس سال رہیں۔ اس طرح آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ اپنے پدر عالیقدر کی وفات کے بعد حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ کے ساتھ پچھتر دن زندہ رہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ صرف چالیس دن زندہ رہیں۔ ذریعہ کا قول ہے کہ میں کہتا ہوں کہ مندرجہ بالا روایت کی بناء پر حضرت

تین سال بعد جب آپ گیارہ سال کی تھیں تو حضرت امام حسن علیہ السلام تولد ہوئے۔
 ④ روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا بعثت نبویؐ کے پانچ سال بعد اور واقعہ معراج کے تین سال بعد تولد ہوئیں۔
 آپؑ کے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ سال رہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئیں اور مدینہ آنے کے ایک سال بعد حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ سے آپ کا عقد ہوا اور آنحضرتؐ کی وفات کے وقت حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ صرف پچھتر دن زندہ رہیں۔ (روضۃ الواعظین)

⑤ کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا بعثت نبویؐ کے پانچ سال بعد تولد ہوئیں۔ اور وقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دن تھی۔ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد آپ صرف پچھتر دن زندہ رہیں۔ (کافی)

⑥ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "حدائق الریاض" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعثت جناب سرور کائنات کے دو سال بعد حضرت سیدہ فاطمہؑ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا میں جمادی الآخر کو تولد ہوئیں۔

⑦ کتاب کافی میں جیب بھستانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا بعثت نبویؐ کے پانچ سال بعد تولد ہوئیں اور اٹھارہ سال پچھتر دن کی عمر میں آپنے وفات پائی۔ (کتاب کافی)

⑧ مصباحین میں ہے کہ بعثت سرور کائنات سے دو سال بعد ۲ جمادی الآخر بروز جمعہ حضرت فاطمہؑ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اور عامہ کی روایت ہے کہ بعثت سے پانچ سال پہلے آپ کی ولادت ہوئی۔ (مصباحین)

⑨ محمد بن جریر طبری کی کتاب "دلائل الامت" میں مرقوم ہے کہ: ابو بصیر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۴ سال تھی حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا ماہ جمادی الآخر میں تولد ہوئیں۔ آپ کا قیام مکہ میں آٹھ سال اور مدینہ میں دس سال رہا اور بعد وفات پیغمبر اکرمؐ صرف پچھتر دن زندہ رہیں اور اپنے

۳ جمادی الاول الآخر ۱۱۴۸ روز شنبہ رحلت فرمائی۔

۷۔ نقش خاتم

مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ بعثت جناب سرور کا پختہ ہونا ۲۰ سال قبل ۲۰ جمادی الآخر بروز جمعہ حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا نقش خاتم امن المتوکلوت تھا۔ آپ کی دربان و کنیز فتنہ تھیں۔

۸۔ تاریخ ولادت منالین کی روایات میں

بعض منالین نے اپنی کتابوں میں اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن سلیمان ہاشمی نے اپنے باپ سے اور اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا اس وقت پیدا ہوئیں جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اکتالیس سال تھی۔ محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت آنحضرت پر وحی نازل ہونے سے پہلے ہوئی اور اسی طرح آنحضرت کی بطن جناب خدیجہ سے ساری اولاد کا بھی قبیلہ نزول وحی پیدا ہوئیں۔ اور حافظ ابو منصور دہلی کی دونوں روایات کی بناء پر، نیز کتاب معرفۃ البصاۃ میں ابوالاعلیٰ حداد کی حافظ ابو نعیم سے روایت کی بناء پر یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا ازروئے بن دختران رسول میں سب سے چھوٹی تھیں۔ یہ اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ اور اس سے پہلے آپ کی کنیت اُمّ اسماء تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اس وقت ہوئی جب اہل قریش تعمیر کعبہ میں مصروف تھے اور آنحضرت کے مدینہ آنے اور غزوہ بدر سے واپسی کے بعد آپ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے اس کے مدینہ آنے اور غزوہ بدر سے واپسی کے بعد ہوا۔ (سال تھی۔)

یہ روایت حسن بن علی نے حارث سے اس نے ابن سعد سے اس نے داؤد دی سے اس نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے انھوں نے اسحاق بن عبداللہ ابو فروہ سے اس نے جعفر بن محمد بن علی علیہ السلام سے کی ہے۔

(معونۃ المصابہ - مقاتل الطالبین)

۹۔ آپ تربیت یافتہ تھیں

دلائل امامت میں ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک دن میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنے عام بچے ایک ہفتہ میں بڑھتے ہیں اور ایک ہفتہ میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنا عام بچے ایک ماہ میں، اور ایک ماہ میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، وہاں مسجد تعمیر کی گئی، اہل مدینہ آپ سے مانوس ہو گئے، آپ کا کلمہ بلند ہوا، آپ کے قدموں کی برکت کو لوگوں نے محسوس کیا۔ دور دور سے سوار ہو کر لوگ آنے لگے، ایمان کا ظہور ہوا۔ قرآن کا درس شروع ہوا، عرب کے امراء و شرفاء کے نامہ و پیام آنے لگے۔ سرداران قبلہ اور اکابر قوم آپ کی تلوار سے ڈرنے لگے۔ تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا اور مہاجرین کی عورتیں جن میں حضرت عائشہ بھی تھیں، مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُمّ ابی ایوب انصاری کے گھر رہنے لگیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ میں آکر مسجے پہلے حضرت سودہ سے عقد کیا تو حضرت فاطمہ زہرا بھی حضرت سودہ کے پاس منتقل ہو گئیں، پھر آپ نے حضرت ام سلمہ سے دوسرا عقد کیا، چنانچہ وہ خود فرماتی تھیں کہ آنحضرت نے مجھ سے عقد کے بعد اپنی بیٹی کو میرے سپرد فرمایا۔ میں نے انھیں ادب سکھانا چاہا، مگر خدا کی قسم فاطمہ تو مجھ سے بھی زیادہ مؤدب تھیں اور تمام باتیں مجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ (دلائل امامت طبری)

۱۰۔ حضرت فاطمہ اور علم ماکان وما یکون

عیون المعجزات میں مرقوم ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ حضرت سلمان کا بیان ہے کہ ایک دن عمار نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تم کو ایک عجیب

میں نے کہا، ہاں، اے عمار بتاؤ کیا بات ہے؟
عمار نے کہا، میں شاہد ہوں کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہؑ
کے پاس پہنچے۔ جب ان مسئلہ نے دیکھا، تو آواز دی، میرے قریب آئے، میں آپ کو بتاؤں
گی کہ اب تک کیا ہو چکا ہے اور قیامت تک کیا ہونے والا ہے؟
عمار کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام فوراً ہی واپس ہوئے اور
میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے
تو آنحضرتؐ نے فرمایا، اے ابوالحسن! قریب آ جاؤ۔

آپ قریب گئے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھ گئے تو:
آنحضرتؐ نے فرمایا، تم کیوں آئے ہو؟ یہ میں بتاؤں یا تم بتاؤ گے؟
حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کا بیان کرنا تو سب
سے عمدہ و بہتر ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، تم فاطمہؑ کے پاس گئے تھے اور انھوں نے تم سے اس طرح
بیان کیا، تم وہاں سے واپس پلٹ کر یہاں آ گئے۔
حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا فاطمہؑ بھی اسی نور سے ہیں جس سے ہم ہیں؟
آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، اے علی! کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے؟
یہ سن کر حضرت علیؑ نے سجدہ شکر ادا کیا۔
عمار کا بیان ہے کہ پھر حضرت علیؑ وہاں سے حضرت فاطمہؑ کے پاس تشریف
لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا، ابھی آپ میرے بابا کے پاس گئے تھے اور جو کچھ میں نے
آپ سے کہا تھا اس کی اطلاع آپ نے بابا کو دی؟
حضرت علیؑ نے فرمایا، ہاں اے فاطمہ! ایسا ہی ہوا تھا۔

پھر حضرت فاطمہؑ نے فرمایا، اے ابوالحسن! سنئے! اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق
فرمایا جو خدائے ذوالجلال کی تسبیح میں معروف رہا، پھر اللہ نے اس نور کو جنت کے ایک درخت
میں ودیعت فرما دیا اور شجرہٴ زبور بن گیا۔ جب میرے پدر بزرگوار شبِ معراج جنت کی سیر کو تشریف لے
گئے تو اللہ نے ان پر وہی کی کہ اس شجرہ کے پاس جاؤ اور اس کا پھل توڑ کر کھاؤ۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اس
کے ذریعہ سے اللہ نے میرے نور کو صلب پدر میں منتقل فرما دیا، پھر وہ نور میری مادرِ بزرگاری کے رحم میں منتقل ہوا اور پھر
میری ولادت ہوئی، اے ابوالحسن! مجھے بھی علمِ ماکان و مایکون ہے اور میں تو اللہ کے عطا کردہ نور سے روشن ہوں۔

آپ کے اسماء مبارکہ اور بعض فضائل

جناب فاطمہ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ملتا۔ (امالی شیخ صدوق، علی الشرائع الخصال)
 • کتاب دلائل الامامہ طبری میں بھی صدوق علیہ الرحمہ سے یہی روایت نقل کی گئی ہے۔
 (دلائل الامامہ طبری)

② خلیفہ منصور:

خلیفہ منصور نے اپنے باپ سے اور اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس نے معاویہ سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ جناب فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟
 اس نے کہا: نہیں۔

ابن عباس نے کہا: اس لیے کہ وہ اور ان کے دو ستر جہنم سے بالکل الگ رکھے گئے ہیں اور یہ بات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔
 (عیون اخبار الرضا)

③ حضرت امام رضاؑ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ نے اس کو اور اس کے دوستوں کو جہنم سے بالکل جدا رکھا ہے۔
 (عیون اخبار الرضا)

صحیفہ الرضا میں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی اپنے آبائے کرام سے یہی روایت مرقوم ہے۔

④ یزید بن عبد الملک

یزید بن عبد الملک نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیبا مبارک پیشین فرمادیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھا اور فرمایا کہ لے فاطمہ! میں نے تجھے علم دے کر جس سے چڑا دیا، طہارت دے کر حیض سے دور رکھا۔

حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر خدا کی قسم اللہ نے حضرت فاطمہ کو اتنا علم عطا فرمادیا کہ وہ جہالت کے کبھی پاس بھی نہ گئیں اور ظاہری و باطنی نجاسات سے دور رہیں۔
 (عیون اخبار الرضا)

① اسماء مبارکہ اور کنیت

یونس بن ظبیان نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نو نام منتخب فرمائے ہیں: یعنی: فاطمہ صدیقہ مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محمدہ اور زہرا۔

② کنیت اور نام

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیت اُمُّ الحسن، اُمُّ الحسین، اُمُّ الامتہ، اُمُّ المحسن، اُمُّ ابیہا۔ ہیں اور ابو جعفر قتی کے بیان کے مطابق آپ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:
 فاطمہ، البتول، الحصان، الحمرة، السیدہ، العذراء، الحوراء، المبارکہ، الطاہرہ، الزکیہ، الرضیہ، المرضیہ، المحدثہ، مریم الکبریٰ، الصدیقہ الکبریٰ نیز: آسمان پر آپ کو، نوریہ، سادیہ اور حاتیہ کے اسماء سے یاد کیا جاتا ہے۔
 (مناقب ابو شہر آشوب)

③ وجہ تسمیہ فاطمہ

① یونس بن ظبیان: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک بار یونس بن ظبیان سے دریافت فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ فاطمہ کا کیا مطلب ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مولا! آپ ہی ارشاد فرمائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ کہ ہر برائی اور شر سے دور رکھی جانے والی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے عقد کے لیے حضرت علی امیر المومنین جیسی مقدس اصناف کا انتخاب کیا گیا۔ آپ کے علاوہ اولین و آخرین میں از امام ائمہ

• مصباح الانوار میں بھی اسی کے مثل روایت ہے
 • ابوہریرہ سے بھی یہی روایت مرقوم ہے (معانی الاخبار - عیون اخبار الرضا)

حضرت جعفر بن محمد

⑤ حضرت جعفر بن محمد بن علی علیہ السلام نے اپنے
 پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی
 سے فرمایا: اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 حضرت علی علیہ السلام نے (جو وہیں موجود تھے) عرض کیا: یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیے کہ ان کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 آپ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ یہ اور ان کے دوست و رشتہ جہنم سے لائق ہیں۔
 (عیون اخبار الرضا)

امالی شیخ مفید میں بھی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ایسی ہی روایت
 منقول ہے۔

محمد بن مسلم ثقفی

⑥ مرن مسلم ثقفی کی روایت ہے کہ میں نے حضرت
 ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ مدوۃ
 جہنم پر پھڑکی رہیں گی۔ جب قیامت کے دن ہر شخص کی پیشانی پر لکھ دیا جائے گا یہ مومن اور یہ
 کافر ہے۔ اور آپ کے کسی حبیب کے لیے اس کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے یہ حکم ہو گا کہ
 اسے لے جاؤ جہنم میں۔ جب وہ دروازہ جہنم پر پہنچے گا تو آپ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا پڑھ
 کر اللہ سے عرض کریں گی۔

اے میرے پروردگار! اے میرے مالک! تو نے تو میرا نام فاطمہ رکھا ہے اور
 میری وجہ سے تو نے میرے محبوبوں اور میری ذریت کے محبوبوں کو جہنم سے نجات کا وعدہ
 فرمایا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے تو کبھی اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔

ارشاد تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے فاطمہ! تم نے سچ کہا، بیشک میں نے ہی
 تمہارا نام فاطمہ رکھا اور تمہاری وجہ سے میں نے تمہارے محبوبوں اور تمہاری ذریت کے
 محبوبوں کو جہنم سے نجات دینے کا وعدہ کیا ہے اور واقعاً میرا وعدہ سچا ہے میں کبھی بھی اپنے
 وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ میں نے تو اپنے اس بندے کو جہنم کی طرف اس لیے بھیجا ہے

اور رسول نیز اہل موقف دیکھ لیں کہ میرے نزدیک تمہاری قدر و منزلت کیا ہے۔ اچھا اب
 جس شخص کی پیشانی پر تم مومن لکھا ہو وہ دیکھو اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور جنت میں داخل کر دو۔
 (عیون اخبار الرضا)

کلی

④ کلی نے حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام سے روایت
 کی ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام
 سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! تم جانتے ہو کہ فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ہی ارشاد فرمائیے۔
 آنحضرت نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ یہ اور ان کے شیعہ جہنم سے بالکل بری ہیں۔
 (ربانہ ابن بلطہ، کتاب مولانا فاطمہ ابن بابویہ - شرف النبی خروشی)

ابوہریرہ

④ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ
 حضرت فاطمہ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ جو ان سے محبت کرے گا وہ جہنم سے
 چھوٹ جائے گا۔
 (تاریخ ابوعلی سہلی)

جابر ابن عبد اللہ انصاری

④ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ
 یہ اور اس سے محبت کرنے والے جہنم سے بری ہیں۔
 (فردوس الاخبار شیرازی)

ایک نئی وجہ

④ عبد اللہ بن حسن بن حسن سے روایت ہے۔ ان کا بیان
 ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ میری جدہ ماجدہ
 جناب فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: اس لیے تاکہ اس نام میں اور دیگر اسماء کے درمیان فرق
 آپ نے فرمایا مگر یہ بھی تو منجملہ اسماء ہی ہے۔ اچھا سنو! میں بتاؤں اس کی
 وجہ کیا ہے۔ دراصل یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی واقعہ کے ہونے سے
 پہلے ہی علم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (میرے جہنم سے نجات دینے کے لیے) مختلف قبائل کی عورتوں سے عقد کرینگے۔ اور ہر وہ لوگ جن کی بیٹیاں

آپ کے عقد میں آئیں گی، آپ کے بعد آپ کی نیابت پر وراثتاً قابض ہونے کی طمع کریں گے۔ اس لیے جب حضرت فاطمہؑ کی ولادت ہوئی تو اللہ نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور نیابت و وراثت ان کی اولاد میں قرار دی، جناب فاطمہؑ کے وجود سے ایسے تمام لوگوں کی حرص و طمع منقطع ہو گئی۔

(عیون اخبار الرضا)

⑪ محمد بن علی بن حسین بن زین

محمد بن علی بن حسین بن زین نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے آباؤ کے کرام سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے تھے کہ حضرت فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے شیعوں کو جہنم سے لالعلق کر دیا ہے وہ اس ایمان و توحید کے ساتھ جو میں سیکر آیا ہوں اللہ سے ملاقات کریں گے۔

② = وجہ تسمیہ زہرا

① ابان بن تغلب

ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزند رسول (آپ کی جدہ ماجدہ) جناب زہرا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، اس لیے رکھا گیا کہ آپ دن میں تین باجناب امیر المومنین علیہ السلام کے لیے اپنی نورانیت کا اظہار فرمایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ صبح کے وقت جبکہ ابھی لوگ اپنے بستر پر سوتے تو آپ کے چہرہ انور سے ایسا نور ساطع ہوتا جس کی ضیا لوگوں کے گھروں کے اندر پہنچتی اور گھروں کی دیواریں دمک اٹھتیں، لوگوں کو حیرت ہوتی اور لوگ دوڑے ہوئے جناب رسول اللہ کے پاس پہنچتے اور پوچھتے کہ یا رسول اللہ! یہ کیسی روشنی ہے؟ آپ انھیں حضرت فاطمہؑ کے بیت الشرف بھیج دیتے۔ وہ لوگ یہاں آتے اور اگر دریافت کرنے تو معلوم ہوتا کہ جناب فاطمہؑ زہرا بنت رسول محراب عبادت میں بھی ہوئی محو نماز ہیں اور آپ کے چہرہ انور سے نور ساطع ہو رہا ہے تب ان کی سمجھ میں آتا کہ وہ نور محمدی لان

پھر جب ظہر کا وقت آتا اور کپ نماز کے لیے کھڑی ہوتیں تو ایک بسنتی نور آپ کے چہرے سے ساطع ہوتا جس پر روشنی لوگوں کے گھروں میں پہنچتی تو لوگوں کے کپڑے اور ان جسم بھی زرد نظر آنے لگتے۔ پھر وہ لوگ دوڑے ہوئے جناب رسول اللہ کی خدمت میں آتے اور دریافت کرتے یا رسول! یہ روشنی کیسی ہے؟ آپ انھیں پھر خانہ جناب زہرا کی طرف بھیج دیتے، وہ لوگ یہاں آکر دیکھتے کہ جناب فاطمہؑ زہرا کے محراب عبادت سے نور ساطع ہے لوگ سمجھ جاتے کہ یہ نور آپ کے چہرے کا ہے جس سے ہمارے کپڑے وغیرہ بسنتی نظر آتے ہیں۔

اس کے بعد جب آفتاب غروب ہو جاتا تو آپ کے چہرے کا رنگ خوشی اور شکر خدا میں سرخ ہو جاتا جس کی وجہ سے لوگوں کے گھروں میں روشنی پھیل جاتی لوگ پھر شجب ہو کر جناب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ کر دریافت کرتے کہ: یا رسول! یہ سرخ روشنی کہاں سے آرہی ہے؟

آپ انھیں پھر جناب فاطمہؑ کے بیت الشرف کی طرف بھیج دیتے۔ یہ لوگ وہاں آکر دیکھتے کہ یہ نور آپ کے بیت الشرف کی محراب عبادت سے ساطع ہے تو معلوم ہو جاتا کہ آپ نماز ادا کر رہی ہیں۔ وہ لوگ سمجھ جاتے کہ ہمارے گھروں میں جو سرخ روشنی نظر آرہی ہے وہ آپ ہی کے چہرے کے نور کا عکس ہے۔

چنانچہ جناب فاطمہؑ زہرا کے چہرے کے نور کی یہی کیفیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت تک رہی۔ اس کے بعد وہ نور ہمارے چہروں کی طرف منتقل ہو گیا۔ قیامت تک ہم ائمہ اہل بیت میں سے ایک امام کے بعد دوسرے امام کو یہ نور منتقل ہوتا رہے گا۔ (عیون اخبار الرضا)

② حضرت سلمان فارسی

ارشاد القلوب میں یہ روایت مرفوعہ حضرت سلمان فارسی سے مرقوم ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب مسجد میں داخل ہوئے اور انھوں نے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے جواب سلام دیا اور خوش آمدید بھی کہا۔

عباس بن عبد المطلب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم سب ایک ہی خاندان کے افراد ہیں ہم سب کے جدِ اعلیٰ بھی ایک ہی ہیں پھر حضرت علیؑ کو ہم سب پر فضیلت کیوں ہے؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے چچا! جن نبیئے اللہ تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ (ہمارے نور) کو

اُس وقت پیدا کیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ جنت تھی نہ جہنم، نہ لوح تھی نہ قلم۔
پھر جب اللہ نے ہمارے نور کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو لبِ قدرت سے ایک کلمہ جاری ہوا جو نور بن گیا، پھر دوسرا کلمہ جاری ہوا وہ روح بن گیا، بعد ان دونوں کو مخلوق ہونے کا حکم ہوا تو وہ دونوں ایک جان ہو گئے۔ پھر وہ ایک جان شدہ نور اور روح میں اور علیٰ خلق کیے گئے۔ میرے نور کی صورت سے عرش کا نور پیدا کیا، اس لیے میں عرش پر بھی فضیلت مآب ہوں اور علیٰ کے نور کی ضیاء سے آسمانوں کے انوار کو خلق فرمایا، اس لیے علیٰ بھی تمام سموات سے بزرگ و برتر ہیں، پھر حسن کے نور سے آفتاب کے نور کو اور حسین کے نور سے قمر کے نور کو پیدا کیا اس لیے یہ دونوں شمس و قمر سے بالا و اعلیٰ ہیں۔ پھر ملائکہ ہمارے انوار کو دیکھ کر کہنے لگے کہ سبحان اللہ کس قدر مکرم ہیں یہ انوار اللہ کے نزدیک۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آزمانا چاہا تو ایک سیاہ بادل بھیج دیا جس کی وجہ سے ہر طرف ایسا اندھیرا چھا گیا کہ انھیں قریب کی بھی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی تو انھوں نے بارگاہِ الہی میں دعا کی: اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے مالک! جب سے تو نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم نے کبھی ایسی ظلمت اور تاریکی نہیں دیکھی، تجھے ان ہی انوارِ مکرم کا واسطہ اس اندھیرے و ظلمت کو دو فرمادے۔

خالق کا ارشاد ہوا، ہاں ہاں، ہم ضرور ایسا کریں گے، پھر فوراً ہی اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ زہرا کے نور کو پیدا کیا اور اسے قندیل کی طرح گوشوارہ عرش میں آویزاں کر دیا جس کی روشنی سے تمام آسمان اور تمام زمینیں جگمگا اٹھیں اسی لیے فاطمہ کو زہرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نورِ فاطمہ کو دیکھ کر ملائکہ پھر تسبیح و تقدیس کر دے گا میں مشغول ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمھاری اس تقدیس و تسبیح کا ثواب فاطمہ، اس کے پدر بزرگوار، اس کے شوہر نامدار اور اس کی اولاد کے محبوبوں کو عطا کروں گا۔

حضرت سلمان کا بیان ہے کہ یہ سن کر جب عباس ابن عبد المطلب بارگاہِ رسالت سے نکلے تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔

عباس ابن عبد المطلب نے انھیں گلے لگایا، پیشانی کو بوسہ دیا اور بولے اہلبیت میں سے آپ عترتِ معظمت پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، آپ حضرت اللہ کے نزدیک کتنے مکرم و محترم ہیں۔

③ جناب جابر

جابر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ آپ کی جدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ زہرا) کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اُن معظّمہ کو اپنے نور کی عظمت سے خلق فرمایا، جب آپ کے نور کی ضیاء آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی تو ملائکہ کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں اور وہ سر بہ سجود ہو کر کہنے لگے، پروردگار! اے ہمارے مالک! یہ نور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ یہ نور میرے ہی نور کی عظمت سے پیدا ہوا ہے اس کو میں نے اپنے ہی آسمان میں رکھا جس کو میں اپنے انبیاء میں سب سے با عظمت نبی کے صلب میں ودیعت فرما کر ظاہر کروں گا، پھر اس سے ایسے انوار پیدا کروں گا جو اہل زمین پر میری تمام تر مخلوقات میں افضل ہونگے اور میرے دین حق کی طرف لوگوں کی ہدایت کریں گے۔ اور سلسلہ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد وہی انوار ائمہ میرے خلیفہ اور میرے دین کے محافظ ہوں گے۔

(عیون اخبار الرضا)

• سب مصباح الانوار میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے۔

④ ابن عتار

ابن عتار نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپ نے ارشاد فرمایا، جب آپ عراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نور اہل آسمان کے لیے اس طرح چمکتا تھا جیسے اہل زمین کے لیے ستارے چمکتے ہیں۔ (عیون اخبار الرضا)

⑤ ابو ہاشم عسکری

ابو ہاشم عسکری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپ نے فرمایا: آپ کا چہرہ انور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے جگمگاتا تھا صبح کے وقت چمکتے ہوئے آفتاب کے مانند، دوپہر کے وقت روشن چاند کے مانند اور غروب آفتاب کے وقت کوکبِ قوسی کے مانند چمکتا تھا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا، جنت میں ان معطرہ کی ملکیت یا قوت سرخ کا بنا ہوا ایک قبہ ہے جو فضا میں (ایک سال کی مسافت پر) بلند ہے وہ قدرت خدا سے متعلق ہے، نہ اوپر کسی چیز سے لٹکا ہوا ہے اور نہ نیچے کسی ستون پر رکھا ہوا ہے۔ اس قبہ کے ایک لاکھ دروازے ہیں ہر دروازے پر ایک ہزار فرشتے منتعین ہیں اور جس طرح تم لوگ آسمان میں ستارہ زہرہ کو دیکھتے ہو اسی طرح فرشتے اس قبہ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ زہرا حضرت فاطمہ کیلئے ہے۔

⑤ = وجہ تسمیہ بتول

① ابو صالح مؤذن

ابو صالح مؤذن نے اپنی کتاب اربعین میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: اے اللہ کے برگزیدہ رسول! بتول سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، بتول اس عورت کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حیض کی نجاست سے پاک رکھا ہو۔ آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، اے حمیراء! حقیقت یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہؑ عام عورتوں کی طرح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حیض کی نجاست سے پاک کر دیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک حضرت فاطمہؑ زندہ تھیں حضرت علی علیہ السلام کے لیے کسی دوسری عورت سے عقد کرنا حرام قرار دیا گیا تھا۔ حضرت بتولؑ ایام ماہواری سے بالکل مبتلا تھیں، اسی لیے آپ طاہرہ تھیں۔ عبید مری کا قول ہے کہ حضرت مرثیہ کا نام بتولؑ ہی لیے رکھا گیا تھا کہ آپ کا کوئی شوہر نہ تھا اور حضرت فاطمہؑ کا نام بتولؑ اس لیے رکھا گیا تھا کہ آپ کی کوئی (عورتوں میں) ثانی و نظیر نہ تھی۔

② حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہیں اس لیے

بھی بتول ہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، بتول وہ عورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نجاست حیض سے پاک رکھا ہے۔ (معانی الاخبار عیون اخبار الرضا)

⑥ = وجہ تسمیہ اُم ابیہا

صاحب مقال الطالبین نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت جعفر بن محمد سے اور انھوں نے اپنے پیر زنگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اُم ابیہا کی کنیت سے پکاری جاتی تھیں

④ = وجہ تسمیہ طاہرہ

مصباح الانوار میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباؤ کے نام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمدؑ چونکہ ہر طرح کی نجاست سے پاک تھیں، حتیٰ کہ انھیں نہ کبھی حیض آیا، نہ نفاس، اس لیے وہ طاہرہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔

① — بہترین زنان عالم

روایت کی ہے ابو الہذیل نے مقاتل سے انھوں نے محمد حنفیہ سے انھوں نے اپنے پروردگار سے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیہ مجیدہ کی تلاوت فرمائی: **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ خَدِيجَةَ وَطَهْرَةَ (آل عمران ۴۲)** پھر فرمایا اے علی! بہترین زنان عالم چار ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔ حافظ البزیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابن البیہق نے مسند میں مخطیب نے اپنی تاریخ میں ابن بطہ نے اپنی کتب "ابانہ" میں اور احمد سمعانی نے اپنی کتاب الفضائل میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ معمر سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس سے روایت کی ہے نیز شعبی نے اپنی تفسیر میں، سلامی نے اپنی تاریخ خراسان میں ابوصالح مؤذن نے اربعین میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ سے ہی روایت کی ہے اور شعبی نے جابر بن عبد اللہ و سعید بن مسیب سے، کریم نے ابن عباس سے مقاتل نے سلیمان سے انھوں نے صفاک سے اور انھوں نے ابن عباس سے ہی روایت نقل کی ہے۔

ابو مشعور و عبد الرزاق و احمد و اسحاق نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور یہاں یہ روایت حلیۃ الاولیاء کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم عالم کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) تمہارے لیے بطور نمونہ عمل بہت کافی ہیں" اور مقاتل و صفاک و عکرمہ کی روایت ہے کہ اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اور ان میں سب سے افضل فاطمہ ہیں" عبد الملک عکبری نے کتاب الفضائل میں اور احمد نے اپنی کتاب مسند میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ کریم سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تمام عورتوں کی

عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) ہیں اور اس میں یہ فقرہ بھی آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ "اور دنیا و آخرت میں ان سب عورتوں میں افضل فاطمہ زہرا ہیں" نیز حضرت عائشہ اور ان کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ فرمایا "اے فاطمہ! میں تجھے خوشخبری سنادوں کہ اللہ نے تم کو تمام عالین کی عورتوں میں عموماً اور اہل اسلام کی عورتوں میں خصوصاً منتخب فرمایا ہے، اسلام بہترین دین ہے۔"

• حذیفہ نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے یہ بشارت دی کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل جنت یا سیدۃ النساء امت ہیں۔

• امام بخاری و مسلم نے اپنے "صحیحین" میں ابوالسعادات نے فضائل عشرہ میں ابوبکر شیبہ نے اپنی کتاب المال میں دہلی نے اپنی کتاب فردوس میں تحسیر کیلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل جنت ہیں۔

• حافظ البزیم نے حلیۃ الاولیاء میں جناب جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "نیکن یہ فاطمہ قیامت کے دن تمام عورتوں کی سرمد ہوگی۔"

• تاریخ بلاذری میں مرقوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراؑ سے فرمایا "بیٹی! اب میرا وقت قریب ہے مگر تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو گی۔"

یہ سن کر آپؐ غمگین ہوئیں۔ تو آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم تمام زنان اہل جنت کی سرمد ہو؟ یہ سن کر آپؐ مسکرائے لگئیں۔ (خصال)

② — فاطمہ ساری دنیا کی عورتوں میں منتخب ہیں

کتاب خصال میں ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو جو وصیتیں فرمائیں ان میں یہ وصیت بھی تھی کہ "اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا پر ایک نظر انتخاب ڈالی اور تمام

مردوں میں سے مجھے منتخب فرمایا، پھر دوسری نظر انتخاب ڈالی تو میرے بعد ساری دنیا کے مردوں میں سے تمھیں منتخب فرمایا، اس کے تیسری بار تمھارے بعد ان کو منتخب فرمایا جو تمھاری نسل میں سے ہوں گے، اور جب چوتھی مرتبہ نظر انتخاب ڈالی تو تمام دنیا کی عورتوں میں سے فاطمہؑ زہرا کو منتخب فرمایا۔

مفضل سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، مولا! یہ ارشاد فرمائیں کہ آنحضرتؐ نے جو حضرت فاطمہؑ زہرا کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”یہ دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہیں“ تو کیا حضرت فاطمہؑ زہرا صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا، یہ صفت تو حضرت مریمؑ کی ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور ہماری جدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں خواہ اولین کی عورتیں ہوں یا آخرین کی۔ (معانی الاخبار)

۳۳ = سیدۃ نساء العالمین

① سعید بن مسیب : سعید بن مسیب نے ابن عباسؓ سے روایت بیان کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرمایا تھے، اُس وقت آپؐ کے پاس حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ بھی موجود تھے، آپؐ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور کہا، پروردگار! تو خوب جانتا ہے کہ یہی میرے اہل بیت ہیں اور میرے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ مکرم اور عزیز ہیں، پس تو دوست رکھ لے جو ان کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ لے جو ان سے دشمنی رکھے۔ مدد کر اس کی جو ان کی مدد کرے اور ان سے ہر قسم کی تجامت و گندگی کو دور رکھ، ان کو ہر گناہ سے معصوم بنا دے، اور ان کی مدد فرما ہر لمحہ روح القدس۔

اس کے بعد آپؑ حضرت علیؑ علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”وای علی! تم میری امت کے امام ہو اور میرے بعد تم میرے خلیفہ و جانشین ہو، راہ جنت میں مومنین کے قائد و رہنما ہو، اور گویا میں اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عشر کے روز ناقہ زہر پر سوار ہو کر آئی ہے، اس کے داہنی جانب ستر ہزار فرشتے

۳۴ بائیں جانب ستر ہزار فرشتے آگے ستر ہزار فرشتے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہیں اور وہ میری امت کی مومنہ عورتوں کی جنت کی طرف قیادت کر رہی ہے۔ پس جو عورت دن رات میں ہر لمحہ وقت کی نماز پڑھے گی۔ ماہ رمضان میں روزے رکھے گی، حج بیت اللہ احرام کرے گی۔ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے گی۔ اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی اور میرے بعد علیؑ کی ولایت اور امامت کا اقرار کرے گی، وہ میری بیٹی فاطمہؑ کی شفاعت کے وسیلے سے داخل جنت ہوگی فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ اپنے ہی زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، یہ صفت تو حضرت مریمؑ بنت عمران کی ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ تو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے خواہ وہ اولین میں سے ہو یا آخرین میں سے۔ جب یہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار مقرب فرشتے آکر اسے سلام کرتے ہیں اور اُسے اُن ہی الفاظ میں خطاب کرتے ہیں جن الفاظ میں مریمؑ کو خطاب کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں یا فاطمہ، اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكَ وَطَهَّرَكَ لَكَ وَاصْطَفٰكَ عَلٰی نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ (آل عمران ۴۲) ”اے فاطمہ! اللہ نے تمھیں منتخب کیا اور سربراہی سے پاک رکھا اور تمام عالمین کی عورتوں پر تمھیں فضیلت دی“

اس کے بعد آپؑ حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”فاطمہؑ میری پادہ جگر ہے میری نور نظر ہے، میری میوہ دل ہے جس نے اس کو رنج پہنچایا اُس نے مجھے رنج پہنچایا، جس نے اس کو خوش رکھا اُس نے مجھے خوش رکھا، یہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔ لہذا میرے بعد اس کا بڑا خیال رکھنا، اور حسن و حسینؑ میرے فرزند ہیں جو میرے شجر زندگی کے دو بھول ہیں۔ یہ دونوں جو انسان اہل جنت کے سردار ہیں۔ ان دونوں کا بھی اتنا ہی خیال رکھنا جتنا تم اپنی چشم و گوش کا دھیان رکھتے ہو۔“

پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا ”پروردگار! تو گواہ رہنا کہ میں اُس شخص سے محبت کرتا ہوں جو ان (میرے اہل بیت) سے محبت کرتا ہے اور اس کو دشمن رکھتا ہوں جو ان سے دشمنی رکھتا ہے، میری صلح اُس سے ہے جو ان سے صلح رکھتا ہے، میری جنگ اُس سے ہے جو ان سے جنگ کرتا ہے۔ میری عداوت اُس سے ہے جو ان سے عداوت رکھتا ہے، میری دوستی اُس سے ہے جو ان سے دوستی رکھتا ہے۔“

(امالی شیخ صدوق)

② تمیمی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام علیؑ الرضا علیہ السلام سے اور آپؑ

نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ حسن و حسین میرے بعد اور اپنے والد (حضرت علی) کے بعد اہل زمین میں سب سے بہتر ہیں اور ان کی والدہ (حضرت فاطمہ زہرا) تمام اہل زمین کی عورتوں میں سب سے افضل و بہتر ہیں۔

(۳) شعبی نے منقول سے اور انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے بہت آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ آنحضرت نے کیا فرمایا؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش ہو گی کہ تم سیدہ نساء اہل جنت یا سردارِ نساء امت ہو؟ حدیث الاولیاء اور کتاب شیرازی میں عمر بن حصین اور جابر بن سمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا بیٹی کیسی ہو؟ انھوں نے کہا، بابا! طبیعت نامناسب ہے اور اس پر مزید یہ کہ گھر میں کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا، بیٹی کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم سیدہ نساء عالمین ہو؟ انھوں نے عرض کیا، بابا اگر ایسا ہے تو پھر مریم بنت عمران کا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں، تم ہر زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو۔ خدا کی قسم میں نے تمھاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔

واضح ہو کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روایت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سیدہ نساء اہل جنت ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، نہیں، یہ مرتبہ تو حضرت مریم کا ہے (بہاری جلد ماجہ) حضرت فاطمہ زہرا جنت کے اندر اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

ایک حدیث میں یہ ہے کہ آسیہ بنت مزاحم و مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد جنت میں جانے کے لیے حضرت فاطمہ کے آگے آگے حاجیوں کی طرح چلیں گی۔ فضائل عشرہ میں البراسدات نے اور فضائل صحابہ میں بحالی نے فرمایا ہے۔

نے بھی ابن حجام سے روایت کی ہے اور انھوں نے جمیع بن کثیر کے واسطے سے حضرت عائشہ اور اسامہ سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ بریدہ سے بھی یہی روایت مروی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

یا رسول اللہ! عورتوں میں سب سے زیادہ کون عورت آپ کو محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ۔

میں نے عرض کیا، اور مردوں میں؟

آپ نے فرمایا: اُن کے شوہر (علی ابن ابی طالب)

• جامع ترمذی میں بھی مرقوم ہے کہ بریدہ نے کہا کہ عورتوں میں حضرت فاطمہ اور مردوں میں حضرت علی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

• قوت القلوب ابوطالب مکی، الربیعین ابوصالح موذن اور فضائل صحابہ احمد میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان بیٹھے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم دونوں میں کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ (میں یا یہ؟)

آپ نے فرمایا، یہ۔ (فاطمہ) مجھ کو زیادہ محبوب ہے اور تم مجھ کو زیادہ عزیز ہو۔

• جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ نے اپنے اپنے فضائل پر فخر کیا تو حضرت جبریلؑ نے حضرت پیغمبر اکرمؐ کو آ کر خبر دی کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ میں طویل بحث چھڑ گئی ہے کہ دونوں میں کون افضل ہے، مگر کوئی فیصلہ نہیں ہو پاتا، لہذا آپؐ جا کر ان دونوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

آنحضرت تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: تمھارے لیے صرف اولاد کی مٹھاس ہے اور ان کے (علیؑ کے) پاس مردوں کا عز و وقار ہے۔ یہ مجھ کو تم سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، بابا جان! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو منتخب کیا اور آپ کے ذریعے سے امت کی ہدایت فرمائی، آپ میں جہتک زندہ رہوں گی ان کی خدمت کی بے قراری کی۔

ولادت دور اسلامی میں ہوئی۔

⑤ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو ان کی اور ان کے بچے کی سلامتی کا یقین دلایا تھا اس لیے ان کو کسی قسم کا خوف نہ ہونا چاہیے تھا اور حضرت فاطمہ زہرا کو امام حسن و امام حسین کے حمل کے دوران یہ معلوم نہ تھا کہ آپ زندہ رہیں گی یا بعد ولادت فوت ہو جائیں گی لہذا آپ کو ثواب زیادہ ملنا چاہیے۔ اسی بنا پر غزوہ بدر میں مسلمانوں کو ملائکہ سے زیادہ ثواب حاصل ہوا (جیسا کہ حدیث میں ہے) اس لیے کہ مسلمان ہم درجہ کے عالم میں جہاد کر رہے تھے انہیں معلوم نہ تھا کہ قتل ہو جائیں گے یا بچ جائیں گے جبکہ ملائکہ کی یہ حالت نہ تھی۔

⑥ حضرت مریم سے کہا گیا کہ: "لا تحزنی" (حزن نہ کرو) اور جناب فاطمہ زہرا کے متعلق کہا گیا کہ: "إِنَّ اللَّهَ يَرْضَىٰ لِرِضَاكَ" (اللہ تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے) حضرت مریم کے لیے ہے کہ "وَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا" (ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی) اور حضرت فاطمہ زہرا خاتون آل عبا تھیں جن پر حضرت جبریلؑ نے فرمایا اور کہا من مثلی وانا سادس الخمسہ (میرا مثل و نظیر کون ہے میں ان پانچ کا چھٹا ہوں)۔

⑧ حضرت مریم کے لیے درخت سے خرے ٹپکے اور چٹھے سے پانی نکلا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: "فَنَاقُطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنَّتَا هُ فَاكُلْنَا مِنَّا وَاشْرَبْنَا" (درج آیات ۱۲-۱۵) (تجھ پر تازہ پچے ہوئے خرے گرے گئے پس کھا اور پی۔) یہ بطور اعجاز نہ تھا کیونکہ اس سے قبل کی آیت ۱۲ میں یہ ذکر موجود ہے: "فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ" (پس درد زہ اس کو ایک کھجور کے درخت کے تنے تک لے آیا) اور یہ بھی احتمال ہے کہ پانی کا چشمہ پہلے سے وہاں موجود ہو، ورنہ اگر بطور اعجاز ہوتا تو اس کی کوئی نہ کوئی یادگار وہاں پر بطور نام و نشان ضرور ہوتی جس طرح چاہ زمزم، و مقام تنور نور، دریا شگافہ ہونے اور ریشم کے نشانات اپنی اپنی جگہ موجود ہیں۔

اور حضرت فاطمہ زہرا کے لیے رطب صحابی و آب کوثر کی احادیث مشہور ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ ام ایمن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے فاطمہ کی شادی میں کچھ بچھا دیا نہیں فرمایا۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "یہ تم غلط کیوں کہتی ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کی شادی کے موقع پر جنت کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ زرد و جاہر اور حلتائے فاخرہ اہل جنت پر بچھا کر دیں۔" (صحیح ابی داؤد)

عام شعبی، حسن بصری، سفیان ثوری، مجاہد، ابن جبر، جابر انصاری نیز حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "وَأَنَا فَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ مِنْ غَضَبِهَا فَقَدْ اغْضَبَنِي" (یعنی: اس کے سوا نہیں ہے کہ فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔)

بخاری نے بھی مسور بن مخرمہ سے یہ روایت لی ہے اور جابر کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔

صحیح مسلم اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک میری بیٹی فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے جو اس کے لیے باعث اذیت ہے وہ میرے لیے باعث اذیت ہے۔

④ = مریم سے بھی قبول کو رتبہ سوا مل

① حضرت مریم کو بنت عمران کہا جاتا ہے اور حضرت فاطمہ کو بنت محمد، اور ظاہر ہے کہ اولاد کا شرف باپ سے ہے۔

② حضرت مریم کی والدہ نے حضرت مریم کو بوقت حمل اللہ کے لیے نذر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام خلق میں سب سے زیادہ تقرب الہی کے خواستگار تھے اس لیے آپ نے فاطمہ کے حمل کے وقت ان سے زیادہ تقرب خداوندی کے کلمات استعمال کیے۔ پھر یہ بھی کہ ماں کی نذر کا ثواب باپ کی نذر کے ثواب سے آدھا ہوتا ہے۔

③ حضرت مریم کی کفالت حضرت زکریا نے کی اور حضرت فاطمہ زہرا کی کفالت حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمائی، کیا اس سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کی کفالت حضرت زکریا کی کفالت سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہے۔ نیز حضرت زکریا نے حضرت مریم کی کفالت بحالت تنہی کی تھی، یہ ایک مستحب کام انجام دیا تھا جبکہ جناب فاطمہ کی کفالت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برائے فریضہ انجام دی تھی کیونکہ اولاد کی پرورش واجب ہے اور واجب بہر حال خدوب و مستحب سے افضل ہے۔

① ملائکہ نے حضرت مریم سے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ: **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلَى نِسَاء الْعَالَمِينَ** (آل عمران ۴۲)
(اے مریم) بیشک اللہ نے تم کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور منتخب کیا عالمین کی تمام عورتوں پر) اس آیت میں عالمین سے مراد اُس زمانہ کی عورتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ **إِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ** (البقرة آیت ۴۷)
(میں نے تم کو عالمین پر فضیلت دی)۔ حالانکہ بنی اسرائیل مسلمانوں سے افضل نہ تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ** (آل عمران ۱۱۰)
(تم بہترین امت تھے) نیز مذکورہ آیت میں جن اوصاف کا تذکرہ ہے اُن میں حضرت مریم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شریک ہیں، جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے:
إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرٰهٖمَ وَآلَ عِمرٰنَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذٰلِكَ مِمَّا يَبْعُثُهَا مِنْ بَعْضِهَا (آل عمران آیت ۳۳)
(بیشک اللہ نے آدم و نوح و آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر منتخب کیا۔ اُن میں سے بعض بعضوں کی ذریت ہیں)۔

یعنی حضرت فاطمہ اور اُن کی ذریت بھی اس آیت میں داخل ہیں اور حضرت فاطمہ کے لیے سنیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہو اور فرمایا کہ جب فاطمہ زہرا محراب عبادت میں گھری ہوئی ہو تو ستریز اور قرب فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں اور اسی طرح اُن کو کوازدیتے ہیں جس طرح حضرت مریم کو پاک کر کہتے تھے **"يَا فَاطِمَةُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلَى نِسَاء الْعَالَمِينَ"**۔

② حضرت مریم کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ: **كَلَّمَآ دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ مِنْدًا رَازِقًا** (آل عمران آیت ۳۷)
(جب بھی ذکر کیا اُس کے پاس محراب (عبادت) میں داخل ہوتے تھے تو اُس کے پاس رزق پاتے تھے) مگر قرآن مجید میں یہ نہیں ہے کہ یہ کھانا جنت ہی سے باغیاں آتا تھا حضرت مریم مرن یہ کہتی تھیں کہ: **هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ** **إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي مِمَّا يَشَاءُ** بغیر حساب ۵ (آل عمران آیت ۳۷) (یہ اللہ کی طرف سے ہے بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے)
کہ اہل بیت حضرت مریم کے کثرت شکر کی دلیل ہے اور یہ ایسا عجیب

یہ کہا جاتا ہے کہ آج محمد اللہ نے ایک درہم دیا، یا یہ کہا جائے **كُلُّ مِمَّنْ عِنْدَ اللَّهِ** (سورۃ النساء آیت ۱۸)
(ہر چیز اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

مگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لیے اس سلسلے میں بہت سے واقعات مندرج ہیں جن سے کوئی مسلمان خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ، انکار نہیں کر سکتا جیسے حدیث مقدسہ حدیث طبر و انار و انکرو و بھی وغیرہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے وہ طعام تناول فرمایا ہے جو دنیا میں کسی کو حضرت آدم و حوا کے نزول کے بعد نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی نماز میں مشغول ہیں اور آپ کے قریب ہی ایک طبق رکھا ہوا ہے جس سے گرم گرم طعام کی بھاپ اُٹھ رہی تھی۔

حضرت فاطمہ زہرا نے نماز تمام کر کے وہ طعام حضرت رسول خدا اور حضرت علی مرتضیٰ کے سامنے رکھا۔

حضرت علی مرتضیٰ سلام نے پوچھا کہ **أَتَيْتِ لَكَ هٰذَا** یہ کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے جواب دیا **هُوَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَرَزَقَهُ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ** بغیر حساب۔

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت مریم کا کھانا جنت ہی سے آیا تھا تو حضرت فاطمہ زہرا وہ ہیں کہ جن کا خمیسہ رزق جنت سے تیار ہوا تھا۔

③ اگر حضرت مریم کی اللہ تعالیٰ نے یہیں جگہ مرح فرمائی ہے تو حضرت فاطمہ کے بھی اللہ تعالیٰ نے یہیں نام رکھے ہیں اور ہنام آپ کی ایک فضیلت کی نشاندہی کرتا ہے جس کا ذکر ابن بابویہ نے مولیٰ فاطمہ میں کیا ہے۔

④ حضرت مریم بنت عمران کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ: **أَخْصَنَّا فَرَجَهَا** (سورہ تحریم آیت ۱۲) یعنی انہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی (اس سے اُن کی عفت و عصمت مراد ہے)۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انہوں نے چونکہ شادی نہیں کی اور شوہر سے اُن کی ذریت پیدا نہیں ہوئی اس لیے وہ قابلِ تعریف ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اُن کا محل اور وضع محل خلافت عادت (مجرانہ طور پر) ہوتا جبکہ وہ عادت کے مطابق ہوا تو اس سے ہمارا دعویٰ ثابت ہوا۔ اور ہمارے اس دعوے کی تائید اُن احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں تزویج و نکاح اور نسل بڑھانے کی مدح اور مجرور رہنے کی مذمت کی گئی ہے۔

” اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيراً ” (سورہ احزاب آیت ۵۳)

یعنی (بیشک اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اہل بیت وہ تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہے)۔
حسان بن ثابت نے اپنے قصیدے میں اسی کے پیش نظر یہ شعر جن کا مطلب

مندرجہ ذیل ہے کہے ہیں:
حضرت مرثیہ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور اللہ نے اُن کو حضرت عیسیٰؑ

جیسا چاند سا بیٹا دے دیا۔
اور حضرت فاطمہؑ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو اللہ نے اُن کو رسولؐ کے
دونوں سے (امام حسن و امام حسین) دیے۔ (المناہج صدوق)

⑤ خَيْرُ النِّسَاءِ الْعَالَمِينَ

” کشف الغمۃ میں بحوالہ معالم العترة“
انس سے یہ روایت مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُس اُمت
کی بہترین عورت مرثیہ تھیں اور اس اُمت کی بہترین عورت فاطمہ بنت محمدؑ ہیں۔
ایک دوسری روایت جو احمد بن حنبل سے مروی ہے اس میں انس کا بیان
ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عالمین کی عورتوں میں تیرے لیے مرثیہ بنت عمرانؑ خدیجہ
بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمدؑ اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون کافی ہیں۔

انس سے اپنے اسناد کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ تیرے لیے عالمین
کی عورتوں میں سے مرثیہ بنت عمرانؑ خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمدؑ کافی ہیں
اسی کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے جناب فاطمہؑ
زہراؑ سلام اللہ علیہا سے کہا: میں تم کو خوشخبری سناتی ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو ارشاد
فرماتے ہوئے سنا کہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار چار ہیں مرثیہ بنت عمرانؑ، فاطمہ
بنت محمدؑ، خدیجہ بنت خویلد اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون۔

⑥ خاتونِ جنت

مرثیہ احمد بن حنبل میں حضرت عائشہؓ سے یہ روایت بھی مذکور ہے

کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی رفتار آنحضرتؐ کی رفتار سے بالکل مشابہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت
فاطمہؑ زہراؑ اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی خوش آمدید۔ پھر آپؐ
نے اُن کو اپنی داہنی یا بائیں جانب بٹھالیا اور اُن کے کان میں چُپکے سے کچھ کہا جس سے
جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے تم سے کیا خاص بات کہی جس سے
تم رونے لگیں۔؟

اس کے بعد آنحضرتؐ نے دوبارہ اُن کے کان میں کچھ کہا اور فاطمہؑ سننے لگیں اور
میں نے کبھی کسی کو اتنا جلد روتے اور نہ ہونے نہیں دیکھا تھا۔ جب میں نے فاطمہؑ سے اس کا
سبب پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: میں اپنے پدر بزرگوار کے راز کو فاش نہیں کرتی۔

مگر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب دوبارہ اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ:
رسول اللہؐ نے پہلی مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ ”بیٹی! ہر سال جبریلؑ امین میرے سامنے قرآن مجید کو
ایک مرتبہ پیش کرتے تھے لیکن اس سال انھوں نے دو مرتبہ پیش کیا۔ یہ اس بات کی علامت
ہے کہ میری وفات قریب ہے اور تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی۔
اور میں تمہارے لیے اچھا سلف ہوں۔

یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم اُمت
کی تمام عورتوں اور مومنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔؟
یہ سن کر میں سننے لگی۔ (کشف الغمۃ جلد ۱ ص ۸۷)

④ حضرت فاطمہؑ کو کلمہ باقیہ کی بشارت

حضرت مرثیہؑ کو اللہ نے اُن
کے بیٹے (عیسیٰؑ) کی یہ کہہ کر بشارت دی کہ ”اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ“
(بیشک اللہ تجھے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے)۔ (آل عمران آیت ۴۵)

اور حضرت فاطمہؑ کو بھی حسن و حسینؑ کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ حدیث میں ہے
کہ ان دونوں کی ولادت کے موقع پر یوں بشارت دی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
سے فرمایا ”بیٹی مبارک ہو تم سے ایک ایسا امام پیدا ہو گا جو اہل جنت کی سرداری کرے گا۔ اللہ
نے امامت کے سلسلے کو نسل فاطمہؑ میں کامل کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً
بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ“ اور اس کو کلمہ باقیہ قرار دیا، اس کی نسل میں یعنی حضرت علیؑ سلام کی
(مناقب)

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، اور میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے قہر زہرا کو بھی اندر سے جاکر دیکھا، اُس میں ستر قہر سرخ موٹے کے دیکھے جو موتیوں سے مرقع تھے اور اس کے دروازے، دیواریں چھتیں یہ سب ایک ڈلی سے تراش کر بنائی گئی تھیں۔

۱۲۔ حضرت علی وفاطمہ کا بسم

اور جنت میں روشنی

حدیث کی اکثر کتابوں میں مثلاً: کشف القمۃ لعلیٰ اور ابوالسعادات کی کتاب الفضائل میں قرآن مجید کی اس آیت: "وَلَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرًا" (سورۃ الدھر آیت ۱۲) جنت میں نہ تو لوگ دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی محسوس کریں گے۔ (کے مفہوم کے متعلق تحریر کیلئے کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں سکونت اختیار کریں گے تو ایک ایسا نور دیکھیں گے جس سے پوری جنت منور ہو جائے گی اور لوگ بلکہ الہی میں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے اپنی اُس کتاب میں جو تو نے اپنے حبیب پر نازل فرمائی تھی، یہ ارشاد فرمایا تھا کہ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرًا۔ پھر یہ روشنی کیسی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک منادی ندا دے گا: سنو! اے اہل جنت! نہ یہ سورج کی روشنی ہے اور نہ چاند کی چاندنی، بلکہ علی وفاطمہؓ کو کسی بات پر تعجب ہوا ہے جس پر وہ مسکرانے ہیں اُن ہی کی مسکراہٹ سے جنت کی ساری فضا منور ہو گئی ہے۔

۱۳۔ نور زہرا سے چاند مانند چڑھتا ہے

کتاب "فضائل شہر رمضان" شیخ صدوق علیہ الرحمۃ میں ایک طویل حدیث اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے مرقوم ہے جس میں یہ فقرہ ہے کہ جب ہلالی ماہ رمضان طلوع ہوتا، اور حضرت فاطمہ زہراؑ اس کے سامنے جاتیں تو آپ کے چہرے کا نور اس ہلال پر غالب آجباتا تو وہ نظر نہیں آتا اور آپ سامنے سے ہٹ جاتی تھیں تو وہ نظر آنے لگتا تھا۔

۸۔ حضرت فاطمہ زہراؑ شجرہ رسولؐ ہیں

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "فاطمہ زہرا میرے سلسلے کی ایک گھنیری شاخ ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی، جس نے اسے مسرور کیا اُس نے مجھے مسرور کیا، اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا کی ناراضگی سے ناراض اور ان کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔" (معانی الاخبار)

۹۔ شجرہ کا مفہوم

علی بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ میں نے قاسم بن سلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث "الرحم شجرۃ من اللہ" کے وضاحت کرتے ہوئے سنا، اُنھوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحم ایک جال کی طرح آپس میں گھٹی ہوئی قربت کو جنم دیتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ درِ دندانِ فاطمہؑ کی نور افشانی

سیدہ الحافظہ دہلی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت اہل جنت، جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہوں گے اور اہل جہنم عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے تو یہ ایک اہل جنت دیکھیں گے کہ ایک طرف سے ایک نور سا طع ہوا۔ اُس وقت یہ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ نور کیسا ہے؟ شاید اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نگاہ مرحمت فرمائی ہے۔ تو:

رضوان جنت جواب دے گا، نہیں، یہ بات نہیں ہے بلکہ حضرت علیؑ کے ہاتھ سے جناب فاطمہ زہراؑ سے مزاح کوئی بات کہی ہے اور آپ مسکرائی ہیں، یہ نور آپ ہی کے دندان مبارک سے ساٹھ ہوا ہے۔

۱۱۔ قصر فاطمہ زہراؑ

۱۴ = تسبیح فاطمہ زہرا کا شرف

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت اور اس کی حمد کے لیے تسبیح فاطمہ سے بہتر اور افضل اور کوئی شے نہیں۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً جناب فاطمہ زہرا کو اس تسبیح کے بدلے اس ہی کی تعلیم فرماتے (کافی)

۱۵ = آپ کا ذکر انجیل میں ہے

حماد نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ میں نے انجیل میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پڑھے اس میں یہ تھا کہ آپ نکاح تو بہت سے کریں گے مگر آپ کی اولاد قلیل ہوگی اور آپ کی نسل صرف ایک بابرکت (دبی بی) لڑکی سے چلے گی جس کا گھر ایسی جنت میں ہوگا جس میں کسی بھی تکلیف کا گزر نہیں ہوگا۔ اس کی پرورش نبی آخر الزماں بالکل اسی انداز سے کریں گے جس انداز سے تمہاری ماں (حضرت مریم) کی پرورش حضرت زکریا نے کی تھی۔ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور دونوں درجہ شہادت پر فائز ہوں گے۔ (مالی شیخ صدوق)

۱۶ = آپ کی ذریت پر آتش جہنم حرام ہے

عیون الاخبار الرضا میں بھی ہے کہ اسناد کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ انتہائی عفت مآب اور باعصمت ہے اس لیے اللہ نے جہنم پر ان کی ذریت (کا جلانا) حرام کیا ہے

۱۷ = جنت میں داخلہ

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو باطن عرش سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے ابی محسن اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ دختر حبیب خدا فاطمہ زہرا اپنے قصر کی جانب روانہ ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد میری بیٹی اس شان سے روانہ ہوگی کہ اس کے جسم پر درود سننے والے

ہوں گے۔ ستر ہزار اور اس کے جلو میں ہوں گی اور جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گی تو وہاں امام حسن کو کھڑا ہوا پائے گی اور امام حسین بغیر سر کے پٹے ہوں گے۔

آپ امام حسن سے پوچھیں گی: بیٹا! یہ کون ہے؟ امام حسن جواب دیں گے: مادر گرامی! یہ میرا بھائی حسین ہے۔ آپ کے بعد ناناکا اُمت نے اسے قتل کر کے سرتن سے جدا کر دیا۔ اُس وقت غیب سے آواز آئے گی: دختر حبیب کبریا! میں نے تم کو تمہارے حسین کا وہ حال خود تمہاری آنکھوں سے دکھا دیا جو تمہارے بابا کی اُمت نے اس کا بتایا ہے اور اب تمہاری تشفی کے لیے یہ سامان کیا ہے کہ خلائی کا حساب میں اُس وقت تک لینا شروع نہ کروں گا جب تک تم اور تمہاری ذریت اور تمہارے شیعہ اور جو بھی ان کے ساتھ نیکی کرے خواہ وہ شیعہ نہ بھی ہو جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

چنانچہ میری بیٹی فاطمہ، اس کی ذریت، اس کے شیعہ اور وہ افراد جنہوں نے ان کے ساتھ نیکی کی ہے اگرچہ وہ شیعہ نہیں تھے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اس آیت کا بھی مطلب ہے۔ ”لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقُ الْأَكْبَرُ“ یعنی (ان کو) قیامت کا) ہول محزون نہ کرے گا۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱) وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (سورۃ الانبیاء آیت ۲) یعنی (وہ اپنے پسندیدہ مقام پر ہمیشہ رہیں گے) (تفسیر فرائد ابن ابراہیم)

۱۸ = گنہگار ان اُمت کی شفاعت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاری نے میرے والد حضرت امام محمد باقر سے عرض کیا: فرزند رسول! میں آپ پر قربان، آپ اپنی جدۃ ماجدہ (فاطمہ زہرا) کی فضیلت میں کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں کہ جسے میں آپ کے شیعوں سے بیان کروں تو وہ بھی خوش ہو جائیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا سنو! میرے پدر بزرگوار نے میرے جد سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ: ”قیامت کے دن میدان حشر میں تمام انبیاء و مرسلین کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے اور اس روز میرا منبر تمام انبیاء کے منبروں سے بلند ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ محمد!

حضرت آدمؑ نے پوچھا، یہ تاج کیسا ہے جو ان کے سر پہ ہے؟

حضرت آدم کے چار بیٹے تھے۔ ان کے نام تھے: شام، عیسیٰ، ابلیس اور قابیل۔ ان میں سے ابلیس نے کفر اختیار کیا اور جبریل نے کہا: یہ ان کے شوہر علی ابن ابی طالب ہیں۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا، اور یہ گوشوارے کیسے ہیں؟

جبریل نے کہا، یہ ان کے دلوں پر حسن و حسین ہیں۔

حضرت آدمؑ نے کہا، کیا یہ مجھ سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہے؟
جواب دیا، یہ تمہاری خلقت سے چار ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے

علم کی گہرائیوں میں موجود تھے۔

عيون الاخبار الرضا

مقام سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جناب

مقوم ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔
ناراض ہوتا ہے، غافلہ کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

صحیفہ رضائیں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی اپنے ابا کے نام سے

یہی روایت منقول ہے۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام

علی بن عمر بن علی نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

نے اپنے آباؤ کے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا میں اس کو دس سال کی عمر عطا کروں گا۔

فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ! یہاں سے جا کر اپنے گھر کی طرف لو۔
خوشم اللہ کی خواہی ہے۔

خوشی اللہ کی تھی ہے۔
 یسین کہ مندل نامی ایک راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں

میں آیا اور عرض کیا کہ یا ابا عبد اللہ! یہ آج کل کے نوجوان آپ کی طرف منسوب کرے گا۔

ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔

آپ نے فرمایا اے مندل وہ خون کی حدیثیں ہیں۔
مندانہ فرمایا، ان کی یہاں کہ وہ حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے۔

عبداللہ نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، پھر جناب فاطمہؓ زہرا کو کم از کم مومنہ تو ضرور ہی مانتے ہو،

پھر ان کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی اور ان کی خوشی اللہ کی خوشی ہے۔ اس سے تم لوگوں کو

کیوں انکار ہے ؟
 صندل نے کہا، (اب بات سمجھ میں آگئی) واقعاً اللہ تعالیٰ اپنے پیغام

صندل لے کہا، (اب بات محمد میں اسی) واقعاً اللہ تعالیٰ آپسے پیغام کو جسے جسے حوالہ کرے۔ (ابا شیخ صدوق، احتجاج طبری)

• غصہ بازی نے شیخ صدوق سے اور انھوں نے یحییٰ سے اسی کے مثل روایت کی ہے چاہے حوالہ کرے۔ (امام یحییٰ صدوقؒ کی اس عجیب بات پر)

بیان کی ہے۔ (امالی شریف مفید)

ابو صالح مسوڈن نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کی ہے

کہ میں نے آنحضرتؐ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب میں نے بحکمِ خدا فاطمہؑ کا عقد

علیؑ سے کر دیا تو جبریلؑ میں نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مژبوں کا باغ ایسا بنایا

ہے کہ جس کے ایک رخسار سے دوسرے درخت کے درمیان موتی و یاقوت اور سولے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ اس باغ کا سا شان زور حد سبز کلبے جس میں موتیوں کے

طافے میں جن میں باقوت جڑے ہوئے ہیں، اس کی دیواروں میں سونے چاندی، موئی

کے کھڑے جھڑے ہوتے ہیں۔ اس باغ کا سا نیاں زبردست کاسے جس میں موتیوں کے

طاقتی میں جن میں بافت جڑے ہوئے ہیں اس کی دیواروں میں سونے چاندی ہوتی ہے۔

اور زبردگی اینٹیں لگا ہوتی ہیں۔ پھر اس میں جان بچا چتے جاری ہیں اور نہریں بہہ رہے ہیں۔

طاغی بنی بن میں پاؤت جڑے ہوئے ہیں اس کی دیواروں میں سے چادریں
اور زبرد کی اینٹیں لگا ہوئی ہیں۔ پھر اس میں جا بجا خستہ چاری ہیں اور نہریں بہہ رہے

ہیں۔ نہروں پر موتیوں کے بُرج ہیں، جو طرح طرح کے درختوں کے جھنڈ میں گھرے ہوئے ہیں۔

اور اسی طرح اس باغ کے اندرونی حصے میں بہت سے گنبد ناقص ہیں، ہر قسم میں ایک حوالہ

ہر قصر کے سودروانے تھیں، ہر دروازے پر دو کیزیاں اور دو درخت ہیں، ہر قصر میں ایک منہ

ہے، تمہاری دیواروں آیت الکرسی تخریب ہے۔
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے لوحاً، اخی جبریل! یہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ریل سے پوچھا: اخی جبرئیل! یہ کس کا قصر ہے؟

س کا قصہ ہے؟
انھوں نے جواب دیا یہ قصر حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ اور آپؐ کی دختر حضرت

فاطمہؑ زہراؑ کے لیے ہے اور یہ ان کی اس جنت کے علاوہ ہے جس کے وہ مالک ہیں یہ لکھا

اٹھنے (اُن کی شادی کے موقع پر) الگ سے ایک تحفہ انھیں دیا ہے، تاکہ آپ کی آنکھوں

کو ٹھنڈک پہنچے۔

۲۰ = حضرت فاطمہ کیلئے اللہ کا سلام

مروی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت خدیجہؓ نے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہؓ ہر وقت آنحضرت کے ساتھ ساتھ رہیں، اور پوچھا کرتیں کہ، بابا میری مادر گرامی کہاں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کوئی جواب نہ دیتے۔ آپ بار بار یہی سوال کرتیں اور آنحضرت پریشان تھے کہ بیٹی کو کیا جواب دیں کہ اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا پروردگار آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ فاطمہؓ سے میرا سلام کہیں اور اُسے بتادیں کہ تمہاری مادر گرامی ایک ایسے سونے کے مکان میں ہیں کہ جس کے ستون یاقوتِ سرخ کے ہیں۔ اسیہ زینِ فروع اور مریم بنتِ عمران ان کی ہنیشی میں ہیں۔ جب آنحضرت نے جناب فاطمہؓ کو اللہ کا سلام اور پیغام پہنچایا، تو: جناب فاطمہؓ نے عرض کیا، بابا جان! میری طرف سے کہہ دیجیے کہ اللہ خود سلام ہے اُسی سے سلام کی ابتدا ہے اور اسی پر سلام کی انتہا ہے۔

۲۱ = فرشتوں سے ہم کلامی

علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؓ زہرا کا نام محمدؐ نہ اس لیے رکھا گیا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو کر آپ کو بھی اسی طرح پکارتے تھے جس طرح حضرت مریم بنتِ عمران کو پکارتے تھے۔ وہ کہتے تھے: اے فاطمہ! اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰی نِسَاءِ الْاٰلَمِیْنَ (اللہ نے تجھ کو منتخب فرمایا اور پاک رکھا اور عالین کی تمام عورتوں میں منتخب کیا۔) (آل عمران ۴۲) اے فاطمہ! اَقْسَمْتُ لِرَبِّیْ وَاسْجُدُیْ وَارْکَعُیْ مَعَ الْاٰلِ الْاَکْبَرِیْنَ (سورہ آل عمران آیت ۲۳) فاطمہؓ زہرا فرشتوں سے کلام کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک شب ان معقلہ نے فرشتوں سے فرمایا کیا مریم بنتِ عمران کو عالین کی عورتوں پر فضیلت نہیں حاصل تھی؟

تھی لیکن آپ کو اللہ نے آپ کے زمانے کی عورتوں پر اور مریم کے زمانے کی عورتوں پر بلکہ تمام اولین و آخرین کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ (علل الشرائع اولاً للامام جعفری)

۲۲ = آپ کیلئے جنت سے انگوٹھی کا آنا

ایک مرتبہ جناب فاطمہؓ زہرا نے اپنے پدر بزرگوار سے ایک انگوٹھی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا، بیٹی میں تم کو ایک ایسی چیز بتا دوں جو انگوٹھی سے بھی بہتر ہو جناب فاطمہؓ زہرا نے عرض کیا، بتائیے۔ آپ نے فرمایا، جب تم نماز سے فارغ ہونا تو اللہ تعالیٰ سے انگوٹھی مانگنا تمہاری حاجت پوری ہوگی۔ جناب فاطمہؓ زہرا نے ایسا ہی کیا۔ نماز شب کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے انگوٹھی کے لیے دعا کی تو غیب سے آواز آئی: اے فاطمہ! جو چیز تم نے ہم سے طلب کی ہے وہ تمہارے مصلحت کے نیچے رکھی ہے۔ آپ نے مصلیٰ اٹھایا تو اس کے نیچے سے یاقوت کی ایک انمول انگوٹھی ملی۔ آپ نے اسے پہن لیا اور خوش ہوئیں۔ جب رات کو سونے کے لیے لیٹیں تو خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں ہیں۔ وہاں آپ نے تین ایسے قہر دیکھے جن کی نظیر خود جنت میں بھی نہ تھی۔ آپ نے پوچھا، یہ قہر کس کے ہیں؟ جواب ملا، یہ قہر سیدۃ نساء العالمین فاطمہ بنت محمدؐ کے ہیں۔ یہ سن کر آپ ان میں سے ایک قہر میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ اس میں ایک تخت ہے جس کے صرف تین پائے ہیں جو تختہ نہیں ہے۔ پوچھا کہ اس کے تین پائے کیوں ہیں جو تختہ کیا ہوا۔ (جس کی وجہ سے بیڑ بڑھا ہے) جواب ملا کہ اس کی مالکہ نے اللہ سے انگوٹھی طلب کی تھی۔ اللہ کے حکم سے وہ انگوٹھی اس تخت کے چوتھے پائے سے بنا کر دے دی گئی ہے اس لیے یہ تخت ناقص ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو جناب فاطمہؓ زہرا نے اپنے پدر بزرگوار سے جا کر یہ خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اے آلِ عبد المطلب! تمہارے لیے یہ دنیا نہیں ہے۔ آخرت ہے تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے۔ دنیا تمہارے کام کی نہیں، یہ فانی ہے۔ پھر فرمایا، بیٹی وہ انگوٹھی تم کو ملے گی۔

چنانچہ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے وہ انگوٹھی مصلے کے نیچے رکھ دی۔ جب رات کو سوئیں تو دوبارہ وہی قدر دیکھا، اندر گئیں اور اُس تخت پر نظر کی تو دیکھا کہ اُس کے چاروں پائے موجود ہیں۔

آپؑ نے کسی سے دریافت فرمایا کہ یہ تخت اب کس طرح درست حالت میں ہو گیا ہے تو صرف اپنے تین پایوں پر کھڑا تھا لیکن اب چوتھا پایہ بھی موجود ہے؟
جواب ملا کہ انگوٹھی جو اس پائے سے بنائی گئی تھی واپس آگئی ہے اس لیے یہ تخت بھی اپنی اصلی حالت پر نظر آ رہا ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۳) = جناب فاطمہؑ کا وکیل اللہ ہے

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کسی جنگ پر جانے لگے تو حضرت فاطمہؑ نے متناظر ہر کہ کاش ہمارا کوئی وکیل ہوتا (جو ہمارے کاموں کی دیکھ بھال کرتا)۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ”رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا“ (سورہ مزمل آیت ۹)
یعنی (اللہ مشرق و مغرب کا رب ہے کوئی اللہ نہیں ہے سوائے اُس کے پس اُسی کو اپنا وکیل بناؤ۔)

(۲۴) = اللہ کو جناب فاطمہؑ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہیں

صحیح دارقطنی میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اُس چور نے کہا، یا رسول اللہ! اسلام لانے میں تو آپؐ نے اس کو بڑھانے کا حکم دیا تھا اور اب خود ہی اس کو کاٹنے کا حکم دے رہے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ”لو كانت ابنتي فاطمة“ اگر میری بیٹی فاطمہؑ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی تو میں اس کو بھی معاف نہ کرتا۔
جب جناب فاطمہؑ زہراؑ نے سنا تو آپؐ کو رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہ ہوا تو حضرت رسول خداؐ کے لیے یہ آیت نازل فرمائی ”لَيْسَ أَشْرَكَ لَيْحَظَنَّ عَنَدَكَ“ (سورہ الزمر آیت ۲۵) ”اگر تم نے شر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ لے گا۔“

حبط کر لیا جاتا۔“

اللہ تعالیٰ کا یہ قول سن کر حضرت رسول خداؐ کو رنج ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (تاکہ آنحضرتؐ کا رنج دور ہو جائے) ”لَوْ كَانَتْ فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا“ (لے لے حبیب!) اگر ان میں (آسمان و زمین میں) اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بھی ہوتے تو اُن دونوں میں فساد برپا ہو جاتا۔ (سورہ الانبیاء آیت ۲۲)

یہ سن کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب ہوا تو حضرت جبریلؑ میں نازل ہوئے انھوں نے کہا کہ آپؐ کے اُس چلے سے فاطمہؑ کو رنج ہوا اس لیے یہی آیت اس کو خوش کرنے کے لیے نازل کی تھی لیکن جب تمہیں رنجیدہ دیکھا تو دوسری آیت تمہاری خوشی کے لیے نازل کی۔ (صحیح دارقطنی - مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۵) = جناب رسول اللہؐ نے جناب فاطمہؑ کے بدلے آسیہ گردانی کی

کتاب الفضائل و کتاب الروضہ میں مرقوم ہے کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ دونوں مل کر چکی میں آٹا پیس رہے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا، تم دونوں میں سے کون تھک گیا ہے؟
حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! فاطمہؑ تھک گئی ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی اٹھو۔ آپؐ اٹھ گئیں تو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی جگہ بیٹھ کر حضرت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔ (کتاب الفضائل - کتاب الروضہ)

(۲۶) آسیہ گردانی بدنما بعد وحی

حسن بصری اور ابن اسحاق نے عمار اور مہمویہ سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ کو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ آپؑ کی آٹا پیسنے کی چکی خود بخود چل رہی ہے لہذا ہم نے یہ واقعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اللہ کو علم تھا کہ اس کی کتیر تھک کر سو گئی ہے۔ اس لیے اُس نے اس کی بدنما گردانی کر دی۔

فرشتے کے گہوارہ جنبانی

(۳)

اس روایت کو ابو القاسم بستی نے مناقب حضرت امیر المؤمنین علیؑ میں اور البوصالح مؤذن نے اپنی کتاب الرعین میں اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں تحریر کیا ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ بسا اوقات حضرت فاطمہؑ زہراؑ نماز و عبادت میں مشغول ہوتیں اور آپ کے بچے (حسن و حسین) رونے لگتے۔ تو دیکھا جاتا کہ گہوارے سے لگا، اور فرشتہ اس کو ہلارہا تھا۔

فرشتے کے آسیہ گردانی (بہروایت سلمان)

(۴)

حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ بیٹھی ہوئی تھیں، آپ کے سامنے چکی تھی جس میں جو پیس رہی تھیں اور اس کے دستے پر آپ کے ہاتھوں سے نکلا ہوا خون بھی لگا ہوا تھا، نیز گھر کے ایک گوشے میں حضرت امام حسینؑ بھوک سے بلبلارہے تھے۔ میں نے دیکھا تو عرض کیا 'بنت رسول! آپ کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا ہے آپ کے یہاں فضلہ بھی تو موجود ہے یہ کام ان کے حوالے کیجیے۔ آپ نے فرمایا، 'نہیں، میرے پردہ زہراؑ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ ایک دن فضلہ سے کام لو اور ایک دن تم خود کرو۔ کل وہ کام کر چکی ہے آج میری باری ہے۔

میں نے عرض کیا، 'اچھا' میں بھی تو آپ کے پردہ زہراؑ کا آئنا کردہ غلام ہوں مجھے حکم دیجیے کہ میں یا چکی پیسوں یا آپ کے فرزند حسینؑ کو پہلاؤں۔

آپ نے فرمایا، 'تم چکی پیس لو اپنے بیٹے کو میں ہی بہتر صورت سے پہلا سکتی ہوں چنانچہ میں جو پیسے لگا اور ابھی تھوڑے ہی جو پیسے تھے کہ مسجد میں نماز کے لیے اقامت شروع ہو گئی۔ میں نے چکی چھوڑی اور جا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو وہاں حضرت علیؑ مل گئے میں نے ان سے سارا حال بیان کیا وہ آبدیدہ ہو گئے اور فوراً مسجد سے گھر واپس تشریف لائے، پھر وہاں سے مسکراتے ہوئے پلٹے۔ حضرت رسولؐ نے مسکراتے کا سبب پوچھا۔

حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا، 'میں ابھی فاطمہؑ زہراؑ کے پاس گیا تھا، دیکھا کہ وہ لیٹی ہوئی ہیں ان کے سینے پر حسینؑ سو رہے ہیں، سامنے چکی رکھی ہوئی ہے جو خود بخود چل رہی ہے چلانے والا نظر نہیں آتا۔

میں نے آنحضرتؐ کو مسکراتے اور فرمایا، 'اے علیؑ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ فرشتے انہیں جو زمین پر گھومتے رہتے ہیں جن کا یہ کام ہے کہ قیامت تک محمدؐ آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں ان کو

فرشتے کے آسیہ گردانی (بہروایت ابوذر)

(۵)

حضرت ابوذر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ علیؑ کو بلال لاؤ۔

میں نے حضرت علیؑ کے گھر جا کر دروازے سے آواز دی، لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا، البتہ چکی چلنے کی آواز برابر آرہی تھی میں نے دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی تھی میں نے پھر آواز دی تو حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ہم دونوں آنحضرتؐ کے پاس پہنچے۔ آپ نے ان سے کچھ آہستہ آہستہ باتیں کیں جسے میں سمجھ نہ سکا۔

میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا، 'یا رسول اللہ! مجھے بڑا تعجب ہے کہ حضرت علیؑ کے گھر میں چکی خود بخود چل رہی تھی۔

آپ نے فرمایا، 'میری بیٹی فاطمہؑ کا دل اللہ نے ایمان و یقین سے بھر دیا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ فاطمہؑ کس قدر کمزور و ناتواں ہے اس لیے روزمرہ کے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ کچھ فرشتے آل محمدؐ کی خدمت و معاونت پر متعین ہیں۔ (الخروج والرجوع)

حضرت بلالؓ کے آسیہ گردانی

(۶)

کتاب تنبیہ الخواطر میں مرقوم ہے کہ: بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگ نماز کے وقت مسجد میں بیٹھے ہوتے حضرت بلالؓ کا انتظار کرتے رہتے تھے کہ وہ اگر اذان کہیں تاکہ نماز شروع کی جائے۔ بلالؓ جب کچھ تاخیر سے پہنچتے تھے تو آنحضرتؐ تاخیر کی وجہ دریافت فرماتے تھے۔ وہ جواب میں عرض کرتے تھے یا رسول اللہ! میں شہزادی فاطمہؑ کے مکان کی طرف سے گذر رہا تھا کہ دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے حسنؑ کو گود میں بیکر چکی پیستی جاتی ہیں اور روتی جاتی ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں آپ کے بیٹے کو پہلاؤں یا آپ اپنے بیٹے کو پہلاؤں چکی میں پس دوں۔

حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، 'نہیں بچے کو تم مجھ سے بہتر پہلا سکو گے۔ میں نے یہ جواب سن کر حبی سنبھالی اور پیسے لگا، اس لیے آنے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، 'تم نے فاطمہؑ پر ترس کھایا' اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

(۲۶) جناب فاطمہ کیلئے طعامِ جنت کا آنا

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی نے گھر کے کام آپس میں تقسیم کر لیے تھے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ نے اندرونِ خانہ کے کام، آٹا تیار کرنا، اسے گوندھنا، روٹی پکانا اور گھر کو صاف ستھرا رکھنا اپنے ذمہ لیا تھا اور حضرت علی نے باہر کے کام، اناج مہیا کرنا، ایندھن جمع کرنا وغیرہ اپنے ذمہ لیا تھا۔

ایک روز حضرت علی نے جناب فاطمہ زہرا سے پوچھا، آج تمہارے پاس کھانے کے لیے کیلئے؟

انہوں نے کہا، اُس ذات کی قسم جس نے آپ کے حق کو بلند کیا ہے، میرے گھر میں تین روز سے کچھ نہیں ہے جو کچھ تھا وہ آپ کے سامنے حاضر کرتی رہی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، پھر تم نے مجھے کیوں نہیں کہا۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، مجھے میرے پدر بزرگوار نے منع فرمایا ہے کہ آپ سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس سے کچھ نہ مانگنا۔

یہ جواب سن کر حضرت علی گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا۔ ابھی واپس گھر بھی نہ پہنچے تھے کہ راستے میں مقداد سے ملاقات ہو گئی۔

آپ نے دریافت فرمایا، اے مقداد! خیریت تو ہے؟ اس وقت تم گھر سے کیسے نکلے؟

انہوں نے جواب دیا، یا امیر المومنین! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو عظیم المرتبت بنایا، میں اس وقت شدید بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا اُس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے؟

آپ نے فرمایا، ہاں اُس وقت آنحضرت زندہ تھے۔

پھر حال حضرت علی علیہ السلام نے مقداد سے فرمایا، میں بھی اسی وجہ سے گھر سے آیا ہوں تاکہ کچھ آذوقہ مہیا کر کے گھر میں لے جاؤں۔ مجھے ایک دینار قرض مل گیا ہے، مگر اب تم اسے

لے جاؤ اور اپنی ضرورت پوری کرو۔

حضرت علی علیہ السلام مقداد کو دینار دیکر گھر تشریف لائے۔ دیکھا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور فاطمہ نماز میں مشغول ہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی چیز سر پوش سے ڈھکی ہوئی رکھی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر فاطمہ نے سر پوش ہٹا کر دیکھا تو ایک طبق میں گوشت اور روٹی رکھی ہوئی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا، اے بنتِ رسول! یہ طعام تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟

حضرت فاطمہ نے فرمایا، "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُزِقُّ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (یہ اللہ نے بھیجے ہے اور اللہ دقیق جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے علی! میں تمہاری اور فاطمہ کی مثال بیان کروں؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، جی ہاں، بیان فرمائیے۔

آنحضرت نے فرمایا، تمہاری مثال ذکر کرتا ہوں جس وقت وہ حضرت مریم کے پاس محراب میں داخل ہوتے تھے اور ان کے پاس کھانا تو بیچتے تو کہتے تھے:

اے مریم! یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟

وہ فرماتیں: یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ تو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

الغرض پھر سب نے اس طبق سے ایک ماہ تک کھانا کھایا، اور یہی وہ طبق ہے جس سے حضرت قائم آل محمد کھانا تناول فرمائیں گے، وہ طبق ہمارے پاس اب بھی موجود ہے۔

(تفسیر عیاشی)

کتاب الخراج والخراج میں مروی ہے کہ ایک دن صبح کو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے دریافت فرمایا کہ کیا کچھ کھانے کے لیے موجود ہے؟

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، نہیں، اس وقت تو گھر میں کچھ نہیں ہے۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام گھر سے چلے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا تاکہ اس کچھ کھانے کا سامان خریدیں۔ ناگاہ، مقداد پر نظر پڑی، وہ بھی اسی فکر میں تھے۔ آپ نے وہ دینار مقداد کے حوالے فرمایا، اور خود مسجد رسول میں پہنچے۔ وہاں ظہر وعصر کی نماز خباب رسول اکرم کے ساتھ ادا کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ انداز میں حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، فاطمہ زہرا کے مکان پر تشریف لائے۔ دیکھا کہ وہ صفر پر پہنچے ہیں۔

• حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن سے کچھ کھایا نہ تھا، سخت بھوک محسوس فرما رہے تھے۔ آپ کی ازواج کے یہاں کچھ نہ تھا۔ آپ حضرت فاطمہؓ زہراؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی! کچھ کھانے کے لیے اگر ہو تو لے آؤ۔

حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: بابا جان! میرے پاس بھی کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے آنحضرتؐ وہاں سے اپنے بیت الشرف تشریف لے گئے۔ اُسی وقت حضرت فاطمہؓ کی کینز آپ کے پاس دو روٹیاں اور کچھ گوشت لیکر حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے لیکر ایک ٹوکری میں رکھ کر ڈھک دیا اور فرمایا: واللہ میں اسے خود کھانے یا کسی کو کھلانے سے بہتر نہ سمجھتی ہوں کہ اپنے بابا کو کھلا دوں، حالانکہ اس وقت آپ خود اور بچے وغیرہ بھی بھوکے تھے۔ آپ نے فوراً حنّ و حسینؑ کو آنحضرتؐ کے بلانے کے لیے بھیجا۔ آپ تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: بابا! اللہ تعالیٰ نے کچھ کھانے کے لیے طعام بھیجا ہے جسے میں نے آپ کے لیے رکھ دیا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی لاؤ، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیا بھیجا ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے ٹوکری کھول کر دیکھی تو پوری ٹوکری روٹیوں اور گوشت سے بھری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ یہ واقعاً اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے پدر گرامی پر درود بھیجا اور اس کو لے کر آنحضرتؐ کے پاس آئیں۔ آنحضرتؐ نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا:

بیٹی! تم تو کہتی تھیں کہ تھوڑا سا کھانا ہے، یہ تو کافی مقدار میں ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: ہاں بابا! کیونکہ ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ (یہ اللہ کی جانب سے آئی ہے بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔)

پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا، بچوں (حنّ و حسینؑ) کو بھی بلایا اور سب نے مل کر کھانا کھایا، تمام ازواج کو بھی کھلایا۔

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ اتنے آدمیوں نے کھانا کھایا، اس کے باوجود اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی کھانا بقیہ اس میں بھرا ہوا تھا۔ تب میں نے اپنے پڑوس کو بھی وہ کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت عطا فرمائی۔

(الخرائج والجرائج)

اعدان کے پیچھے ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا ہے جس سے (کھانے کی) خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے آنحضرتؐ کی آواز سنی تو حجرے سے باہر نکلیں، باپ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ اپنی بیٹی کی سب سے زیادہ عزت کرتے تھے چنانچہ آپ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: بیٹی شام ہو گئی ہے اب ہمارے لیے کھانے کا انتظام کرو۔

حضرت فاطمہؓ نے وہ پیالہ لا کر آنحضرتؐ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا: بیٹی یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ ایسا خوش رنگ خوشبودار اور لذیذ کھانا تو میں نے کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علیؓ کے دوش پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: سنو یہ تمہارے اس دینار کا بدلہ ہے (جو تم نے مقدار کو دیدیا تھا)۔ واقعاً اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ (الخرائج والجرائج)

• علامہ زعفرانی نے اپنی تفسیر کشاف میں حضرت زکریاؑ اور حضرت مریمؑ کا قصہ تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا، آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے تھے حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے آپ کے لیے دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت ایک پیالے میں رکھ کر بھیج دیا۔ آپ وہ پیالہ لیے ہوئے بیٹی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی! ذرا ادھر آؤ۔

جب آپ تشریف لائیں تو آپ نے اس پیالے کا ڈھکن اٹھایا اور دیکھا کہ پورا پیالہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہؓ کو بڑی حیرت ہوئی آپ سمجھ گئیں کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا: بیٹی! یہ اتنا زیادہ کھانا کہاں سے آگیا تھا جو تم نے میرے لیے بھیج دیا۔

حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا: بابا! یہ اللہ کی جانب سے آئی ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو نبی اسرائیل کی سیدہ نساء (حضرت مریمؑ) کی شبیہ بنا دیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ و امام حسنؑ و امام حسینؑ اور تمام اہل بیت کو بلایا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا، اس کے باوجود جتنا کھانا اس پیالے میں پہلے سے موجود تھا اتنا ہی کھانا کھانے کے بعد باقی رہ گیا جناب فاطمہؓ نے وہ باقی ماندہ کھانا اپنے تمام بچوں میں تقسیم کر دیا۔

۲۷ = طعامِ جنت کا آنا اور شیطان کا سوال

حضرت امیر المومنینؑ

سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی کچھ طبیعت ناساز ہوئی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ بیٹی کے پاس بیٹھ گئے۔ پوچھا بیٹی! کیا حال ہے؟

انہوں نے عرض کیا، بابا! اس وقت کوئی اچھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔

یہ سن کر آنحضرتؐ گھر کے اندر سے ایک طبق اٹھا کر لے آئے جس میں منقہ پنیر، میٹھی روٹی اور انگوروں کے خوشے تھے اور حضرت فاطمہؑ زہرا کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپؐ نے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کیا اور کہا آؤ ہم سب مل کر کھائیں۔

چنانچہ آپؐ کے ساتھ حضرت فاطمہؑ زہرا، حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ نے کھانا شروع کیا کہ اتنے میں کسی نے دروازے پر آکر سوال کیا اور بولا اللہم علیکم، اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی کھلاؤ۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹ کر کہا، درود پر جامہ درود۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا! آپؐ نے تو کبھی کسی سائل کو اس طرح ڈانٹ کر نہیں بھگایا، آج یہ کیا بات ہے؟

آپؐ نے فرمایا، بیٹی! یہ شیطان مردود تھا، جب جبریل امین جنت سے یہ کھانا تمہارے لیے لائے تو شیطان مردود نے چاہا کہ اس میں سے اسے بھی کچھ مل جائے لیکن وہ اس کا مستحق نہیں۔ (مصباح الانوار)

۲۸ = جناب فاطمہؑ کی شدت گرسنگی آنحضرتؐ کو گوارا نہ تھی

عمران بن حصین

کابیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا تشریف لائیں، بھوک کی شدت سے ان کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔

آنحضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا، بیٹی! قریب آؤ۔

جب آپؐ قریب آئیں تو آنحضرتؐ نے دعا فرمائی، اے بھوکوں کو میرے لیے

پروردگار! اے پسحق کو بلندی عطا کرنے والے! فاطمہؑ کی بھوک کی شدت کو ختم فرمادے راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ جواہی کھیں، کچھ چہرے کی زردی مبدل بسرخی ہو گئی چہرے پر خون دوڑنے لگا اور آپؑ ہشاش بشاش نظر آنے لگیں۔ خود حضرت فاطمہؑ زہرا کابیان ہے کہ اس کے بعد پھر کچھ بھی بھوک کی شدت نے اس قدر پریشان نہیں کیا۔ (الایح واجرار)

۲۹ = ذریتِ رسولؐ کیلئے حدیث

موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے باپ سے

اور انہوں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہؑ کے پاس تھے کہ دروازے پر ایک سائل نے آواز دی۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنے گھر سے قلابہ اٹا کر اور سائل کو دے دیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے فاطمہؑ! ہم دونوں کے عادات و خصائل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا، جو ہماری ذریت کو اذیت دے گا یا ہمارا خون بہائے گا

اس پر میرا اور اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ (امالیہ مشکوٰۃ)

کشف الغم میں بھی حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ سلام سے اسی کے مثل روایت منقول ہے۔

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ آیہ مبارکہ اِنَّ الدِّينَ يُوْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاعَدَ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

یعنی (بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر ضیاء آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔)

یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنہوں نے امیر المومنین کے حق کو غضب کیا، فاطمہؑ زہرا کے حق کو چھینا اور انہیں اذیت پہنچائی، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے فاطمہؑ کو میری حیات میں اذیت پہنچائی، ایسا ہی ہے گویا اس نے ان کو میری موت کے بعد اذیت پہنچائی اور جس نے ان کو میری موت کے بعد اذیت پہنچائی ایسا ہی ہے گویا اس نے ان کو میری حیات میں اذیت پہنچائی اور جس نے فاطمہؑ کو اذیت پہنچائی اس نے

مجھے اذیت پہنچانی جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔ اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے: "إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" (سورۃ الاحزاب ۵۷) (تفسیر علی بن ابیہریم)

۳۰۔ حضرت علیؑ کی گرفتاری اور حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی فریاد

(ابو جعفر طوسی نے اپنی کتاب اختیار الرجال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت سلمانؑ فارسی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو آپؐ کے گھر سے نکال کر لے جایا گیا تو حضرت فاطمہؑ زہراؑ آپؐ کے پیچھے پیچھے قبر رسول اللہؐ تک آئیں اور کہا: "اے لوگو! میرے ابن عم کو چھوڑ دو۔ اُس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم نے علیؑ کو چھوڑا تو میں اپنے سر کے بال کھول دوں گی اور رسول اللہؐ کا سر پر اپنے سر پر رکھ کر مار گا و الہی میں فریاد کروں گی۔ اور یاد رکھو کہ نافرمانی اللہ کے نزدیک میرے بچوں سے زیادہ حترم نہیں ہے۔"

حضرت سلمانؑ کا بیان ہے کہ ابھی آپؐ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا، مسجد رسولؐ کی دیواریں بنیاد سے اکھڑ کر ہوا میں معلق ہو گئیں اور اتنی بلند ہوئیں کہ ایک انسان اُس کے نیچے سے باسانی گذر سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں آپؐ کے قریب گیا اور عرض کیا کہ بنت رسولؐ آپؐ کے پدر بزرگوار کو اللہ نے عالین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور آپؐ ان کے لیے عذاب کی دُعا نہ فرمائیں۔ یہ سن کر شہزادی بددعا سے باز رہیں اس کے بعد مسجد کی دیواریں زمین پر اس طرح بیٹھیں کہ ان کے بیٹھنے سے گداؤ اٹھی جو ہماری ناک تک پہنچی۔

۳۱۔ قیامت کے دن ملاقات

امالی میں ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا: یا بابا جان! قیامت کا دن تو بڑا ہی ہولناک ہوگا، بڑا مجمع ہوگا لوگ چیخ چلا رہے ہوں گے! ایسے ماحول میں آپؐ مجھے کس مقام پر ملیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اے میری محنت جگر و دل نظر فاطمہؑ! میں اُس روز دروازہ جنت پر ہوں گا، میرے پاس ابوابِ جنت ہوں گے، میں اُس وقت اپنی اُمت کی شفاعت کر رہا ہوں گا۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: یا بابا جان! اگر آپؐ بالفرض وہاں نہ ملے تو پھر میں آپؐ کو کہاں دیکھوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر وہاں نہ مل سکا تو حوض کوثر پر پہنچ جانا، میں وہاں پر اپنی اُمت کو پانی پوار رہا ہوں گا۔ حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: بابا جان! اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے تو پھر آپؐ مجھے کہاں ملیں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر مجھے بُل صراط پر دیکھ لینا، میں وہاں کھڑا کھڑا رہا ہوں گا، پروردگار! میری اُمت سلامت رہے۔ حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: بابا جان! اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے، تو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر مجھے مقام میزان پر دیکھنا، میں وہاں اپنی اُمت کی سلامتی کی دعا کر رہا ہوں گا۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے، تو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر جہنم کے کنارے دیکھنا، میں اپنی اُمت کو جہنم کے شعلوں اور شراروں سے بچا رہا ہوں گا۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ اللہ ان پر ان کے پدرِ عالیقدر پر ان کے شوہر نامدار پر اور ان کی اولادِ طاہرین پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ (امالی شیخ صدوق، کشف الغمہ)

۳۲۔ عورت کینے سے بہتر بات؟

حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز میں بزمِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھا کہ اثناء گفتگو آپؐ نے ہم سے پوچھا: بتاؤ کہ عورتوں کے لیے کیا بہتر ہے؟ ہم اس کے جواب سے عاجز رہے۔ لیکن جب میں اپنے گھر فاطمہؑ کے پاس آیا تو میں نے یہ سوال ان سے دریافت کیا۔

فاطمہؑ زہراؑ نے کہا: اے ابواحن! اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کے لیے اسی سے بہتر کوئی اور بات نہیں کہ نہ وہ کسی (غیر) مرد کو دیکھے نہ کوئی (غیر) مرد اسے دیکھے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں دوبارہ خدمتِ رسول اللہؐ میں پہنچا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! عورت کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی

غیر روا ہے دیکھئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، یہ جواب تمہیں کس نے بتایا ؟

میں نے عرض کیا، فاطمہؑ نے نہرائے۔

آنحضرتؐ نے یہ جواب بہت پسند فرمایا، اور ارشاد فرمایا "فاطمۃ بضعة

مستی" کیونکہ میں فاطمہؑ بھی تو میرا ہی ایک جزو ہے۔

• کشف الغتہ میں ابوسعیدؓ سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(کشف الغتہ جلد ۲ صفحہ ۲۹-۲۶)

• امام مالکؒ شیخ صدوقؒ میں بھی ابوسعیدؓ کی یہی روایت اپنے اسناد کے ساتھ رقم

۳۳ = موئن کو تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے

نذرانہ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوارؑ کی خدمت میں آئیں اور اپنے حالات کی تنگی کی شکایت کی۔

آپؑ نے انہیں یہ نصیحت فرمادی کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے پردی کو نہ ستائے۔

"جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔"

"جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ بھلی بات منہ سے نکالے ورنہ خاکوش رہے۔"

(کافی)

۳۴ = شان نزول آیات

① کتاب مناقب ابن شہر آشوبؒ میں رقم ہے کہ خر کو شہی نے اپنی کتاب "لوامع اور ثمرات المعطف" میں اپنے اسناد کے ساتھ مسلمان سے ابو بکرؓ شہیدؒ نے اپنی کتاب میں ابوصالح سے، ابواسحاق ثعلبیؒ و علی بن احمد طائیؒ و ابو جعفر بن طلحہؒ و طحانؒ نے اپنی اپنی تفسیر میں سعید بن جبیرؒ و سفیان ثوریؒ سے اور حافظ ابونعیمؒ نے اپنی کتاب "فیہ ما تروى عن الصادق" میں محمد بن مسلمہؒ سے روایت کی ہے۔

انہوں نے انسؓ سے، انہوں نے ابومالکؓ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے اور قاضی نطنزیؒ نے سفیان بن عیینہؒ سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے آیہ "مَرْجُ الْفُحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ" (سورۃ الرحمن آیت ۱۹) ترجمہ: (انہوں نے دو دیا یہاں جو باہم ملتے ہیں)

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ: حضرت علیؑ علیہ السلام اور جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا دو بحر عمیق (بڑے گہرے دریا) ہیں جو ایک دوسرے سے بغاوت نہیں کرتے (اور نہ ایک دوسرے پر حاوی ہونے کی کوشش کرتے ہیں)۔

② ایک دوسری روایت میں ہے کہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ (سورۃ الرحمن آیت ۲۰) ترجمہ: (ان کے درمیان ایک حید فاصل ہے)

سے مراد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ (جمن سے یہ دونوں تجاوز نہیں کرتے) اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا التُّوَلُّوُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمن آیت ۲۱) ترجمہ: (ان دونوں سے مرقی اور موسیٰ نکلتے ہیں)

سے مراد حسن و حسینؑ ہیں۔

③ قرآن مجید کی آیہ "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ" (آل عمران آیت ۱۹۵) ترجمہ: (پس ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول فرمائی (یہ فرماتے ہوئے کہ) بیشک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت)

کی تفسیر میں حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں، اور اُنْثَىٰ سے مراد جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا ہیں، اور یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب حضرت علیؑ و فاطمہؑ کہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے۔

④ حضرت امام محمد باقرؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی آیہ "وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ" (سورۃ التین آیت ۲) ترجمہ: (اور قسم ہے اُس کی جس نے نر اور مادہ (مرد اور عورت) پیدا کیے)

میں ذکر سے مراد حضرت علیؑ امیر المومنینؑ اور اُنْثَىٰ سے مراد جناب فاطمہؑ زہراؑ ہیں۔ اور "صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ" (ابن ہشام ۶) اور اچھی باتوں کی تصدیق (علما کی)۔

سے مراد یہ ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے روزہ رکھ کر نذر پوری کی اور حالت رکوع میں انگوٹھی کا صدقہ دیا۔

فَسَيَكُونُ لِلْيَسْرَى ۝ (آئین آیت) ترجمہ: (پس ہم جلدی اُس کے لیے راحت اور آسانی کے اسباب فراہم کر دیں گے۔) یعنی اللہ نے ان کو امام بنا دیا (حضرت علی کو امام بنایا) اور دیگر ائمہ طاہرین کا والد بنا دیا۔ (سبحان اللہ، کتنا بڑا شرف حاصل ہوا)۔
 ⑤ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت ”وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلِ“ (سورہ آیت ۱۵) ترجمہ: (اور بیشک ہم نے اس سے قبل آدم سے عہد کیا) کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ عہد محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور ائمہ طاہرین کے بارے میں لیا گیا، جو ان حضرات کی ذریت میں سے ہیں۔

⑥ قاضی ابو محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کا بیان ہے کہ یہ آیت ”وَلَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا“ (سورہ نور آیت ۲۴) ترجمہ: (اور رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا بلانا نہ سمجھو) کیونکہ رسول کا بلانا اللہ کا بلانا ہے اور تم رسول کو اس طرح نہ بلایا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ تفسیر میں ہے جناب فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب میرے آقا و سید میرے ابن عم حضرت علی نے یہ آیت تلاوت کی (تو میں ڈری) اور جب میں اس کے بعد اپنے بابا کی خدمت میں گئی تو بابا جان کہہ کر پکارنے کے بجائے یا رسول اللہ! کہہ کر پکارا۔ آپ نے ایک دو دفعہ تو کچھ نہ کہا لیکن اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ! یہ آیت نہ تمہارے لیے نازل ہوئی ہے نہ تمہاری ذریت اور نہ تمہارے گھر والوں کے لیے (اس لیے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں) بلکہ یہ آیت تو بہ مزاج اور بہ تہذیب عربوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔

لہذا اے بیٹی! تم مجھے بابا کہہ کر پکار کر دو۔ فانہ احیاء للقلب و ارضی للرب (اس لیے کہ یہ میرے لیے سب سے زیادہ دل کو خوش کرے والا اور سب سے زیادہ رضائے رب کا باعث ہے۔)

④ قاضی مظہری نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بابہ عزوجل کا اشارہ نہ کیا ہے۔

(۱) حضرت حوا کا ذکر : اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ (اعلّم!) تم اور تمہاری زوجہ جنت میں (چیں سے) رہو۔ (سورہ البقرہ آیت ۳۵)
 (۲) زوجہ نوح و زوجہ داؤد کا ذکر : ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَ امْرَاَتَ لُوطٍ (سورہ التہیم آیت ۵۸)

ترجمہ: (جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، اللہ ان کے لیے نوح اور لوط کی ازواج کی مثال بیان کرتا ہے۔)

(۴) آسیہ زین فرعون کا ذکر : اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورہ النعم آیت ۱۱)

ترجمہ: (جب اُس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے۔)

(۵) زوجہ ابراہیم کا ذکر : وَاَمْرَاَتُهُ قَايِسَةُ (سورہ ہود آیت ۱۱) ترجمہ: (اور اُس کی بیوی (جو) کھڑی تھی۔)

(۶) زوجہ زکریا کا ذکر : وَاَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ (سورہ الانبیاء آیت ۲۱) ترجمہ: (اور ہم نے اُس کی بیوی کو اُس کیلئے اچھا بنا دیا۔)

(۷) زینب کا ذکر : اَلَّذِينَ حَصَّحَصَ الْحَقُّ (سورہ یوسف آیت ۱۸) ترجمہ: (اب تو حق واضح ہو رہی چکا ہے)

(۸) زوجہ یوسف کا ذکر : اَتَيْنَهُ اَهْلَهُ (سورہ الانبیاء آیت ۸) ترجمہ: (ہم نے اُس کو اُس کے اہل و عیال دیے)

(۹) بلقیس کا ذکر : اِنِّي وَجَدْتُ امْرَاَتًا تَخْلُكُهُمْ (التلمیذ آیت ۲۳) ترجمہ: (بیشک میں نے ایک عورت کو ان لوگوں پر حکومت کرتے ہوئے پایا۔)

(۱۰) زوجہ موسیٰ کا ذکر : اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اُنْكِحَكَ (القصص آیت ۲) ترجمہ: (بیشک میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے نکاح کروں)

(۱۱) حضرت عائشہ و حفصہ کا ذکر : اِذَا سَرَ الشَّيْءُ (سورہ التہیم آیت ۳) ترجمہ: (جب نبی نے اپنی کسی ندیم سے راز کی بات کی)

(۱۲) حضرت خدیجہ کا ذکر : وَوَجَدَكَ عَائِدًا فَاعْتَنَىٰ (سورہ الضحیٰ آیت ۲۸) ترجمہ: (میں نے تجھ کو غنی بنایا اور ادا مالیک تو غنی نہ تھا)

(۱۳) حضرت فاطمہ کا ذکر : مَرْجَ الْبَحْرِ (سورہ الرحمن آیت ۱۹) ترجمہ: (اُس نے دودریا بہاے)

پہر ان عورتوں کے اوصاف و فضائل بیان کیے

(۸)

- حضرت خوا کی توبہ (سورہ اعراف آیت ۲۳)
 آسیہ زین فرعون کا شوق رَبِّ ابْنِ بِنِي عِنْدَكَ بَيْتًا (تحریم آیت ۱۱)
 حضرت سارا کی فیاضیت وَامْرَأَتُهُ قَانِسَةُ (هود " ۴۱)
 بلقیس کی عقل اِنَّ الْمَلُوكَ اِذَا ادْخَلُوْا اَقْرَبِيَّةً (النمل " ۲۳)
 زوجہ موسیٰ کی حیا فَبَاكَرَتْهُ اِحْدَاهُمَا فَتَمَشَتْ (القصص ۲۵)
 حضرت خدیجہ کا احسان وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَعْتَمَى (الضحیٰ " ۸)
 حضرت عائشہ اور حضرت کیلے تیرہ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ (الاحزاب " ۳۲)
 حضرت فاطمہ کی عصمت وَنِسَاءُ نَا وَنِسَاءُكُمْ (النمل " ۲۱)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے عزیزوں کے عورتوں کو عطا کیے

(۹)

- (۱) حضرت خوا زوجہ حضرت آدم کو توبہ
 (۲) حضرت سارا زوجہ حضرت ابراہیم کو حمال
 (۳) حضرت رحمت زوجہ حضرت ایوب کو عفت
 (۴) حضرت آسیہ زین فرعون کو حرمت
 (۵) حضرت زلیخا زوجہ حضرت یوسف کو حاکم
 (۶) حضرت بلقیس زوجہ حضرت سلیمان کو عقل
 (۷) حضرت برخاندہ ام حضرت موسیٰ کو صبر
 (۸) حضرت مریم ام حضرت عیسیٰ کو صفوت
 (۹) حضرت خدیجہ زوجہ رسول اللہ کو رضا و خوشنودی
 (۱۰) حضرت فاطمہ زہرا زوجہ حضرت علی بن ابی طالب کو علم

پھر اللہ تعالیٰ نے ان اشخاص کے دعا قبول کی جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا

(۱۰)

- (۱) حضرت نوح کیلے وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْيَعْمُرِ الْاَجْيُدُونَ (الہود ۵)
 (۲) حضرت یوسف کیلے فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ (یوسف ۲۳)
 (۳) حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کے لیے قَدْ اَوْفَيْتُكَ ذِكْرًا (سورہ اعراف ۱۰۱)

- (۲) حضرت لوط کے لیے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ (سورہ الانبیاء آیت ۸)
 (۵) حضرت ایوب کے لیے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَكُفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ (الانبیاء ۸۴)
 (۶) حضرت زکریا کے لیے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰی (الانبیاء ۹۰)
 (۷) مومنین غلصین کے لیے اَعُوْذِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (الروم آیت ۶)
 (۸) مضطربین کے لیے اَمِّنْ يَحْيٰی الْمُضْطَرِّ (النمل آیت ۶۲)
 (۹) دعا کرنے والوں کے لیے وَاِذَا سَاَلْتَكَ عِبَادِيْ (البقرة آیت ۱۸۶)
 (۱۰) حضرت فاطمہ و حضرت علی کیلے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ (آل عمران آیت ۱۹۵)

(۲۵) = لَيْلَةُ الْقَدَرِ کی تفسیر

سہیل بن احمد دینوری نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سورہ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں لَيْلَةُ سے مراد جناب فاطمہ زہرا ہیں اور قدس سے مراد اللہ ہے۔ پس جس نے جناب فاطمہ زہرا کو جو حق پہنچانے کا ہے پہچان لیا تو در حقیقت اس نے لیلۃ القدس کا مفہوم سمجھ لیا اور جناب فاطمہ کو فاطمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوگ ان کی حقیقی معرفت سے دور ہیں۔

(۳۶) = اِحْدَى الْكُبَرٰی کی تفسیر

الوجہ نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول " اِنَّهَا اِحْدَى الْكُبَرٰی سَيُزَالُ لِلْبَشَرِ " (سورہ مدثر آیت ۲۵-۲۶) ترجمہ: (کہ بیشک یہ بڑی نشانوں میں ایک ہے) بشر کو ڈالنے والی ہے کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

(۲۷) = اَنْخَضَتْ كُوْدُسَ بَاتُوْنَ کا اندیشہ

قاضی ابو محمد کرخی نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس باتوں کا اندیشہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان سے آپ کی حفاظت کی بشارت دی۔

آنحضرت کو فراق وطن کا اندیشہ تھا۔ اس کے لیے ارشاد ہوا۔

بیت المقدس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَيْدَاهُ
بوزیرہ ونصر تہ بوزیرہ (سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں)
جن کی مدد میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی جن کی نصرت میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی
میں نے جبریل سے پوچھا، میرا وزیر کون ہے؟

انھوں نے کہا، علی ابن ابی طالب ہیں۔
پھر جب سدرۃ المنتہی پر پہنچا تو اس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ”إِنِّي أَنَا اللَّهُ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدَى مُحَمَّدٌ صَفْوَتِي مِنْ خَلْقِي أَيْدَاهُ بوزیرہ ونصر تہ
بوزیرہ (بیشک میں ہی اللہ ہوں مجھ تنہا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمد میری مخلوق
میں میرے منتخب بندے ہیں، ان کی مدد میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی اور ان کی نصرت
میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی ہے)

میں نے جبریل سے پوچھا، میرا وزیر کون ہے؟
انھوں نے کہا، علی ابن ابی طالب ہیں۔
پھر جب میں سدرۃ المنتہی سے گذر کر عرش رب العالمین تک پہنچا، تو اس پر
یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ”أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا مُحَمَّدٌ حَبِيبِي أَيْدَاهُ بوزیرہ
ونصر تہ بوزیرہ (میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمد میرے حبیب ہیں)
جن کی مدد میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی اور جن کی نصرت میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی
اس کے بعد میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ شجرۃ طوبی کی جڑ علی کے گھر میں ہے اور جنت
میں کوئی قصر اور کوئی مکان ایسا نہیں جہاں اس درخت کی (طوبی کی) شاخیں نہ پہنچی ہوں اور اس کی
ہر شاخ سے سندس واسنہ رنگ کے پتے جھڑ رہے تھے اور یہ شاخیں بندہ مومن کے لیے ہزار ہزار بار
جھڑتی رہیں گی اور ہر مرتبہ لاکھ لاکھ پتے جھڑیں گے جو مختلف رنگ کے ہوں گے، ایک رنگ دوسرے
سے مشابہ نہ ہوگا، یہی اہل جنت کا لباس ہوگا۔ اور اس میں پھیلے ہوئے سائے ہوں گے۔

جنت کا عرض زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ یہ وہ جنت ہے جسے اللہ نے
اپنے ان بندوں کے لیے بنایا ہے جو اس پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ اس جنت کے وسط
میں ایک طویل سایہ ہے جو اتنا طویل اور پھیلا ہوا ہے کہ اگر اس سائے میں ایک تیز گھوڑا سو سال
تک مسلسل اپنا تیز دوڑنے والا گھوڑا دوڑاتا رہے تب بھی اس کو طے نہیں کر سکتا، جیسا کہ قرآن مجید
میں اس کا ذکر ہے وَ ظِلِّ مَسْدُودٍ (سورۃ واقعہ آیت ۲۶)
جنت کے پچھلے حصہ میں اہل جنت کے لیے پھیلے ہوئے جو ان کے کھانے کے لیے ان کے

گھروں میں لٹک رہے ہوں گے۔ ایک ایک شاخ میں سو سو طرح کے پھل ہوں گے۔ کچھ ان
میں سے وہ ہوں گے جن کی نظیر دنیا میں دیکھی گئی ہے کچھ مدیم النضیر ہوں گے اور جب
کوئی ان میں سے ایک پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ دوسرا پھل نمودار ہو جائے گا اور اس
کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا اور نہ کسی کو توڑنے سے منع کیا جائے گا۔ اس درخت کی جڑ سے
چار نہریں جاری ہوں گی۔ ایک نہر ٹھنڈے اور صاف و شفاف پانی کی دوسری نہر دودھ کی چمکا
مزہ کبھی نہ بدلے گا، تیسری نہر شراب کی جس سے پینے والے لذت اندوز ہوں گے اور چوتھی
نہر شہید خالص کی ہوگی۔

اے قاطعہ، علی کے ساتھ مجھ کو اللہ نے سات خصلتیں عطا کی ہیں۔
(۱) علی وہ پہلے انسان ہیں جو روز قیامت میرے ساتھ ہی اپنی قبر سے نمودار ہوں گے
(۲) علی وہ پہلے انسان ہیں جو میرے ساتھ پل صراط پر کھڑے ہوں گے اور آتش جہنم
سے کہیں گے کہ اس کو پیلے اور اس کو چھوڑ دے۔
(۳) علی وہ پہلے انسان ہیں جن کو میرے ساتھ ہی روز قیامت حلد پہنایا جائے گا۔
(۴) علی وہ پہلے انسان ہیں جو میرے ساتھ یمن عرش میں ایستادہ ہوں گے۔
(۵) علی وہ پہلے انسان ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ دروازہ جنت پر دستک
دیں گے۔

(۶) علی ہی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ علیین میں قیام کریں گے۔
(۷) علی ہی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ جنت میں وہ سر بہر جام بنیں گے
جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے وَ خِتْمُهُ مِنْكَ وَ فِي ذَٰلِكَ
فَلْيَتَنَزَّلِ الْمُتَنَزِّلُونَ (اور جس کی مہر مشک کی ہوگی ہیں رغبت رکھنے والوں کو
چاہیے کہ اس میں اور رغبت بڑھائیں۔) (سورۃ المطففین پارہ ۳۰ آیت ۲۷)

اے قاطعہ! یہ ہیں وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں علی کو عطا کی ہیں اور
جنت میں ان کے لیے فراہم کی ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔
اور تم نے جو ان کے متعلق کہا کہ ان کا پیٹ نکلا ہوا ہے۔ تو دراصل وہ ایسے علم سے
بھرا ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری دانست میں صرف ان ہی کو دیا ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ ان کے
سر پر سائے کی طوط بال نہیں ہیں اور ان کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو بالکل حضرت آدم کی شکل پر پیدا کیا ہے۔

اس لیے کہ ان کے ہاتھ لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں لیے لیے ہاتھ اس لیے عطا

اس پر جا کر خطبہ دو۔

چنانچہ میں منبر پر جا کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دوں گا کہ انبیاء میں سے ایسا خطبہ کسی نے نہ سنا بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد اوصیاء کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے۔ ان میں ایک منبر میرے وحی علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی نصب ہوگا جو تمام اوصیاء کے منبروں سے بلند ہوگا۔ اس کے بعد اولاد انبیاء کے لیے نور کے منبر نصب ہوں گے۔ ان میں سے دو منبر میرا باغ زندگی کے پھول حسن و حسین کے لیے نصب ہوں گے اور وہ دونوں بحکم خدا منبروں پر جا کر ایسے خطبے دیں گے کہ ایسے فصیح و بلیغ خطبے اولاد انبیاء میں سے کسی نے نہ سنے ہوں گے۔ اس کے بعد جبریل امین آواز دیں گے کہ کہاں ہیں فاطمہ بنت محمد کہاں ہیں خدیجہ بنت خویلد کہاں ہیں مریم بنت عمران کہاں ہیں آسیہ بنت مزاحم کہاں ہیں ام کلثوم ام یحییٰ بن زکریا اور یہ سب سامنے آئیں گی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اہل محشر کو خطاب کر کے پوچھے گا۔ اے اہل محشر! بتاؤ، آج کے دن بڑائی اور بزرگی کس کے لیے ہے؟ تو: حضرت محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین عرض کریں گے کہ اللہ واحد و قہار کیلئے ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمانے لگے اہل محشر سنو! میں نے بزرگی محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین کے لیے قرار دی ہے لہذا اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر و اپنے سر جھکا لو تاکہ فاطمہ زہرا کی سواری جنت تک چلی جائے۔

اس اعلان کے بعد جبریل امین جنت سے ایک عظیم الشان ناقہ لیکر آئیں گے جس کی مہار نوہ نو موتیوں کی ہوگی اس پر مرجان کی عمارت کی رکھی ہوگی۔ اور وہ لاکھ فاطمہ زہرا کے سامنے بٹھا دیا جائے گا۔ آپ اُس پر سوار ہوں گی اور جب وہ چلے گا تو ایک لاکھ فرشتے آپ کی دائیں جانب، ایک لاکھ فرشتے آپ کی بائیں جانب، ایک لاکھ فرشتے اپنے پیروں پر بیٹھا کر بردار کریں گے اور انھیں دروازہ جنت پر پہنچا دیں گے۔ جب آپ دروازہ جنت پر پہنچیں گی تو اپنے دلہنے اور بائیں جانب نگاہ کریں گی۔ قدرت کی طرف سے آواز آئے گی: اے فاطمہ! کیا دیکھ رہی ہو؟ اے میرے حبیب کی دختر! میں نے تمہیں جنت میں داخل ہونے کا حکم تو دیدیا ہے۔

شہزادی عرض کریں گی، پروردگار! میں چاہتی ہوں کہ یہ بھی دیکھ لوں کہ تیری نظر میں میری کتنی قدر و منزلت ہے۔؟

آواز آئے گی اے دختر حبیب کہہ یا۔ یہ دیکھنا ہے تو میدان حشر میں پلٹ آؤ، اور جس کے دل میں تمہاری یا تمہاری ذریت میں سے کسی کی محبت ہے اُس کا ہاتھ کھٹکتا ہے۔

فائل کردہ۔

اس کے بعد امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے جابر! خدا کی قسم اس روز میری جدۃ ماجدہ فاطمہ زہرا اپنے دوستوں کو میدان حشر سے چُن چُن کر یوں نکالیں گی جیسے کوئی طائر میکار دالوں میں سے اچھے اچھے دلہنے نکال لیتا ہے۔ پھر یہ دوستداران فاطمہ زہرا آپ کی محبت میں دروازہ جنت پر آئیں گے۔ جب داخلہ کا وقت ہوگا تو بمشیت الہی یہ لوگ بھی ادھر ادھر دیکھیں گے۔ تو:

آواز قدرت آئے گی اے میرے دوستو! اب تم کیوں پلٹ پلٹ کر ادھر ادھر دیکھ رہے ہو؟ میں نے تو تمہیں بھی اپنے حبیب کی دختر فاطمہ زہرا کی شفاعت کی پناہ پر بخش دیا اور تمہیں جنت میں جانے کی اجازت دیدی ہے۔

وہ لوگ عرض پر داز ہوں گے، پروردگار! ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ تیری نظر میں جو ہماری قدر و منزلت ہے اس سے ہم بھی واقف ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اچھا تو پھر تم لوگ بھی میدان حشر میں پلٹ کر جاؤ اور دیکھو جس نے بھی دایر دنیا میں فاطمہ زہرا کی خوشنودی کے لیے تمہیں دوست رکھا تھا اور فاطمہ زہرا کی محبت میں تمہیں کبھی کھانا کھلایا تھا، پانی پلایا، یا لباس پہنایا، یا تمہاری غیبت کو رد کیا تھا اُس کا بھی ہاتھ پکڑو اور اپنے ساتھ لے کر جنت میں داخل کرو۔

ابن خالبہ کی کتاب "الآل" میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری نے اپنے آباؤ کے کرام سے روایت فرمائی ہے کہ: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا کو پیدا کیا تو وہ دونوں بڑے افتخار سے جنت کے باغوں میں ٹھگشت کرنے لگے اور آدم نے حوا سے کہا۔ خداوند عالم نے ہم سے بہتر کوئی بھی مخلوق پیدا نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ ہمارے اس بندے کو فردوس بریں کی سیر کراؤ۔

جبریل انھیں فردوس بریں میں لے گئے تو وہاں حضرت آدم نے ایک خوراک دیکھا جو ایک مسند پر بیٹھی تھی اُس کے سر پر نور کا تاج تھا، کالوں میں نور کے دو گونے تھے اور تمام جنت اُس کے چہرے کے نور سے جگمگا رہی تھی۔

حضرت آدم نے جبریل سے پوچھا کہ خوراکون ہے جس کے نور سے ساری جنت جگمگا کر رہی ہے؟

گی تو ابھی میں اپنی اس تلوار سے تمہارا سر اتار دیتا اور اپنے اس عمل سے اولین و آخرین پر فخر کرتا۔

اُس اعرابی کا یہ گستاخانہ کلام سن کر حضرت عمرؓ کو مارنے کے لیے اُسے ٹھٹھوٹا۔
نے اُنہیں منع فرمایا اور کہا اے حفصہ کے باپ! اپنی جگہ پر بیٹھا رہ سب تجھے معلوم نہیں کہ حکم ایک ایسی صفت ہے کہ جس سے انسان مرتبہ نبوت سے قریب ہو جاتا ہے۔

پھر آپؐ اُس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بھائی! کیا عربوں کا دستور یہی ہے کہ لوگوں کی محفلوں میں بے دھرمک گھس آئیں اور اسی طرح بے ادبی کریں؟ سن! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث برسات فرمایا جو شخص مجھے اس دار دنیا میں اذیت پہنچائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اے اعرابی! سن! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث برسات فرمایا ہے فلک و مہم کے سائین میں میرا نام احمد صادق مشہور ہے۔

اے اعرابی! اس بدکلامی کے بعد بھی ابھی تیرا کچھ نہیں بگڑا! اب بھی اگر تو اسلام لے آئے تو تیری جان و مال اسلام کی امان میں آجائے گی۔

آنحضرتؐ کا یہ کلام سن کر اُس اعرابی کو اور غصہ آیا اور اپنی امتین سے سوسمار نکال کر زمین پر پھینکی اور بولا: کہ لات و غزاک قسم میں تم پر اُس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لائے۔

وہ سوسمار زمین پر گرتے ہی ایک طرف بھاگنے لگی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے سوسمار! ٹھہر جا اور یہ بتا کہ میں کون ہوں؟

سوسمار پلٹ کر آئی اور رسول اکرمؐ کے سامنے اپنا منہ اٹھا کر بکھکھادیوں گویا ہوتی ہوئی

آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔

آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کس کی عبادت کرتی ہے؟

اُس نے کہا: میں اُس خدا کے بزرگ و بزرگی عبادت کرتی ہوں جس نے دانے

شکا فٹ فرمایا جس نے ہر ذی روح کو پیدا کیا جس نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور اے محمدؐ! آپ

اپنا حبیب منتخب فرمایا۔

اس کے بعد اُس سوسمار نے چند اشعار پڑھے جو درج ذیل ہیں:

فبورکت مہدیٰ و بورکت ہادیٰ

عبدنا کا مثال الحبیہ الطواغیہ

الی الجن بعد الانس لیتا دعا

الا یا رسول اللہ انتک صادق

شروع لنا دین الخیفة بعد ما

فناخو مدعو و یاخو مرسلا

اتیناک نرجوا ان نسال العوالیا
فاصبحت فینا صادق القول ذاکیا
و بورکت مولودا و بورکت ناشیا

و نحن اناس من سلیم و اتنا
اتیت ببرہان من اللہ واضع
فبورکت فی الاحوال حیثا و میتا
اشعار کا خلاصہ یہ ہے:

”اے محمدؐ! آپ صادق و ہادی و مہدی ہیں۔ آپ نے دین حنیف کی طرف ہماری ہدایت فرمائی، جب کہ ہم لوگ چوپایوں کے مانند زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ان تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں جو جن و انس کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔ بنی سلیم کے لوگ آپ کے پاس بزرگی حاصل کرنے کے لیے آئے۔ آپ نے اپنی رسالت کی روشن دلیل پیش کی اس لیے آپ پاک اور صادق القول مشہور ہو گئے۔ آپ پر زندگی اور موت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں ہی برکتیں نازل ہوں۔“

یہ اشعار پڑھ کر وہ سوسمار اس طرح خاموش ہو گئی جیسے وہ بولنا ہی نہیں جانتی۔

اعرابی نے جب یہ واضح و روشن مجرہ دیکھا تو بولا: اے محمدؐ! اپنا ہاتھ بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اُس خدا کے وحدہ لا شریک کے کوئی بھی خدا نہیں ہے۔ آپ اس کے بندے اور سچے رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور اس اعرابی نے بیعت کی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنے اس عرب بھائی کو قرآن کی کچھ سورتیں سکھا دو۔

جب وہ چند سورے سیکھ چکا تو آپؐ نے اُس سے فرمایا: تیرے پاس کچھ مال ہے؟
اس نے کہا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے ہم بنی سلیم چار ہزار کی تعداد میں ہیں اور ان میں مجھ سے زیادہ تنگدست اور فقیر کوئی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: جو شخص اس اعرابی کو سواری کے لیے ایک ناقہ دے گا، میں ضامن ہوں کہ اللہ اسے جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ دے گا۔

یہ سن کر سعد بن عبادہ فوراً اُٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے مال باپ آپ پر قربان ہو جائیں، میرے پاس ایک سرخ رنگ کا ناقہ ہے جس کے شکم میں دس ماہ کا بچہ بچھا ہے، وہ میں اس اعرابی کو دیتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: اے سعد! تم ہمارے سامنے قرآن پڑھنے کی اتنی تعریف کرتے ہو میں بتاؤں کہ اس کے عوض میں جو ناقہ تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا وہ کیسا ہوگا؟

سعد بن عبادہ نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، بیان فرمائیے
آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، اے سعد! وہ ناقہ سرخ سونے کا ہوگا، اس کے پاؤں حمر
کے، اس کے بال زعفران کے، اس کی آنکھیں یا قوت سرخ کی، اس کی گردن سبز زبرجد کی، اس کا
سر قریبے بہا کا، اس کی ہمار گویا آبدار کی، اس کی پشت پر ایک عاری موتی کی رکھی ہوگی جو
اتنی صاف و شفاف ہوگی کہ اندر کی چیز باہر سے اور باہر کی چیز اندر سے نظر آئے گی، اور وہ تمہیں
لیک کر جنت میں اڑتا پھرے گا۔

اس کے بعد آپؐ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اس اعرابی کے سر
پر عمامہ کون پہنائے گا، میں ضامن ہوتا ہوں کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ کا تاج
پہنائے گا۔

یہ سن کر حضرت علیؓ سلام اُٹھے اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں
وہ تقویٰ کا تاج کیسا ہوگا؟

آنحضرتؐ نے اس کے اوصاف بیان فرمائے اور حضرت علیؓ سلام نے اپنے
سر اقدس سے عمامہ اتار کر اس اعرابی کو پہنادیا۔

پھر آپؐ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا، جو اس اعرابی کو زاد سفر
کرے گا، میں ضامن ہوتا ہوں کہ اللہ اسے زاد تقویٰ عطا فرمائے گا۔

یہ سن کر سلمانؓ اُٹھے اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں زاد تقویٰ
کے بارے میں بیان فرمائیے، وہ کیسا ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اے سلمان! جب تمہارا دنیا کا آخری دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ
تمہیں کلمہ شہادتین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین فرمائے گا، اگر تم
نے کلمہ شہادتین پڑھ لیا تو تم مجھ سے مل سکو گے اور میں تم سے ملاقات کر سکوں گا، اور اگر تم
یہ کلمہ نہ پڑھا تو نا ابد تم مجھ سے مل سکو گے، نہ میں تم سے مل سکوں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر سلمانؓ اُٹھے اور انہوں نے ازواجِ نبیؐ کے وجود
کا چکر لگایا، مگر وہاں سے آپؐ کو کچھ نہ مل سکا تو واپس ہوئے اور جناب فاطمہؓ زہراؓ کے حجرے
پر نظر ڈالی اور سوچا اگر خیر ممکن ہے تو فاطمہؓ زہراؓ بنت محمدؐ ہی کے گھر سے۔ یہ سوچ کر دروازے پر
دستک دی اندر سے آواز آئی کون ہے؟

انہوں نے کہا میں سلمان ہوں۔

پوچھا، کیا چاہتے ہو؟

سلمانؓ نے پورا قصہ اس اعرابی اور سوسمار کا بیان کیا۔
حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا، سلمان! اس ذات کی قسم جس نے میرے پر گرائی
کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے آج تیسرا دن ہے ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ حسن و حسینؑ بھوک کے
مارے ہلک کر سو گئے ہیں، تاہم جب ایک کار خیر میرے دروازے پر آئی ہے تو میں اسے واپس
نہ کروں گی۔ سلمان! میری یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی سے کہو کہ رسولؐ کی بیٹی نے کہا ہے کہ
اسے رہن رکھ لے اور ایک سیر بھجور اور ایک سیر خود دیدے۔ میں انشاء اللہ جلد اس کو واپس
کروں گی۔

سلمانؓ نے آپؐ کی چادر لی، شمعون یہودی کے پاس آئے اور کہا، اے شمعون یہ چادر
فاطمہؓ بنت محمدؐ کی ہے انہوں نے کہا، کیا ہے کہ اسے رہن رکھ لے اور ایک سیر بھجور اور ایک سیر
خود دیدے، میں انشاء اللہ جلد واپس کروں گی۔

شمعون نے وہ چادر لے کر اسے بوسہ دیا، اسکی آنکھوں آنسو بھر آئے اور بولا۔
اے سلمان! واقعاً اس کا نام ہے زہرا۔ اور حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے توریت میں ہیں اسی کی
خبر دی ہے۔ اس کے بعد کہا انشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً
عبداً ورسولہ یہ کہہ کر وہ اسلام لایا اور بہت پکا مسلمان بن گیا۔ اس کے بعد اس نے
سلمان کو ایک سیر بھجور اور ایک سیر خود دیدے۔ سلمانؓ اسے لیکر حضرت فاطمہؓ زہراؓ کی خدمت
میں آئے اور انہیں دیے۔ ان معقل نے جو کو اپنے ہاتھ سے پیسا، اس کی روٹیاں پکائیں اور پھر
سلمانؓ کے حوالے کیں اور کہا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔

سلمانؓ نے کہا، شہزادی! ان میں سے ایک روٹی آپؐ بھی حسن و حسینؑ کے لیے رکھ لیں۔
آپؐ نے فرمایا، اے سلمان! یہ کام میں نے خوشنودی خدا کے لیے کیا ہے اس لیے
میں اس میں سے کچھ نہ لوں گی۔

الغرض سلمانؓ وہ روٹیاں لیے ہوئے خدمتِ رسولؐ میں آئے۔
آنحضرتؐ نے دیکھا تو پوچھا، اے سلمان! یہ روٹیاں تم کو کہاں سے مل گئیں؟
انہوں نے عرض کیا، فاطمہؓ زہراؓ کے گھر سے لایا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے بھی تین دن سے کچھ نہ کھا یا تھا۔ آپؐ وہاں سے اُٹھ
کر حجرہ فاطمہؓ زہراؓ پر پہنچے، دق الباب کیا۔ شہزادی کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت رسولؐ مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم دستک دیتے تھے تو کسی اور کے بجائے آپؐ خود دروازہ کھولتی تھیں۔ چنانچہ فاطمہؓ زہراؓ نے
خود دروازہ کھولا، آنحضرتؐ نے اندر آکر جب بیٹی کے چہرے کو زور دیکھا، انہوں نے بھی حلقے پڑے تو

(۳) = مکارمِ اخلاق

علی الشرائع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی یہ روایت مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے اپنی مادرِ گرامی حضرت فاطمہؑ زہراؑ کو دیکھا کہ وہ ہر شب جمعہ رات بھر محرابِ عبادت میں کھڑی رہتی تھیں کبھی رکوع میں ہوتیں تو کبھی سجدہ میں، یہاں تک کہ سپیدی صبح نمودار ہوتی۔ میں سنتا رہتا تھا کہ آپ مومنین و مومنات کے لیے نلام بنام دعائیں کیا کرتی تھیں مگر اپنے لیے آپ کوئی دعا نہ کرتیں۔

میں نے عرض کیا مادرِ گرامی! آپ دوسروں کے لیے تو دعائیں کیا کرتی ہیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہیں کرتیں؟

اُن حضرت نے فرمایا، بیٹا! پہلے پڑوسی اس کے بعد اہلِ خانہ (علی الشرائع) عیون الاخبار الرضا میں مرقوم ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنے پیرِ بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آباء کے کام سے روایت فرمائی ہے کہ جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا جب کبھی دعا کرتیں تو مومنین و مومنات کے لیے ہی کرتی تھیں اپنے لیے کوئی دعا نہ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے کہا کہ بنتِ رسول! کیا بات ہے آپ تمام لوگوں کے لیے دعا فرماتی ہیں اور اپنے لیے کوئی دعا نہیں کرتیں۔

آپ نے فرمایا، لکھا رشتہ الکار پہلے پڑوس اس کے بعد اہلِ خانہ۔

(عیون الاخبار الرضا)

حلیۃ الاولیاء میں حافظ البونعیم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابویسٰی سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ میں نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ سے زیادہ راست گو سنا ہے اُن کے والد کے اور کسی کو نہ پایا۔

(حلیۃ الاولیاء)

حسن بصری کا بیان ہے کہ اس امت میں فاطمہؑ زہراؑ سے زیادہ عبادت گزار کو فیہ اور نہ تھا، اتنی دیر تک عبادتِ خالق میں قیام فرماتی تھیں کہ آپ کے پائے مبارک پر دم آجایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؑ زہراؑ سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر بات کیا ہے؟

آپ نے عرض کیا، عورت کے لیے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔

(۱) = حضرت علیؑ و جناب فاطمہؑ کے درمیان تقسیمِ کار

کتاب قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت مرقوم ہے کہ حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ زہراؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہم دونوں کے درمیان تقسیمِ کار فرمادیں۔

آپ نے فرمایا کہ دروازے اندر جو کام ہو وہ فاطمہؑ کے ذمہ اور دروازے کے باہر جو کام ہو وہ علیؑ کے ذمہ۔

جناب فاطمہؑ زہراؑ فرماتی ہیں کہ پیرِ بزرگوار کے اس فیصلے سے جو مسرت میرے دل کو ہوئی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لیے کہ آپ نے مجھے مردوں کے درمیان جانے سے بچالیا۔

(قرب الاسناد)

(۲) = لباس کی سادگی

عیون الاخبار الرضا میں اسماء بنت عمیس سے روایت مرقوم ہے ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا کے پاس تھی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اُس وقت وہ محظوظ ایک سونے کا ہار پہنے ہوئے تھیں جو حضرت علیؑ علیہ السلام نے اُن کے لیے اپنے مالِ فحی سے خریدا تھا آپ نے اُس ہار کو دیکھ کر فرمایا، بیٹی فاطمہؑ! ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ بھی جابروں جیسا لباس پہنتی ہے۔

حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے یہ سن کر وہ ہار اتار کر فروخت کر دیا اور اُس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر اسے آزاد کر دیا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سننا تو یہی مسرور ہوئے۔

یہ جواب سن کر آپ نے بیٹی کی پیشانی کو فرط محبت میں چومادیا اور فرمایا: ذمہ داری
بعضہا من بعض یہ سچ ہے کہ ذریت میں بعض سے بعض کو صفات و خصوصیات ملتی ہیں

④ = تسبیح جناب فاطمہ زہراؑ

ابو الورد بن شامہ سے روایت ہے کہ
حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ بنی سعد کے کسی شخص سے کہا کہ میں تجھے فاطمہ زہراؑ کا
حال سنا تا ہوں کہ جتنی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے، مگر میں جاہل و کفر سے
کپڑے میلے ہو جاتے تھے، چو لھے میں آگ روشن کرتے کرتے ان کے کپڑے دھوئیں کی رنگت کے
ہو جاتے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا، اپنے پدر بزرگوار سے کہو، وہ کوئی خادمہ دیدیں تاکہ تمہیں ان
مشقتوں سے چھٹکا لائے۔ میرے کہنے پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں مگر دیکھا
کہ آپ لوگوں سے مصروف گفتگو میں، واپس آگئیں۔

دوسرے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہراؑ کے پاس خود ہی
تشریف لے آئے اور پوچھا:

بیٹی! کل تم میرے پاس کیوں آئی تھیں؟
جناب فاطمہ زہراؑ تو کچھ نہ بولیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! چکی پیستے
ہیستے ان کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں، مگر میں جاہل و کفر سے کرتے کرتے اور چو لھے میں آگ جلاتے جلاتے
دھوئیں سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں اس لیے میں نے ان سے کہا تھا کہ جاؤ اپنے پدر بزرگوار سے کہو وہ
کسی خادمہ کا انتظام فرمادیں گے تو آپ کو ان مشقتوں سے چھٹکا رہ جائے گا۔ اس لیے آپ کے
پاس گئی تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز کیوں تعلیم
کروں جو خدمت گاہ سے کہیں بہتر ہو، یہ کہ جب تم سونے کے لیے جایا کرو تو تینتیس مرتبہ
سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا، بابا! میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر راضی ہوں۔

(یعنی الاخبار الرضا)

• صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہراؑ
سے فرمایا کہ بانی کے ڈول کینچنے کینچنے میرے ہاتھ دکھنے لگتے ہیں۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے کہا، اور جتنی پیستے پیستے ہاتھوں میں بھی چال پڑ جاتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمہارے پدر بزرگوار کے پاس کچھ اسیر کئے ہیں جاؤ
ان سے اپنے لیے ایک خادم مانگ لو۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہراؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں گئیں، سلام کیا، اور بغیر کچھ
کہے واپس آگئیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے بنتِ رسول! کیا ہوا؟ تم نے اپنے بابا
سے اپنا مقصد بیان کیا، یا نہیں۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے کہا، ہاں میں گئی تو ضرورتی مگر پدر بزرگوار کی جلالت اور
بزرگی کی وجہ سے میں ان سے کوئی بات نہ کر سکی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔
اس کے بعد دونوں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مقصد

بیان کیا۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں ان امیروں کو فروخت کر کے ان کی قیمت اہلِ صفہ کو دینا
چاہتا ہوں۔

پھر آنحضرتؐ نے اس کے بدلے میں اپنی بیٹی کو تسبیح تعلیم فرمادی جو تسبیح فاطمہؑ کے نام
سے مشہور ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مناقب)

• کتاب شیرازی میں مرقوم ہے کہ جس وقت جناب فاطمہ زہراؑ نے اپنے پدر بزرگوار
سے ایک کینز کے لیے فرمائش کی تو آنحضرتؐ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

بیٹی! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس وقت
مسجد میں چار سو افراد ایسے ہیں جن کے پاس نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ پہننے کے لیے۔ اور اگر مجھ کو

اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ اس طرح تمہارے اجر و ثواب میں کمی آجائے گی تو میں تمہیں ایک
کینز ضرور دے دیتا، نیز تمہیں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ علی ابن ابی طالبؑ بحیثیت شوہر

بروز قیامت تم سے اپنے کسی حق کا مطالبہ نہ کریں۔
اس کے بعد آپ نے اپنی بیٹی کو تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح زہراؑ کہلاتی ہے جب دونوں

واپس ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا، اے بنتِ رسول! تم اپنے بابا کے پاس
دنیا کے کام سے گئی تھیں آنحضرتؐ نے تمہیں ثوابِ آخرت عطا فرمادیا۔

• ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؑ و جناب فاطمہؑ آنحضرتؐ کے پاس گئے تو
جبریلؑ اس سے آیت یہ نازل ہوئی: **وَإِنَّا نَعْرِضُ عَنْهُمْ وَابْتَغَاءُ وَجْهِهِ**

مَنْ رَزَقَتْكَ تَرْجُوَهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَقْشُورًا (سورة الاسراء آیت ۲۸)
(اے رسول!) اگر تم کو اپنے پروردگار کے فضل و کرم کے انتظار میں جس کی تم کو امید ہے (مجبوراً)
ان کی گزارش سے منع ہو کر ناپاڑے تو نرمی سے انہیں سمجھا دو۔)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ زہراؑ کو ایک کنیہ خدمت کے لیے عطا فرمائی جس کا نام آپؐ نے فضہ رکھا۔

تفسیر تعلیمی میں حضرت امام جعفر بن امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر کشمیری میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ کو اس حال میں دیکھا کہ اونٹ کی کھال بطور چادر اوڑھے ہوئے تھیں، چٹکی بھی چلاتی جاتی تھیں اور پتے کو دودھ بھی پلاتی جاتی تھیں۔

یہ دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا: بیٹی! تم نے آخرت کے شیرینی کے لیے دنیا کی تلخی اختیار کی ہے۔

شہزادی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ کی نعمتوں اور بخششوں پر اس کا شکر ادا کرتی ہوں، اُس کی حمد کرتی ہوں۔

اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی ”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى“ (سورہ الضحیٰ آیت ۵)

(اے ہمارے رسول!) عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا عطا فرما دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔
(تفسیر تعلیمی، تفسیر کشمیری)

⑤ = جناب فضہؑ اور تکلم بالقرآن

ابوالقاسم کشمیری نے اپنی کتاب میں ایک شخص کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا ہے، اُس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک صحابہؓ میں اپنے قافلے سے بچھڑ گیا۔ وہاں میں نے ایک بہت بن رسیدہ خالون کو پایا، تو میں نے اُن سے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی قُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (سورة الزخرف آیت ۸۹)

(سلام کہہ! پس انہیں معلوم ہو جائے گا)
میں اپنی اس بے ادبی اور کوتاہی پر نادم ہوا، اور فوراً سلام کیا اور دریافت کیا آپ یہاں کیسے آگئیں؟

انہوں نے جواب میں پھر قرآن کی آیت پڑھی مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ (سورة الزمر آیت ۲۷)

(جس کی ہدایت اللہ کرے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے)
میں سمجھ گیا کہ راستہ بھول گئی ہیں، میں نے عرض کیا، آپ جنوں میں سے ہیں یا انسانوں میں سے؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ (سورة الاعراف آیت ۳۱)

(اے بنی آدم! اپنے آپ کو سجائے رکھا کرو۔)
میں سمجھ گیا کہ آپ انسان ہیں جن نہیں ہیں، میں پوچھا، آپ کہاں سے تشریف لارہی ہیں؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی: يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ مُبْعِيدٍ (حدیث صحیحہ آیت ۴۲)

(وہ دور دراز مقام سے پکارے جاتے ہیں)
میں سمجھ گیا کہ دور دراز مقام سے آرہی ہیں۔ میں نے عرض کیا معطر! کہاں کا ارادہ ہے؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی وَ يَلِدُ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ (سورة آل عمران آیت ۹۷)

(لوگوں پر اللہ کی طرف حج بیت اللہ فرض ہے)
میں سمجھ گیا کہ آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہی ہیں۔ میں نے پوچھا، آپ کتنے دن سے سفر میں ہیں؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (سورة ق آیت ۳۸)

(اور یہ تحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔)

میں سمجھ گیا کہ آپ چھ دن سے سفر میں ہیں۔ میں نے پھر پوچھا، کیا آپ کچھ کھا بیٹھی؟
انہوں نے فوراً ہی یہ آیت پڑھی: وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَداً الْاَيَا كُلُّونَ

الطَّعَامِ (سورة الانبياء آیت ۸)

(اور ہم نے اُن کے اجسام ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھا سکیں۔)
میں نے انہیں کھانا کھلایا۔ پھر اونٹ پر بیٹھ کر چلنے لگا۔ وہ پاپیادہ تھیں۔ میں نے کہا، اب آپ ذرا تھوڑی دیروں سے چلیں۔

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا دُسْعَهَا۔
(اللہ نے ہر نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے) (البقرہ آیت ۲۸۶)
میں سمجھ گیا کہ تیر نہیں چل سکتیں۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ میرے ساتھ اونٹ پر
پر بیٹھ کر سفر کریں گی؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی: لَوْ كَانَتْ فِيهِمُ الْهَيَّةُ إِلَّا اللَّهُ
لَفَسَدَتْنَا (سورۃ الانبیاء ۲۲)

(اگر ان دونوں (زمین و آسمانوں) میں دو خدا ہوتے تو یہ دونوں فاسد ہو جاتے)
میں سمجھ گیا کہ آپ کو میرے ساتھ بیٹھے میں غدر ہے۔ لہذا میں سواری سے اتر گیا
انہیں سواری پر بٹھادیا۔ جب وہ سواری پر بیٹھ گئیں تو یہ آیت پڑھی: سُبْحَانَ الَّذِي
مَخَصَّرَ لَنَا هَذَا (سورۃ زحزحہ آیت ۱۲)

(پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری ہمارے لیے مسخر کی ہے)
میں نے دیکھا کہ اب وہ مطمئن ہیں۔ جب ہم قلعے کے قریب پہنچے تو میں نے
پوچھا، کیا اس قلعے میں آپ کا کوئی واقف کار ہے؟

جواب میں انہوں نے یہ آیات پڑھیں:
يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ
وَمَا مَحَدُّ إِلَّا رَسُولٌ
يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ
يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ

راوی کا بیان ہے کہ میں نے قلعے میں پہنچ کر آواز دی، اے داؤد اے محمد اے موسیٰ
اے موسیٰ! میری آواز کو سن کر چار نوجوان سامنے آگئے۔ میں نے ان معقلے سے پوچھا، یہ چاروں
جوان آپ کے کون ہیں؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی: الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
(مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں) (سورۃ کہف آیت ۴۶)

میں سمجھ گیا کہ یہ سب ان کے لڑکے ہیں۔
اس کے بعد ان معقلے نے یہ آیت پڑھی: يَا أَبَتِ اسْتَجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَجَارَكَ
الْقَوِيُّ (سورۃ القصص آیت ۲۷)

(اے باا! ان کو اجرت پر رکھ لیجئے، اس لیے کہ آپ جس کو اجرت پر رکھیں گے وہ طاقتور اور شریف لائیں تو مسلمان آپ کو اس عالم میں دیکھ کر یاد رکھیں گے)

میں سمجھ گیا کہ یہ میری سواری کا گریہ اور اجرت دلانا چاہتی ہیں۔ یہ سن کر ان لڑکوں نے
مجھے کچھ مال دیا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَاللَّهُ يُفْتَاخِعُ لِمَنْ يُشَاءُ
(اللہ جس کے لیے چاہتا ہے امانت کر لے) (البقرہ آیت ۲۶۱)
یہ سن کر ان کے لڑکوں نے مجھے کچھ اور مال دیا میں نے ان جوان لڑکوں سے پوچھا
یہ معقلے آپ کی کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا، یہ ہماری والدہ فاطمہ ہیں جو جناب فاطمہ زہرا کی کنیز ہیں۔
انہوں نے بیس سال سے سوائے آیاتِ قرآنی کے ایک لفظ اپنے منہ سے نہیں ادا کیا۔
(خاتون ابن شہر آشوب)

⑥ = جناب فاطمہ کی زاہدانہ زندگی

کتاب زہد النبی تألیف ابو جعفر
تقی، میں مرقوم ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: وَإِنْ جَاهَدْتُمْ
لِمَوْعِدِهِمْ أَجْمَعِينَ لَهَا سَبْعَةٌ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ
مَّقْسُومٌ (سورۃ الحجرات ۲۴، ۲۵)

(اور بیشک ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے
کے لیے اپنے اپنے تقسیم شدہ حصے ہیں۔)

تو آپ زار و قطار رونے لگے۔ اور آپ کو رونا دیکھ کر صحابہ نے بھی رونا شروع
کر دیا، ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ جبریل کون سی آیت لیس کر نازل ہوئے ہیں، پھر کسی میں اتنی
جرات بھی نہ تھی جو آنحضرت سے یہ پوچھے کہ آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ خواہ کسی حال میں ہوں جناب فاطمہ کو دیکھنے
تو خوش ہو جاتے تھے۔ اس لیے آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب دوڑے اور جناب
فاطمہ زہرا کے دروازے پر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ چکی میں جو پیس رہی ہیں اور فرار ہی ہیں۔
”وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى“ (سورۃ القصص آیت ۶۰)

(اور اللہ کے پاس جو چیز ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے)
اُس صحابی نے اُن کو آنحضرت کی حالت سے مطلع کیا۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا نے اپنی پھیٹی پرانی چادر اوڑھی جس میں بارہ جگہ لیف خیر کے
پیرے تھے۔ جب آپ مسجد شریف لائیں تو مسلمان آپ کو اس عالم میں دیکھ کر یاد رکھیں گے

کرنے لگے۔

شہزادی نے پوچھا، 'اسلمان! تم کیوں مصروفِ گریہ ہو؟'
 انہوں نے عرض کیا، 'کیسے نہ روؤں، دخترانِ قیصر و کمریٰ تو ریشم و خواب کے
 ملبوسات پہنیں اور شہنشاہِ دو عالم محمدؐ کی دختر کے سر پر ایسی ردا ہونے میں جا بجا لیفتِ خسرا
 کے پیوند لگے ہوئے ہوں۔'

الغرض جب جنابِ فاطمہؑ زہراؑ اپنے پدرِ عالی قدر کے سامنے پہنچیں تو سلام کے بعد
 عرض کیا کہ باباجان! اسلمان میری اس چادر کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس ذات کی قسم جس
 نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میرے اور علیؑ کے پاس پانچ سال سے ایک اونٹ
 کی کھال ہے جس پر دن کو ہمارا اونٹ چارہ کھاتا ہے اور رات کو وہی کھال ہمارا بستر بنتی ہے ہمارا تکیہ
 بھی چڑے ہی کا ہے جس میں لیفتِ خرمابھر ہول ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، 'اے اسلمان! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری دختر سیدہ ہے زہراؑ اور
 تقویٰ (والی عورتوں کی)۔ یہ فرمایا کہ آپؐ کی چشمائے مبارک سے آنسو ٹپک پڑے۔

جنابِ فاطمہؑ زہراؑ نے بقرار ہو کر پوچھا، 'باباجان! اس وقت رونے کا کیا سبب ہے؟'
 آنحضرتؐ نے فرمایا، 'بیٹی! ابھی یہ آیت نازل ہوئی ہے:

”وَإِنْ جَهَنَّمَ لَمُوعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ
 بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْشُورٌ ﴿٩﴾ (سورۃ الحجرات ۲۲-۲۴)

(ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے اپنے
 اپنے تقسیم شدہ حصے ہیں۔)

پس کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ خوف کی وجہ سے بیتاب و بقرار ہو کر گریہ کرنے لگیں اور فرمایا
 الولیل ثم الولیل لمن دخل النار (تبا ہی ہے اور پوری تبا ہی) اس شخص کے لیے جو داخل
 جہنم ہوگا۔)

اسلمان نے کہا، 'کاش میں گوسفند ہوتا اور لوگ میرا گوشت کھالیتے اور کھال کے ٹکڑے
 ٹکڑے کر ڈالتے، تاکہ میں جہنم کا ذکر نہ سنتا۔'

مقدادؑ نے کہا، 'کاش میں کوئی جنگل کا طائر ہوتا اور میری گردن پر حساب کتاب کا بار نہ
 ہوتا، تاکہ میں جہنم کا ذکر نہ سنتا۔'

ابوفدؑ نے کہا، 'کاش میری ماں باجھ ہوتی، وہ مجھے پیدا ہی نہ کرتی، تاکہ میں جہنم کا حال
 ہی نہ سنتا۔'

حضرت علیؑ نے فرمایا، 'کاش میری ماں نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا، اور اگر پیدا ہو جی گیا تھا
 تو کوئی درندہ مجھے چیر بھاڑ کر کھا جاتا، تاکہ میں جہنم کا حال نہ سنتا۔'

اس کے بعد حضرت علیؑ اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر رونے لگے اور لوہے والے بعد
 سفر ادا و اقلۃ من اداہ (ہائے سفر کتنا طویل ہے اور زرا سفر کتنا قلیل ہے) لوگ
 قیامت کے سفر پر چلے جا رہے ہیں جس کے بعد وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ وہ ایسے مریض ہوں گے کہ
 جن کی کوئی عیادت کرنے والا نہ ہوگا، وہ ایسے زخمی ہوں گے کہ جن کے زخموں کی کوئی مرہم پٹی کرنے والا
 نہ ہوگا، ایسے قیدی ہوں گے کہ جن کا کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔ آگ ہی ان کا کھانا، آگ ہی ان کا پینا، آگ
 ہی ان کا بستر ہوگی جس پر وہ کروٹیں بدلیں گے اور آگ ہی ان کا لباس ہوگی۔ دنیا میں تو وہ اپنی ازواج کو پہلو
 میں لے کر سوتے تھے مگر جہنم میں ان کے ہم پہلوشتیا ملین ہوں گے۔ (کتاب زہراؑ)

④ = جنابِ فاطمہؑ زہراؑ کی اُمیت کی عداوت

کتاب کافی میں اپنے اسناد کے
 ساتھ فرات بن احنف سے یہ روایت مرقوم ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو
 فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر (فرنج) خرقہ سے بہتر اور مفید کوئی سبزی نہیں ہے۔ اس کا
 نام دراصل بقلہ فاطمہؑ ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا، 'مگر اللہ کی لعنت ہو بنی اُمیت پر کہ انہوں نے
 ہماری جدۃ ماجدہ جنابِ فاطمہؑ زہراؑ اور ہماری عداوت میں اس کا نام بقلۃ المحمقار رکھ دیا۔ (الکافی)

⑤ = جنابِ فاطمہؑ زہراؑ کی پسندیدہ سبزی

البیہقی واسطی نے ہمارے بعض اصحاب
 سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرغوب سبزی کاسنی ہے، حضرت علیؑ علیہ السلام کی مرغوب سبزی بازردج
 ہے اور حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی مرغوب سبزی خرقہ ہے۔ (الکافی)

⑥ = جنابِ فاطمہؑ زہراؑ اور زیارت قبور شہدار

یونس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا، جنابِ فاطمہؑ زہراؑ ہر شنبہ (سینچر) کی صبح شہدار کی قبروں پر زیارت
 کے لیے جاتے تھے۔ حضرت حمزہؑ کی قبر پر پہنچ کر ان کے لیے طلبِ رحمت اور مغفرت کرتی تھیں۔

⑩ = بِضْعَةُ مِثْنَى

نوادر راوندی میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام موسیٰ کاظم ابن جعفر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آنحضرت کے ساتھ آپ کے ایک نابینا صحابی بھی جناب فاطمہ کے گھر گئے۔ جب ان معقلہ نے ان اندھے صحابی کو آتے ہوئے دیکھا تو پردہ کر لیا۔

آنحضرت نے پوچھا، بیٹی پردہ کس لیے کرتی ہو، یہ شخص تو نابینا ہے۔ جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا جان! اگر وہ نابینا ہے تو لیکن میں تو نابینا نہیں ہوں۔ وہ کم از کم میری خوشبو وغیرہ محسوس کر سکتا ہے۔

یہ جواب باصواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید خوش ہوئے اور فرمایا: **أَشْهَدُ أَنَّكَ بِضْعَةُ مِثْنَى** میں گواہی دیتا ہوں کہ تو میرا ہی ایک ٹکڑا (حصہ) ہے۔ مندرجہ بالا اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ، عورت کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

انھوں نے عرض کیا، بس عورت، عورت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، یہ بتاؤ کہ عورت کا ادنیٰ تقرب الہی (کا مقام) کیسا ہے؟ اصحاب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ لیکن جب فاطمہ زہرا نے سنا تو فرمایا: عورت کے لیے ادنیٰ (مقام) تقرب الہی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے۔

آنحضرت نے جب جناب فاطمہ زہرا کا یہ جواب سنا تو ارشاد فرمایا: **إِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةُ مِثْنَى** (بیشک فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔)

○ ○ ○

۵

جناب فاطمہ زہرا کی تزویج کے بارے میں

آئے، میں نے اسے لیکر سونگھا اور پوچھا، یہ سنبل و قنفل کیسا ہے؟
انہوں نے کہا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں مقرر فرشتوں اور وہاں کے ساکنین کو حکم دیا کہ جنت کے پودوں، درختوں، پھلوں اور وہاں محلات و قصور کو پوری طرح آراستہ کرو۔ پھر وہاں کی ہواؤں کو حکم دیا کہ وہ طرح طرح کی خوشبوئیں وہاں کی فضا میں بکھیر دیں اور وہاں کی حور و خدیجہ دیا کہ وہ سورۃ طہ و طہاسین و یس و جمعتی کی تلاوت کریں۔

اس کے بعد زبیر عرش ایک منادی نے نادی کہ آگاہ ہو جاؤ آج علی ابن ابی طالب کی شادی کا ولیمہ ہے، تم سب گواہ رہنا کہ میں نے فاطمہ بنت محمد کا عقد علی ابن ابی طالب سے کر دیا۔ یہ دونوں بھی آپس میں شادی کرنے پر راضی اور خوش ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ابرہہ سفید بھیجا، اُس نے اگر جنت کے مکینوں پر موتیوں، زبرجہد اور باقوت کی بارش کی اور ملائکہ نے اُٹھا کر جنت کے سنبل و قنفل لٹائے اور یہ وہی سنبل اور قنفل ہیں جو فرشتوں نے لٹائے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو جس کا نام راحیل ہے اور ملائکہ میں اس سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی نہیں حکم دیا کہ خطبہ (نکاح) پڑھو۔ اُس نے ایسا خطبہ پڑھا جیسا آج تک اہل آسمان و زمین نے کبھی نہ سنا تھا۔

پھر آواز غیب آئی اور پکارنے والے نے پکار کر کہا اے میرے ملائکہ اور میری جنت کے ساکنو! محمد مصطفیٰ کے محبوب علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا تک میری برکتیں پہنچا دو کیونکہ میں نے اپنی اس کزیر کی شادی ایسے شخص سے کر دی ہے جو بعد نبی محمد کو سب سے زیادہ محبوب ہے (اور تمام عورتوں میں فاطمہ زہرا بھی میرے نزدیک سب سے زیادہ پیاری ہے)۔

راحیل نے عرض کیا، بارالہا! ان دونوں حضرات کے لیے جو برکتیں تو نے جنت میں فراہم کر رکھی ہیں ان کو ہم دیکھ رہے ہیں اب ان سے زیادہ تو انہیں اور کیا دینا چاہتا ہے؟

ارشاد رب العزت ہوا اے راحیل! ان دونوں کے لیے میری مزید برکت یہ ہے کہ میں انہیں اپنی محبت پر جمع کر دوں اور انہیں اپنی مخلوق میں اپنی حجت قرار دوں۔ تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان دونوں سے ایسی ہستیاں پیدا کروں گا جن کو اپنی زمین کا خزانہ و دار اپنے علم کا معدن اور اپنے دین کا رہبر اور انبیاء و مرسلین کے بعد ان ہستیوں کو اپنی مخلوق پر حجت بناؤں گا۔

اتنا ارشاد فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! مبارک ہو اللہ نے تمہیں وہ شرف و بزرگی عطا فرمائی ہے جو اُس نے مالین میں سے کسی کو بھی نہیں عطا فرمائی اور میں اپنی خدیجہ کی شادی تم سے اسی بنا کر رہا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا عقد میری دختر فاطمہ سے پڑھا ہے۔

① = حضرت علی کی خواستگاری

امالی شیخ صدوق میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے یہ روایت مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا کہ، میرا جی تو چاہتا تھا کہ فاطمہ زہرا سے شادی ہو جائے لیکن جرأت اظہار نہ ہوتی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کروں۔ اور یہ بات میرے دل میں شب و روز اضطراب پیدا کیے ہوئے تھی کہ آنحضرت سے اس کا ذکر کون پھیرے، اور اسی اذہر طین میں (میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے ارشاد فرمایا اے علی!

میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔

آپ نے ارشاد فرمایا، اپنی شادی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

میں نے عرض کیا، اس کے متعلق خود اللہ کے رسول کو بہتر علم ہے۔ معاف بھی خیال

آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ میری شادی قریش کی کسی اور عورت سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں اور میں سے

فاطمہ زہرا سے محروم ہو جاؤں۔ عرض میں وہاں سے اُٹھ کر چلا آیا، تو فوراً ہی آنحضرت کا ایک فرستادہ

آیا اور بولا اچلو جلدی چلو، آنحضرت نے تم کو یاد فرمایا ہے آج آپ بہت زیادہ مسرور نظر آ رہے ہیں میں

کبھی آپ کو اس قدر مسرور و شادمان نہیں دیکھا۔

یہ سن کر میں تیزی کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچا، تو دیکھا کہ آپ حجرہ جناب اُم سلمہ

میں تشریف فرما ہیں اور خوشی کے باعث چہرہ پر نور پر مزید ضیاء باری ہو رہی ہے۔ مجھے دیکھ کر آپ

اس طرح مسکرائے کہ میں نے آپ کے دندان مبارک کو بجلی کی طرح چمکتے دیکھا۔

آپ نے فرمایا اے علی! لو مبارک ہو اللہ نے میری ساری فکر دور کر دی، مجھے تمہاری

شادی کی طرف سے کافی تردد تھا۔

میں نے عرض کیا، وہ کیسے؟ یا رسول اللہ!

آپ نے ارشاد فرمایا، میرے پاس جبیر بن امین جنت سے سنبل و قنفل (لونگ) لیکر

اس کے لیے جو اللہ کی مرضی ہے وہی میری بھی مرضی ہے۔ لہذا اب یہ تمہاری زوجہ ہے اور آج سے تم اس کے لیے مجھ سے زیادہ حق دار و مزا دار ہو۔ مجھ کو جبریل نے خبر دی ہے کہ جنت تم دونوں کی بہت ہی مشتاق ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوتا کہ تم دونوں کی نسل سے ایک ذریت طیبہ پیدا کرے جو اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت ہو، تو وہ جنت اور اہل جنت کی یہ تمنا پوری کر دیتا کہ تم ابھی سے ساکن جنت بن جاؤ۔ پس اے علی! تم میرے کتنے اچھے بھائی، کتنے اچھے داماد اور کتنے اچھے صحابی ہو۔ تمہارے لیے اس کے متعلق صرف اللہ کی رضا کافی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اب میری قدر و منزلت اتنی بڑھ گئی اور اللہ کی نظر میں اس حد تک میں صاحب قدر و منزلت ہو گیا ہوں کہ میرا ذکر جنت میں ہوتا ہے اور فرشتے و دیگر ساکنان جنت میرے مشتاق ہیں اور یہ کہ فرشتوں کی محفل میں میری ثناء کی ہے؟ آپ نے فرمایا: سنو! اللہ حجب اپنے کسی ولی کو نوازا جاتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی اتنی عزت بڑھ جاتی ہے کہ ایسی عزت کسی نے آنکھ سے دیکھی اور نہ کسی نے کان سے سنی ہے۔ اے علی! یہ عزت اور مرتبہ اللہ کی جانب سے تمہیں مبارک ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ لِعُمَّتِكَ النَّبِيِّ اَلْعُمَّتِ عَلِيٍّ (پروردگار! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں) آنحضرت نے یہ سن کر آجین کہا۔

- عیون الاخبار الرضا میں بھی حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کے حوالے سے یہی مرقوم ہے
- نیز عیون الاخبار الرضا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے بھی حضرت علی علیہ السلام کی یہی روایت ہے۔

• مندرجہ بالا کتاب میں ابن عباس سے یہ روایت بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ زہرا سے شادی کا پیغام دیا جاتا مگر آپ اس پر توجہ نہ دیتے بلکہ بے رنجی برتتے۔ جب سب لوگ مایوس ہو گئے تو سعد بن معاذ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے اور بولے بخدا میرا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کا رشتہ تمہاری وجہ سے روکے ہوئے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں یہ خیال کیوں ہے؟ بخدا ابھی تو میں بظاہر کوئی نمایاں شخصیت بھی نہیں ہوں، نہ میں کوئی دولت مند آدمی ہوں کہ جس کی وجہ سے وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت کو خود معلوم ہے کہ نہ میرے پاس کوئی درہم ہے نہ دینار۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مگر میں آنحضرت سے جا کر کیا کہوں؟ سعد نے کہا کہ تم جا کر یہ کہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے پاس فاطمہ بنت محمد کا پیغام دینے کے لیے آیا ہوں۔

نادی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خاموش خاموش آکر بیٹھ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اس نئے انداز سے آگے بڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے علی! کیا تم کسی ضرورت سے آئے ہو؟

آنہوں نے کہا: جی ہاں، میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی خدمت میں فاطمہ بنت محمد سے اپنی شادی کا پیغام دوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مرحبا (بہت خوب) حضرت علی علیہ السلام وہاں سے اٹھ کر سعد کے پاس آئے اور پورا قصہ بیان فرما دیا۔ سعد نے کہا: بس اب وہ تم ہی سے شادی کریں گے اس لیے کہ اس ذات کی قسم جس نے ان کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آج تک آنحضرت نے نہ وعدہ خلافی کی ہے اور نہ جھوٹ بولا ہے۔ خدا کے لیے کل تم پھر جاؤ اور عرض کرو کہ یا نبی اللہ! یہ امر کب ظہور میں آئے گا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مگر یہ کام تو پہلے سے ہی زیادہ دشوار ہے بھلا میں کس طرح کہوں کہ یا رسول اللہ! میری حاجت کا کیا ہوا؟

سعد نے کہا: نہیں جو میں نے بتایا ہے بس وہی جا کر کہو۔ دوسرے دن حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے یہ بات کب ظہور پذیر ہوگی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ آج شب میں۔ اس کے بعد آنحضرت نے بلالؓ کو بلایا اور فرمایا: بلال! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح

اپنے ابن عم سے پڑھ دیا ہے اور چاہتا ہوں کہ میری امت میں نکاح کے وقت کھانا کھلانے کی سنت قائم ہو جائے، لہذا پھیلوں کے گلے میں جا کر چارہ کی ایک بکری لے آؤ اور ایک بڑی لگن جیتا کرو۔ میں مہاجرین و انصار کو دعوت دوں گا۔ جب سالن وغیرہ تیار ہو جائے تو مجھے بتانا۔

حضرت بلالؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور جب سب کچھ تیار ہو گیا تو ایک لگن (بڑے پالے) میں لاکر آپ کے سامنے رکھ دیا۔

آنحضرت نے لگن کے سرے پر آنکلی لگائی پھر فرمایا: اب ایک ایک گروہ آئے اور کھانا کھا

یہ فرما کر آپ کے چہرہ مبارک پر مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا حال تو آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میرے پاس ایک گھوڑا ہے ایک خچر ہے، ایک تلوار ہے اور ایک زرمبہ۔

آنحضرت نے فرمایا: اچھا، تم اپنی زرہ فروخت کر دو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس سلمان فارسی آئے اور کہا:

چلیے، آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا: عی! مبارک ہو قبل اس کے کہ میں تمہارا عقد فاطمہ زہرا سے زمیں پر کرتا، اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمہارا

عقد فاطمہ زہرا سے کر دیا ہے۔ ابھی ابھی میرے پاس ایک فرشتے نے آکر مجھ سے کہا: محمد! آپ کو مبارک ہو، آپ کا خاندان آپس ہی ملا اور اس میں طہارت باقی رہی۔

میں نے اس فرشتے سے پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟

اس نے کہا: میرا نام نسطائیل ہے۔ میں قوائم عرش کے موکلوں میں سے ہوں۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بشارت کے پہنچانے کی درخواست کی تھی۔ جبریل اس میں بھی میرے پیچھے

آ رہے ہیں۔

مَرْحَبًا وَاهْلًا : ابو بربیرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

مَرْحَبًا وَاهْلًا (خوش آمدید تم واقعاً اس کے اہل ہو۔)

حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ اگر آنحضرت نے تم سے ان دونوں الفاظ میں سے

کوئی ایک لفظ بھی ارشاد فرمایا ہوتا یعنی صرف مَرْحَبًا فرمادیا ہوتا یا صرف اَهْلًا فرمایا ہوتا تو وہ ایک

ہی آپ کے لیے کافی تھا چہ جائیکہ آنحضرت نے آپ کو مَرْحَبًا وَاهْلًا دونوں الفاظ ارشاد فرما دیے۔

ابن بطلان اور ابن مؤذن اور سمعانی ان سب نے اپنی اپنی کتابوں میں ابن عباس

اور انس بن مالک کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے

کہ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔

آنحضرت نے دریافت فرمایا: عی! کیسے آنا ہوا؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: میں آپ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

آنحضرت نے ارشاد فرمایا: دیکھو! یہ جبریل امیں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے مجھے

خود ہی کہہ کر اللہ تعالیٰ نے تمہارا عقد فاطمہ سے کر دیا ہے اور اس پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ یسین کہ میری ہمت بندھی اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ کو تو خود میرے حالات کا علم ہے آپ

نے مجھ اپنے چچا ابوطالب اور اپنی چچی فاطمہ بنت اسد سے لیکر اپنی عاطفت میں میری پرورش

اس وقت سے فرمائی ہے جبکہ میں بچہ تھا، آپ جو کچھ کھاتے تھے اس میں سے مجھے بھی کھلاتے تھے

آپ نے مجھے آداب زندگی سکھائے اس لیے میرے نزدیک آپ کا حق از روئے مہر و محبت، احسان و

شفقت میرے باپ ابوطالب اور میری ماں فاطمہ بنت اسد سے بھی زیادہ ہے۔ علاوہ بری اللہ

نے آپ کی بدولت میری ہدایت فرمائی۔ لہذا دنیا و آخرت میں آپ ہی میرا سرمایہ و سہارا ہیں۔

اور اب میں چاہتا ہوں کہ جس طرح اللہ نے آپ کے ذریعے سے میرے بازو مضبوط کیے ہیں

اسی طرح میرا گھر بھی آباد ہو جائے۔ میری ایک زوجہ جو جس سے مجھے سکون میسر ہو۔ اسی لیے میں آپ

کی خدمت میں آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا کی خواستگاری کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یا رسول اللہ! کیا

آپ اس پر راضی ہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں؟

ابو ثمر محمد بن احمد ابن حادان صاری المعروف بہ دولابی نے اپنی کتاب الذریۃ الطاہرۃ

میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت

ابوبکر و عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی، تو

آپ نے انکار فرمادیا۔ پھر عمر نے مجھ سے کہا: عی! فاطمہ زہرا کے لیے میں تم ہی موزوں ہوں۔

میں نے کہا: مگر میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے علاوہ ایک زرہ کے جس کو میرے

رہن رکھ سکتا ہوں۔

الغرض جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا کا عقد کر دیا

اور اس کی خبر جناب فاطمہ زہرا کو ہوئی تو وہ رونے لگیں۔

جب آنحضرت نے سنا کہ فاطمہ زہرا روتی ہیں تو آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی

فاطمہ! تم کیوں روتی ہو؟ خدا کی قسم میں نے تمہارا عقد ایسے شخص سے کیا ہے جو تمام لوگوں سے

حکم میں افضل اور اسلام میں اول ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت سے جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی

تو عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن سبھی و سبھی

رشتہ منقطع ہو جائے گا سوائے آپ کے سبھی و سبھی رشتہ کے۔

آنحضرت نے فرمایا: سبھی رشتہ کا سبب اللہ نے ہی پیدا کیا ہے اور سبھی قرابت بھی

اللہ ہی نے دی ہے۔ (پھر آپ نے پوچھا) کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ شادی میں کیا خرچ کرو گے؟

اور شعبہ طوطی کو حکم دیا ہے کہ ان فرشتوں پر اس ترویج کی خوشی میں موتی دیا قوت لٹا دو۔ جب ان پر موتی اور یا قوت لٹائے گئے تو حور و دریں اور انھوں نے طباق بھر بھر کر موتی اور یا قوت لٹائے اور اس پر وہ قیامت تک آپس میں ایک دوسرے پر فخر و مباہلات کرتی رہیں گی اور یہ کہتی رہیں گی کہ یہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ خیر النساء کی شادی کا تحفہ ہے۔

ابن بطہ کی روایت میں ہے کہ اگر اس بچھاؤ میں ایک نے کسی دوسرے سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ بہتر پالیا ہے تو وہ قیامت تک اس پر فخر کرتا رہے گا۔

ابن مردویہ نے اپنے اسناد کے ساتھ علقہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ کا عقد حضرت فاطمہؑ زہراؑ سے ہوا تو جنت کے اٹار فرشتوں پر لٹائے گئے۔

② — حضرات شیخین اور شادی کا پیغام

ابن شاہین مروزی نے اپنی کتاب فضائل فاطمہؑ علیہا السلام میں اپنے اسناد کے ساتھ ابی بریدہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور بلاذری نے اپنی تاریخ میں اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ساتھ فاطمہؑ زہراؑ کی شادی کا پیغام دیا تو آپؐ نے فرمایا، میں اس امر میں اللہ کے حکم کا منتظر ہوں۔

اس کے بعد عمرؓ نے پیغام دیا تو آپؐ نے اُن کو بھی وہی جواب دیا۔

احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور کتاب الفضائل میں ابانہ بن بطلہ نے اپنی کتاب میں، خطیب نے اپنی تاریخ میں، ابن شاہین نے اپنی کتاب الفضائل میں، ابن عباسؓ کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؑ زہراؑ کا عفت حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے کر دیا تو آپؐ نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ فاطمہؑ کو تم اپنی طرف سے کچھ دو۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا، میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری زرہ خطیب کہاں ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے پاس تو زرہ خطیب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہی دے دو۔

صحاح میں اپنے اسناد کے ساتھ جناب امیر المومنین و ابن عباسؓ و ابن مسعود اور جابر بن عبد اللہ انصاری و انس بن مالک و زبیر بن عازب اور جناب ام سلمہؓ سے بالفاظ مختلف روایت

ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے یکے بعد دیگرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؑ مکسن ہے۔

ابن بطہ نے اپنی کتاب الابانہ میں تحریر کیا ہے کہ عبدالرحمنؓ نے بھی آپؐ سے جناب فاطمہؑ زہراؑ کی خواستگاری کی تھی مگر آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ عبدالرحمنؓ نے یہ بھی کہا کہ میں اتنا مہر دینے کو تیار ہوں۔ یہ سن کر آپؐ کو غصہ آگیا، اور ماتہ بڑھا کر کچھ سنگریزے اٹھالیے اور وہ آپؐ کے ہاتھ پر آکر تسبیح پڑھنے لگے، پھر آپؐ نے وہ سنگریزے عبدالرحمنؓ کے دامن میں ڈال دیے تو وہ موتی و مونچے بن گئے۔ اس طرح آپؐ نے اس کی پیشکش کا جواب دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء کے کام سے روایت کی ہے کہ جب فاطمہؑ زہراؑ سے رشتہ کے لیے حضرت ابوبکرؓ، جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! فاطمہؑ زہراؑ کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور منہ موڑ لیا۔ پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے بھی یہی گدلش کی۔ آپؐ نے اُن کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ تو یہ دونوں عبدالرحمنؓ بن عوفؓ کے پاس آئے اور کہا۔ تم قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو، کاش تم رسول اللہؐ کے پاس جا کر فاطمہؑ زہراؑ کا رشتہ مانگتے تو اس سے تمہارے مالی و دولت اور فضل و شرف میں اضافہ ہو جاتا۔

یہ سن کر عبدالرحمنؓ بن عوفؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنے متعلق رشتہ کی درخواست کی۔ لیکن آپؐ نے عبدالرحمنؓ بن عوفؓ کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ عبدالرحمنؓ یہ جواب سن کر ان دونوں کے پاس واپس آیا اور کہا، میرے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آیا، جو تم دونوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

پھر یہ دونوں حضرت جناب علیؑ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپؑ اس وقت نخلستان میں پانی دے رہے تھے۔ ان دونوں نے کہا، ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں حضرت رسول اللہؐ سے جو قربت حاصل ہے اور تم اسلام میں بھی سب سے مقدم ہو، اگر تم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر فاطمہؑ زہراؑ کا رشتہ مانگ لیتے تو تمہارے فضل و شرف میں اللہ تعالیٰ اور مجھ اضافہ فرما دیتا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، آپؑ دونوں نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے تو میں ابھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس پر میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:
 اے علی! کیا بات ہے، کیوں آئے ہو؟
 میں نے آپ سے اپنی قربت، اپنے تقدم فی الاسلام، اپنی نصرت اور اپنے جہاد کا ذکر کیا۔
 آپ نے فرمایا: اے علی! تم درست کہتے ہو، بلکہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے تم اس سے بھی بالاتر ہو۔

پھر میں نے فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی۔
 آپ نے فرمایا: اے علی! تم سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تھی مگر جب میں نے فاطمہ زہرا کے سامنے ان کا ذکر کیا تو اس کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے یہ فرما کر آپ اندر جانے لگے اور حضرت علی سے کہا کہ تم ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔
 پھر آپ حضرت فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ آپ کو دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ آپ کے دوش سے چادر سیکر رکھ دی، پائے مبارک سے نعلین اتاریں، وضو کے لیے پانی میکڑ میں، آپ کے پاؤں دھلائے پھر نہایت ادب سے بیٹھ گئیں۔

آنحضرت نے آواز دی: اے فاطمہ!
 انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! کیا حکم ہے؟
 آنحضرت نے فرمایا: علی ابن ابی طالب سے تم اچھی طرح واقف ہو کہ میری ان سے کیا قربت ہے۔ اور ان کا فضل و شرف اور ان کا اسلام وغیرہ تم سے پوشیدہ نہیں۔ اور میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ تمہاری شادی ایسے شخص سے کرادے جو اس کی نظر میں سب سے بہتر اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اب انھوں نے اگر مجھ سے تمہاری بات ڈالی خواستگاری کی ہے۔ بیٹی! بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟

جناب فاطمہ زہرا یہ سن کر خاموش رہیں، نہ اپنا منہ موڑا، نہ ان کے چہرے پر کراہت کے آثار نظر آئے تو آنحضرت یہ فرماتے ہوئے اٹھے کہ اللہ اکبر! اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔
 پھر جس پر ان میں نازل ہوئے اور عرض کی: اے محمد! آپ فاطمہ زہرا کی شادی علی ابن ابی طالب سے کر دیں، اسی لیے کہ اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا کو علی کے لیے اور علی کو فاطمہ کے لیے پسند فرماتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا عقد

آپ وہاں سے چلے آئے وضو کیا، غسل فرمایا، قطری چادر دوش پر ڈالی دو رکعت نماز پڑھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:
 یا رسول اللہ! میں فاطمہ زہرا کی خواستگاری کے لیے حاضر ہوا ہوں۔
 آنحضرت نے ارشاد فرمایا: اگر میں فاطمہ زہرا کی شادی تم سے کر دوں تو تم اس کے مہر میں کیا دے سکتے ہو؟
 حضرت علی نے عرض کیا: میں مہر میں اپنی تلوار اپنا گھوڑا، اپنی زرہ اور آبپاشی کا اونٹ سب دے دوں گا۔

آنحضرت نے فرمایا: خیر تمہارے آبپاشی کا اونٹ، گھوڑا اور تلوار یہ سب تمہارے لیے ضروری ہیں تم ان سے مشرکین سے جہاد کرتے ہو، البتہ زرہ کو مہر میں دے سکتے ہو۔ (اس کو انھوں نے جہاں ضرورت نہیں ہے)

③ — حضرات شیخین کی مایوسی

کتاب مناقب میں جناب ام سلمہ و سلمہ فارسی اور حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ جب دختر رسول حضرت فاطمہ زہرا سلمہ علیہا السلام بلوغ کو پہنچیں تو قریش کے بڑے بڑے صاحبان فضل و شرف اہل ثرون و دولت آنحضرت کی خدمت میں جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کیلئے آتے۔ مگر آپ ان سب کی طرف سے اس طرح منہ موڑ لیتے کہ اکثر لوگوں کو یہ گمان ہوتا کہ آنحضرت ان سے ناراض ہو گئے یا شاید آپ پر اس کے متعلق آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ ان پیغام دینے والوں میں حضرت ابو بکر بھی تھے۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ فاطمہ کی شادی کا اختیار فاطمہ کے پروردگار کو ہے۔ ان کے بعد حضرت عمر نے پیغام دیا آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابو بکر کو دے چکے تھے۔

④ — رشتے کی منظوری

امالی شیخ مفید علیہ الرحمہ میں صحابہ بن مزاحم سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس حضرت ابو بکر و عمر آئے اور انھوں نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ تم بھی جناب رسول اللہ کے پاس جا کر فاطمہ زہرا کے لیے پیغام دے کر دیکھ لیتے۔

مجھ سے کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور کہا، بسم اللہ! اٹھو اور کہو علیٰ برکتہ اللہ و ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو کھلت علی اللہ۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے فاطمہ زہرا کے پاس لاکر بٹھادیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، پروردگار! یہ دونوں تیری مخلوق میں مجھے سب سے محبوب ہیں۔ تو بھی ان سے محبت کر، ان کی نسل و ذریت میں برکت عطا فرما، ان دونوں کی حفاظت فرما۔ میں ان دونوں اور ان کی ذریت کے لیے شیطانِ رحیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
(امالیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ)

⑤ = اگر علی نہ ہوتے ...!

عیون الاخبار الرضا میں ہے کہ حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام نے اپنے آباؤں کے نام سے روایت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے علی! قریش کے متعدد افراد فاطمہ زہرا کے رشتہ کے سلسلے میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی فاطمہ زہرا کے لیے آپ کو پیغام بھیجا تھا اور علی بھی آپ کو پیغام دیا، لیکن آپ نے ہمیں تو انکار کر دیا اور علی سے بلا تکلف عقد کر دیا۔ میں نے انھیں جواب دیا کہ بخدا نہ میں نے تم لوگوں کے لیے انکار کیا اور علی نے فاطمہ زہرا کا عقد کیا ہے، بلکہ یقین کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو منع کیا تھا اور علی سے عقد کیا تھا۔ اس کے بعد جبریل امین نازل ہوئے، انھوں نے کہا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں علی کو پیدا نہ کرتا تو یقیناً تمھاری بیٹی فاطمہ زہرا کا کوئی کفو و ہمسر روئے زمین پر نہ ملتا، خواہ آدم ہوں یا ان کی ذریت میں سے کوئی اور۔
• ہرانی نے بھی علی بن معبد سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔
(عیون اخبار الرضا)

• یونس بن قلیان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو نہ پیدا کیا تو فاطمہ زہرا کا کوئی کفو و ہمسر روئے زمین پر نہ ملتا۔
(امالیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ)

⑥ = شادی کیلئے حکم خدا

قیسی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

نے ہیں فاطمہ زہرا کی شادی علی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔
(عیون اخبار الرضا)

• تین اسناد کے ساتھ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آباؤں کے نام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہلے اور یہ فرمایا ہے کہ میں نے فاطمہ کی شادی (تزوج) علی کے ساتھ کر دی ہے۔ لہذا تم بھی ان کے ساتھ (علی کے ساتھ) فاطمہ کی تزویج کر دو۔ اور میں نے شجرۃ طویٰ کو حکم دیدیا ہے کہ ان پر تصدق کے لیے پھل پیدا کرنے کی جگہ مونی، یا قوت اور مرجان پیدا کرے۔ آسمان والے اس شادی سے سچے خوش ہیں۔
نیز فاطمہ زہرا کے بطن سے دو ایسے فرزند پیدا ہوں گے جو جو انان اہل جنت کے سردار ہوں گے ان کی وجہ سے جنت میں رونق آجائے گی۔
اے محمد! تمہیں مبارک ہو، تم اولین و آخرین میں سب سے بہتر و افضل ہو۔

④ = فضائل علی بزبان محمد

تفسیر علی بن ابراہیم قتی میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سے شادی کا پیغام جس کسی کی طرف سے بھی آتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے رخی بحثے تھے یہاں تک کہ سب لوگ مایوس ہو کر بیٹھ رہے۔ مگر جب آپ نے خود ارادہ کیا کہ فاطمہ کی تزویج علی سے کریں تو آپ نے تنہائی میں خاموشی کے ساتھ اس سلسلے میں جناب فاطمہ زہرا سے بات کی۔ جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کی رائے سب سے ادنیٰ ہے لیکن قریش کی عورتیں تو ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان کا پیٹ نکلا ہوا ہے، ہاتھ لمبے ہیں، ان کے جوڑوں کی ہڈیاں بہت چوڑی ہیں، سر کے اگلے حصے کے بال بھی نہیں ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں، شہریوں اور درندوں جیسے ہاتھ پاؤں ہیں، ہر وقت ہنستے رہتے ہیں۔ پھر ان کے پاس نہ مال ہے نہ دولت و حشمت، بالکل مفلس اور فقیر ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بیٹی کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا پر سپہی نظر انتخاب ڈالی تو سارے عالمین کے عرووں میں مجھے منتخب فرمایا، پھر دوسری نظر انتخاب ڈالی تو عالمین کے عرووں میں علی کا انتخاب فرمایا، پھر جب تیسری نظر انتخاب ڈالی تو عالمین کی عورتوں میں تمہیں منتخب فرمایا۔
• فاطمہ! سنو! جب شہب مہراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے صفحہ

جہاں اللہ تم دونوں میں اتفاق رکھے، تمہاری نسل میں برکت عطا فرمائے، تمہارے حالات کو درست فرمائے، پھر آپ اُٹھے اور دروازہ بند کر دیا۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ اسامہ بنت عیس نے مجھے بتایا کہ میں آنحضرتؐ کو دیکھتی رہی آپ مسلسل ان دونوں کے لیے دعا فرماتے رہے آپ نے اس دعا میں کسی اور کو شریک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ (کشف الغمہ و مناقب) روایت ہے۔ ایک دن آنحضرتؐ اپنی زوجہ ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں دق الباب ہوا۔

ام سلمہ نے پوچھا کون ہے؟ آنحضرتؐ فرمایا اے ام سلمہ! اٹھ کر جاؤ اور دروازہ کھول دو اور اسے اندر بلاؤ یہ وہ شخص ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ لہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ ایسا کون شخص ہے کہ جس کی آپ اتنی تعریف فرما رہے ہیں، ابھی تو آپ نے اُس کو دیکھا بھی نہیں کہ وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا اے ام سلمہ! ایسی بات نہ کہو، مجھے معلوم ہے یہ وہ شخص ہے جو نہ بزدل ہے اور نہ غصہ ور۔ یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم ہے اور مجھے وہ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ یسین کر میں دروازہ کیطرت اس قدر تیزی سے دوڑی کہ میرا پر چادر میں الجھ گیا اور میں گرتے گرتے کا گئی۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ علی ابن ابی طالب کھڑے ہیں اور جب دروازہ اُس وقت تک گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے جب تک انھیں میرے حجرے میں داخل ہونے کا یقین نہیں ہو گیا۔ پھر وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا۔

آنحضرتؐ نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے علی! بیٹھ جاؤ۔ آپ آنحضرتؐ کے سامنے بیٹھ گئے مگر حجاب کی وجہ سے آپ کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی حاجت لب کر آئے ہیں جس کے اظہار کرنے سے جیالامع ہے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؑ کے دل کی پوشیدہ بات کا علم تھا۔

آپؐ نے فرمایا اے علی! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کوئی حاجت پیش کرنا چاہتے ہو۔ لہذا جو کچھ تمہارے دل میں ہے، بیان کر دو اور یہ بھی یقین کر لو کہ تمہاری ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے نزدیک پہنچے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ آتا گیا اور کھانے سے سیر ہو گیا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آنحضرتؐ نے باقی کھانے پر پھر کچھ پڑھ کر دم کیا، اس میں مزید برکت ہو گئی اور بلالؓ سے فرمایا اے بلال! اسے اُٹھاتے المومنین کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ وہ خود بھی کھائیں اور دوسری عورتوں کو بھی کھلائیں۔

جب باہر اور اندر سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو آنحضرتؐ اندر تشریف لائے عورتیں آپؐ کو دیکھ کر ایک طرف چلی گئیں مگر اسامہ بنت عیس وہیں رہ گئیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، تم کون ہو اور یہاں کیوں ہو؟ اسامہ نے جواب دیا، میں آپؐ کی بیٹی کی دیکھ بھال کے لیے ہوں۔ شادی کی پہلی شب کسی عورت کو دلہن کے پاس رہنا چاہیے تاکہ اگر دلہن کو کسی بات کی ضرورت ہو تو وہ اس سے کہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطانِ رحیم سے تیری حفاظت کرے۔ (تیرے چاروں اطراف سے حفاظت کرے۔)

پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ زہرا کو آواز دی۔ جب وہ آئیں تو انھوں نے دیکھا کہ حضرت علیؑ علیہ السلام آنحضرتؐ کے پہلو میں تشریف فرما ہیں تو آپ کے قدم حجاب کے باعث رک گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی کیوں روتی ہو؟ میں نے تو اپنے خاندان میں سب سے بہتر شخص کو تمہارے لیے منتخب کیا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ایسے شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے جو دنیا میں تمام لوگوں کا سردار ہے اور آخرت میں اس کا شمار گروہ صالحین میں ہوگا۔

اس کے بعد آپؐ نے اسامہ سے فرمایا، ایک طشت اور پانی لاؤ۔ جب طشت اور پانی لایا گیا تو آپؐ نے ایک گھوٹ پانی اپنے منہ میں لیکر طشت میں ڈال دیا، پھر اس میں اپنے دونوں پاؤں دھوئے اپنا رخ اور دھویا، پھر حجاب فاطمہؓ زہرا کے سر پر ایک چٹو پانی چھڑکا اور پھر سارے جسم پر پانی چھڑکا اور دعا فرمائی: پروردگار! یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، میرے مالک! جس طرح تو نے مجھے جس سے دور رکھا اور ہر طرح سے پاک و پاکیزہ قرار دیا اسی طرح اسے بھی ہر جس سے دور رکھو اور پاک و پاکیزہ قرار دیجیو۔

اس کے بعد آپؐ نے ایک دوسرا طشت منگوایا اور حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور ان پر اسی طرح پانی چھڑکا جس طرح حجاب فاطمہؓ زہرا پر چھڑکا تھا اور ان کے لیے بھی وہی دعا فرمائی جو حجاب فاطمہؓ زہرا کے لیے کی تھی۔ پھر فرمایا، اچھا اب تم دونوں اٹھو اور اپنے گھر میں جاؤ۔

• مناقب ابن شہر آشوب میں بھی علی بن جعفر سے یہی روایت مرقوم ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تحریر ہے کہ ایک روایت میں بائیس ہزار کے بدلے چوبیس ہزار ہے۔

• جابر بن عبد اللہ انصاری نے بھی محمود نامی فرشتے کی روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ اس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبانیں تھیں اور اس کا نام اصل میں مرصائل تھا۔

• ابو بکر مردویہ کے فضائل امیر المؤمنین میں انس بن مالک سے اور کتاب الوالقاسم سیمان طبری میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ زہرا کا عقد علیؑ سے کر دوں۔

• کشف الغت میں حضرت امام حسین ابن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے حجرے میں تشریف فرما تھے کہ ایک فرشتہ نازل ہوا جس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبانیں تھیں اور وہ ہر زبان سے اللہ کی تسبیح و تہلیل الگ الگ لغتوں میں کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلیاں سات آسمانوں اور زمینوں سے بھی چوڑی تھیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبریل! اس شکل میں تو تم بھی میرے پاس نہیں آئے آج کیا بات ہے؟

اُس فرشتے نے کہا، یا حضرت! میں جبریل نہیں ہوں، میرا نام مرصائل ہے مجھے اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ آپ نور کا نکاح نور سے کر دیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کس کا نکاح کس سے؟

اُس نے کہا، آپ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا کا نکاح علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے۔

آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دیا اور حضرت جبریل اور میکائیل و مرصائل کو اس نکاح کا گواہ بنایا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے مرصائل کے دونوں شانوں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب عظیم الحجۃ تحریر ہے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کہ مرصائل تمہارے شانوں پر یہ کب سے لکھا ہوا ہے؟

مرصائل نے جواب دیا کہ اس دنیا کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے یہ تحریر ہوئی تھی۔

کے ہیں کہ ان سے وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ ان ہی کے ذریعے اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔ ان ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتوحات دے گا، ان ہی ہاتھوں سے وہ مشرکین سے تنزیل قرآن پر جنگ کریں گے اور تاویل قرآن پر منافقین، مارقین، ناکثین اور فاسقین سے جہاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صلب سے سردارانِ جوانانِ اہل جنت کو پیدا کرے گا اور ان دونوں سے اپنے عرش کو زینت بخشنے گا۔

اے فاطمہؑ! اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اُس کے صلب سے قرار دی ہے اور میری ذریت علیؑ کے صلب سے قرار دی ہے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میری ذریت نہ ہوتی۔

یہ سب کچھ منقبت علیؑ سن کر حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! تو زمین پر میں کسی کو بھی علیؑ پر ترجیح نہیں دیتی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہرا کا عقد علیؑ سے کر دیا۔ اسی حدیث کی بناء پر ابن عباسؓ کہاتے تھے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

(تفسیر علی بن ابراہیم قمی)

⑧ = حدیث محمود

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر طالع السلام کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپؑ نے فرمایا: جناب رسول مقبول! تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کے پاس ایک فرشتہ وارد ہوا جس کے چوبیس سر تھے۔

آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا اے میرے دوست جبریل! میں نے تو کبھی تم کو اس شکل میں نہیں دیکھا۔

وہ فرشتہ بولا، یا رسول اللہ! میں جبریل نہیں ہوں۔ میرا نام محمود ہے مجھے اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں نور کا نکاح نور سے پڑھ دوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کس کا نکاح کس سے؟

اُس نے کہا، فاطمہؑ زہرا کا نکاح علیؑ سے۔

الغرض جب وہ فرشتہ واپس جانے لگا تو میں نے دیکھا کہ اس کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان تحریر تھا: محمد رسول اللہ علی وصیہ (محمد اللہ کے رسول اور علی ان کے وصی ہیں)۔

آنحضرتؐ نے اس فرشتے سے پوچھا تیری پشت پر یہ کلمہ کب سے تحریر ہے؟

اُس نے جواب دیا، آدم کی پیدائش سے بائیس ہزار سال قبل سے تحریر ہے۔

دیکھ کر پوچھا، بیٹی! یہ تمہارا چہرہ زرد اور آنکھوں میں حلقہ کیوں پڑے ہوئے ہیں؟
آپ نے عرض کیا، بابا، تین دن سے میں کوئی غذا میسر نہیں ہوئی ہے حسن و حسین
بھی بھوکے سو رہے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو جگایا، ایک کے
دائیں زانو پر بٹھایا، دوسرے کو بائیں زانو پر اور جناب فاطمہؓ زہرا کو سامنے بٹھایا، اتنے میں حضرت
علی علیہ السلام بھی آگئے۔ آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر سنان کی طرف نگاہ اٹھائی اور
عرض کیا: اللہی وسیدی ومولای ہولاء اہلیتہی اللہم اذهب عنہم
الرجس وطہرہم تطہیرا (میرے اللہ! میرے مالک! میرے مولا! یہی ہیں
میرے اہل بیت، تو ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا جو حق ہے
پاکیزگی و طہارت کا۔)

راوی کہتا ہے کہ پھر فاطمہؓ زہرا انھیں اور اپنے حجرۂ عبادت میں تشریف لے
گئیں، دو رکعت نماز بجالائیں، پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے عرض پرداز ہوئیں
اے میرے اللہ! اے میرے مالک! یہ تیرے نبی محمد مصطفیٰ ہیں، یہ تیرے نبی
کے ابن عم علی ہیں اور یہ تیرے نبی کے نواسے حسن و حسین ہیں ہمارے لیے آسمان سے اسی طرح
خوان طعام نازل فرما جس طرح تو نے بنی اسرائیل کے لیے نازل فرمایا تھا۔ انھوں نے تو اسے کھا کر
بھی کفرانِ نعمت کیا اور ہم تو تیرے شکر گزار بندے ہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جناب فاطمہؓ زہرا کی دعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ
آپ کے پیچھے ایک خوان طعام خود بخود آجود ہوا جس سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔
جناب فاطمہؓ زہرا وہ خوان لے ہوئے اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ اور حضرات حسن و حسین کے سامنے پیش کیا۔
حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا اے بنت رسول اللہ! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے
حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا اے علی! کھانا شروع کرو، سوال نہ کرو، شکر ہے
اُس خدا کا جس نے میری بیٹی کو وہ رتبہ عطا فرمایا جو مریم بنت عمران کو عطا فرمایا تھا۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (جو سورہ آل عمران کی آیت نبرہ ہے)
”لَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَائِطِهَا
قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا أَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ
مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ“ (جب مجھ زکریا اُس کے (مریم کے) محراب (محراب) میں

میں داخل ہوئے تھے تو اُن کے پاس رزق پاتے تھے تو پوچھتے تھے اے مریم! تمہارے پاس
یہ رزق کہاں سے آیا ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ بیشک اللہ جس کو چاہتا
ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔)

چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، جناب فاطمہؓ زہراؓ
اور حضرات حسن و حسین نے اس طعام کو تناول فرمایا۔

ادھر وہ اعرابی کھانا کھانے کے بعد اونٹ پر بیٹھا اور اپنے قبیلہ بنی سلیم میں واپس
پہنچا اور اہل قبیلہ کو پکار کر کہا: قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلَحُوا۔ تم لوگ لا الہ الا اللہ
کہو تاکہ فلاح پاسکو۔

یہ سنتے ہی اہل قبیلہ نے تلواریں نیا م سے نکال لیں اور بولے، محمدؐ، جو ایک ساحر
اور کذاب ہے، کیا اُس کے دین کی طرف تو بھی مائل ہو گیا ہے؟

اُس نے کہا، محمدؐ کو برا نہ کہو! اے بنو سلیم! محمدؐ کا اللہ تو بہترین اللہ ہے اور محمدؐ
بہترین نبی ہیں۔ میں اُن کے پاس بھوکا پہنچا تھا، انھوں نے کھانا کھلایا، میرے پاس لباس نہ تھا
مجھے کپڑا پہنایا، میں سپید تھا، مجھے سواری دی، زادِ راہ دیا۔

اس کے بعد اُس نے اپنا سارا قصہ اور سوسمار کی شہادت اور اشعار پڑھنے کا نام
واقعہ بیان کیا۔ پھر اُن سے کہا: اسلام لے آؤ تاکہ جہنم سے سلامت رہو۔

نتیجہ میں اُس روز بنو سلیم کے چار ہزار مرد اسلام لائے اور یہ وہی سبز جھنڈے
والے اصحاب ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہتے تھے۔

(تفسیر تعلیمی، اربعین ابن مؤذن، کتاب مناقب ابی الفرج)



⑨== بھائی بھی اور داماد بھی

(۱) چنانچہ ابن اور زکریا

عبداللہ علوی نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے جیسے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے اور اُم ایمن سے دریافت فرمایا:

اے ام ایمن! میرا بھائی کہاں ہے؟
 ام ایمن نے عرض کیا: آپ کا بھائی کون؟
 آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ۔

اُمّ امین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے تو ان سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی ہے اس کے بعد بھی وہ آپ کے بھائی ہی رہ گئے۔
 آنحضرتؐ نے فرمایا، ہاں، اے اُمّ امین! خدا کی قسم، میں نے ان ہی کو دنیا و آخرت میں صاحبِ وجاحت اور شریف ترین پایا، ان ہی کو فاطمہؑ کا کفر پایا، اس لیے ان ہی سے شادی کر دی۔
 (امالی شیخ مفید)

⑩ = نَسَبًا وَصِفَةً اِذْكَ تَفْسِير

١٠) نسباً و صحیحاً سیر

تفسیر قرآن میں آیت وَهُوَ الَّذِي

خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا (سورہ فرقان آیت ۵۴)

اور وہ وحی ذات ہے جس نے پیدا کیا بشر کو پانی سے اور پھر اس کو خاندان اور سرسری والی بنا یا۔ کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لطفہ نورانی پیدا کیا جو خزانہ غیب میں پوشیدہ تھا، پھر اس کو صلب آدم میں ودیعت فرمایا اور وہ صلب آدم سے منتقل ہو کر صلب شیث میں آیا، پھر صلب افوٹس میں آیا، پھر صلب قینان میں آیا اور اس طرح وہ نسلانجہ نسل پاک اصلاط و ارحام سے گذر تا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صلب عبد المطلب میں ودیعت فرمایا، پھر اس کے دو حصے کے ایک حصہ صلب عبد اللہ میں اور دوسرے حصہ صلب ابوطالب میں منتقل ہو کر حضرت عبد اللہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت ابوطالب سے حضرت علی علیہ السلام تولد ہوئے اور آیہ مذکورہ کا یہی مطلب ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس سے نسب اور سبب یعنی مصر (وامادی) کو قرار دیا۔

⑪ — تاریخ عقد

① کتاب مصباح میں ہے کہ حکیم ذی الحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کا عقد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کیا۔ اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ چھوٹی الحجۃ تھی۔

● (۲) حضرت امام جعفر صادق (ع) ابن محمد باقر (ع) علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کا عقد ماہ رمضان ۳۲ھ میں ہوا۔ اور رخصتی اسی سال ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔
● (۳) کتاب اقبال الاعمال میں شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب حدائق الربایض کے حوالے سے تحریر ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ۲۱ محرم ۳۲ھ میں پنجشنبہ نے پدربزرگوار کے گھر سے رخصت ہو کر حضرت علی (ع) ابن ابی طالب علیہ السلام کے گھر تشریف لائیں۔ لہذا اس تاریخ کو شکرانہ کا روزہ مستحب ہے۔ اس لیے کہ اس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت اور اپنی صفوت کو ایک جا جمع کر دیا۔

۴۷۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگِ بدر سے واپس ہونے کے بعد ماہِ شوال کے چند دن گزرے تھے کہ فاطمہ کی رخصتی ہوئی۔

۴۸۔ دوسری روایت میں ہے کہ پچھڑی الحج بروزِ شنبہ فاطمہ کی رخصتی ہوئی۔ (املا)

(۱۲) = عقدِ فاطمہ زہراؑ آسمانوں میں

امامی شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور علیؑ کے درمیان اخوت قرار دی۔ اُن سے میری بیٹی کا عقد سات آسمانوں کے اوپر پڑھا اور اپنے ملائکہ مقربین کو اس عقد کا شاہد بنایا۔ پھر اُن کو میرا وہی اور جانشین قرار دیا۔ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ اُن کا دوست میرا دوست ہے ان کا دشمن میرا دشمن ہے اور ملائکہ بھی ان ہی کی محبت کے ذریعے سے اللہ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے ہیں۔

۱۳۔ خستہ کی شان

تاریخ بغدادی یا ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے بدرگامی قدر کے گھر سے رخصت ہو کر حضرت علی علیہ السلام کے گھر چلیں تو آپ کی سواری کے آگے آئے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ داسنی جانب جبریل امین، بایں جانب میکائیل اور پیچھے پیچھے ستر ہزار فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہوئے چلے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔

۱۷ = آسمانی حلے اور جواہر کی بوجھار

امامی شیخ صدوق میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آباؤ کے کام سے روایت کی ہے۔ حضرت علی امیر المؤمنین نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ اُمّ ایمن حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے دوپٹے کے آئینوں میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی۔

آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اُمّ ایمن نے عرض کیا، فلاں لڑکی کی شادی میں گئی تھی، وہاں جو کچھ اس شادی میں تصدق ہوا تھا اس میں سے میں کچھ اپنے دوپٹے کے آئینوں میں باندھ لیا ہے۔ یہ کہہ کر اُمّ ایمن رونے لگیں اور کہا، یا رسول اللہ! اگر آپ نے فاطمہ کی شادی میں کچھ تصدق نہیں کیا۔

آنحضرت نے فرمایا، اے اُمّ ایمن! غلط کیوں کہتی ہو سنیو! جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کی تزویج علی سے کی تو جنت کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ زیورات، حلے، یا قوت، موتی اور زمرہ وغیرہ ساکنین جنت پر تصدق کریں۔

چنانچہ اہل جنت نے اس تصدق کو بے اندازہ اکٹھا کر لیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے شجرۂ طوبیٰ کو فاطمہ زہرا کے مہر میں قرار دیا۔ اور اس درخت کو علی کے گھر میں قرار دیا ہے۔

۱۵ = سدرۃ المنتہی پر عقد اور رخصتی کی شان

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی سے کر دی تو خاندان قریش کے چند لوگ آپ کے پاس آئے اور بولے: آپ نے اپنی بیٹی کی تزویج بہت معمولی اور حقیر مہر پر کر دی۔ آنحضرت نے فرمایا: میں نے فاطمہ کی تزویج علی سے نہیں کی بلکہ جنت میں شجرۂ طوبیٰ

سدرۃ المنتہی پر پہنچا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا عقد علی سے کر دیا، پھر رخصت ہو کر کوئٹہ لے گئے۔ وحی حکم دیا کہ جو کچھ تیری شاخوں پر ہے وہ سب اس تزویج کی خوشی میں تصدق کر دے۔ چنانچہ اس نے موتی، جواہرات اور مرجان سب تصدق کر دیے۔ جن کو لوٹنے کے لیے حور و غلمان دوڑے اور انھوں نے سب لوٹ لیا وہ اُن صدقے کو پا کر خسر یہ کہنے کہ یہ فاطمہ بنت محمد کی تزویج کا صدقہ ہے جو میں بھی مل گیا۔

۱۶ = رخصتی کا اہتمام

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ عقد کے ایک ماہ بعد تک فاطمہ کی رخصتی کے متعلق میں نے آنحضرت سے کوئی بات نہ کی۔ مسجد میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنے گھر چلا آتا تھا۔ لیکن ازواج نبی نے مجھ سے کہا کہ تم جابِ سولۃ سے فاطمہ کی رخصتی کے لیے درخواست کیوں نہیں کرتے؟

میں نے عرض کیا کہ بہتر تو یہی ہے کہ آپ حضرات خود ہی تذکرہ کریں۔ چنانچہ وہ حضرت علی کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں پہنچیں اور اُمّ ایمن نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آج خدیجہ زندہ ہوتیں تو فاطمہ کی شادی سے کس وجہ خوش ہوتیں اب علی رخصتی کی خواہش رکھتے ہیں لہذا اپنی بیٹی کو علی کے گھر رخصت فرما دیجیے تاکہ ہمیں بھی خوشی منانے کا موقع ملے۔

آنحضرت نے فرمایا، پھر خود علی مجھ سے کیوں نہیں کہتے۔ حضرت علی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے حیا مانع تھی۔ آنحضرت ازواج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، یہاں پر اس وقت کون کون موجود ہے؟ حضرت اُمّ سلمہ نے عرض کیا، کہ ہم سب فلاں فلاں موجود ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، اچھا میری بیٹی اور میرے پسر عم کے لیے ایک کمرہ آراستہ کرو۔ حضرت اُمّ سلمہ نے عرض کیا، کون سا کمرہ آراستہ کروں۔ آنحضرت نے فرمایا، تم اپنا ہی کمرہ آراستہ کر دو۔

پھر دیگر ازواج کو حکم دیا کہ جملہ عروسی کے آراستہ کرنے میں اُمّ سلمہ کا ہاتھ بٹائیں۔ حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ خوشبو؟ انھوں نے کہا، جی ہاں! ا

میں نے ایک شیشی لا کر دی جس میں عطر تھا۔ جب میں نے اس میں سے عطر دیا تو اس میں

①۸ = رخصتی اور دعوتِ ولیمہ کا اہتمام

ابوبکر بن مردویہ نے ایک حدیث میں بیان کیا ہے کہ نکاح کے بعد حضرت علی علیہ السلام اُتیس راتوں تک حضرت فاطمہؓ زہراؓ کی رخصتی کا انتظار فرماتے رہے۔ پھر ایک روز حضرت عقیل و حضرت جعفر طیار نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو کہ فاطمہؓ زہراؓ کو رخصت فرمادیں۔

جب یہ بات جناب ام امین نے سنی تو انھوں نے کہا کہ یہ کام عورتوں کے کرنے کا ہوتا ہے۔ لہذا جناب ام سلمہؓ نے حضرت علی علیہ السلام کا یہ پیغام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔

یہ سن کر آنحضرتؐ خوشی ہوئے، حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا، میں تیار ہوں۔ اصحاب کرام نے جب سنا تو وہ ہریے اور تحفے لیس کر آئے۔

آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ گھوڑوں پیس کر روٹیاں تیار کی جائیں اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم گائے اور بکری ذبح کرو۔ پھر آنحضرتؐ گوشت بنانے میں ان کی مدد فرماتے رہے۔ الغرض جب کھانا تیار ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اعلان کر دو کہ رسول اللہ کے گھر دعوتِ ولیمہ ہے آپ سب لوگ اسے قبول کریں۔ اور یہ اعلان بالکل ایسا ہی تھا جیسے اللہ نے اپنے گھر لوگوں کو آنے کی دعوت دی ہے اور یہ فرمایا ہے: **وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ** (صحابہ کرامؓ)

آنحضرتؐ کے اس اعلان کو سن کر لوگ اپنے باغات اور اپنے کھیتوں تک سے آنے شروع ہو گئے۔ مسجد میں فرش بچھا دیا گیا، مہینہ کے مرد و عورتیں سب مل کر چار ہزار سے زائد آدمی جمع ہو گئے۔ دسترخوان پر جس نے جو مانگا وہی اس کو دیا گیا۔ پھر بھی کھانے میں کسی چیز کی کمی واقع نہ ہوئی، پھر لوگ دوسرے دن بھی آئے اور کھانا کھایا، تیسرے دن بھی لوگوں نے خوب شکم ہو کر کھانا کھایا۔ یعنی تین شب دروز برابر دعوتِ ولیمہ کا سلسلہ جاری رہا (پھر بھی کھانا ختم نہ ہوا) تب آنحضرتؐ نے قاب بھر بھر کر اپنی ازواج میں بھی تقسیم فرمایا۔ ایک قاب بھر کر ایک طرف رکھ دیا۔ فرمایا کہ یہ فاطمہؓ اور ان کے شوہر کے لیے ہے۔

پھر جناب فاطمہؓ زہراؓ کو بلایا، ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا: **اے علیؓ! یہ رسول اللہ کی بیٹی تھیں مبارک ہو۔** دیکھو! یہ فاطمہؓ تھیں کتنی اچھی زوجہ ہے۔

ہتھیلی پر انڈیل کر سونگھا تو میرا دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ اس جیسی خوشبو تو میں نے اپنی عمر میں کبھی سونگھی ہی نہ تھی۔ میں نے پوچھا، یہ کون سی خوشبو ہے؟

فاطمہؓ نے کہا، جب وحیِ کلبی (جبریل) میرے بابا کے پاس آیا کرتے تھے تو بابا فرمایا کرتے کہ بیٹی! اپنے چچا کے لیے مسند بچھا دو۔

میں ان کے لیے مسند بچھا دیا کرتی۔ جب وہ بیٹھے لگتے تو ان کے لباس سے کوئی چیز مسند پر گرتی تو بابا فرماتے تھے کہ بیٹی اس کو اٹھا کر رکھ لو۔

حضرت علیؓ پوچھا کرتے تھے یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ آپؐ فرمایا کرتے، یہ جنت کا عنبر ہے جو جبریل کے پردوں سے جھڑتا ہے۔

①۹ = رخصتی

پھر جب رخصتی اور زفاف کی شب آئی تو آنحضرتؐ نے اپنا شہباز نامی خمر منگوا دیا، اس کی پشت پر چادر ڈالی اور فاطمہؓ زہراؓ سے فرمایا، بیٹی اس پر سوار ہو جاؤ۔ پھر سلمان کو حکم دیا کہ اس کی لجام تم تمام کر کے چلو۔ آنحضرتؐ خمر کے پیچھے پیچھے تھے اور اچھی راستے ہی میں تھے کہ کچھ قدموں کی چاب محسوس ہوئی، ناگاہ دیکھا کہ جبریل ایں کی معیت میں ستریز اور فرشتے اور اتنے ہی میکائیل لیکر پہنچ گئے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، تم اس وقت زمین پر کیوں نازل ہوئے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم فاطمہؓ زہراؓ کی رخصتی میں شرکت کے لیے آئے ہیں اور انھیں علیؓ ابن ابی طالبؓ کے گھر تک پہنچائیں گے۔

پھر ایک طرف جبریلؑ نے تکبیر کی اور دوسری جانب میکائیلؑ نے تکبیر کی اور ان کے ساتھ تمام ملائکہ نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ اکبر کہا اسی شہباز شاہدوں میں تکبیر کہنے کی سنت جاری ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ زہراؓ حضرت علیؓ کے گھر رخصت ہونے لگیں تو ستریز اور فرشتوں کو لیکر حضرت جبریلؑ و حضرت میکائیلؑ و حضرت اسرافیلؑ نازل ہوئے۔ آنحضرتؐ کا خمر دل دل نامی لایا گیا، اس پر جناب فاطمہؓ زہراؓ کو بٹھایا گیا۔ جبریلؑ امیں نے لجام پکڑی اسرافیلؑ نے رکاب تھامی اور میکائیلؑ پیچھے پیچھے ہو لیے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی چادر کو درست کرتے جاتے تھے۔ جبریلؑ نے تکبیر کی، اسرافیلؑ نے تکبیر کی میکائیلؑ نے تکبیر کی پھر تمام ملائکہ نے تکبیر کی کہیں کہیں ان کے بعد عروس کی رخصتی ہو چکی تھی تب تک کہ ان کے گھر پر ایک وقت تک

ادھر آنحضرتؐ نے اپنی ازواج کو حکم دیا تھا کہ فاطمہؑ کیلئے حرمِ ام کو لادنا نہ کریں۔ اور معطلہ کریں۔

چنانچہ ازواج نے جناب فاطمہؑ زہراؑ سے خوشبو طلب کی۔ آپ نے ایک شیشی لاکر دی جس میں بہترین خوشبو تھی۔

ازواج میں سے کسی نے پوچھا، فاطمہؑ بیٹی! یہ خوشبو کہاں سے آئی ہے؟ انھوں نے فرمایا، جب بھی وحیؑ کلبی (جبریلؑ) میرے بابا کے پاس آتے تھے تو بابا مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ بیٹی! اپنے چپا کے لیے توشک دمسند وغیرہ لاکر بکھا دو اور جب دیکھو دیر بیٹھنے کے بعد واپس جاتے تو ان کے لباس اور پروں سے ایک چیز توشک پر گر جاتی تھی بابا مجھ سے فرمایا کرتے کہ اس کو ایک شیشی میں اکٹھا کر لو۔ تو میں اکٹھا کر لیا کرتی تھی۔ ایک بار میں نے بابا سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا، بیٹی! یہ جنت کا عنبر ہے جو جبریلؑ اس کے پروں اور لباس سے جھڑتا ہے۔

الغرض اس شیشی کے علاوہ آپؐ ایک شیشی اور لائیں، جس میں گلاب سے بھی عرق موجود تھا۔

ازواج نے پوچھا، یہ کیلئے؟

حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، یہ میرے بابا کا پسینہ ہے جس وقت آپؐ میرے حجرے میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے تو میں آپؐ کا پسینہ جمع کر لیا کرتی تھی۔

روایت میں ہے کہ جبریلؑ ایسا حضرت فاطمہؑ زہراؑ کے لیے ایک حُلّہ لائے تھے جسے حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے اسے پہنا تو زنانِ قریش اسے دیکھ کر دنگ رہ گئیں اور پوچھنے لگیں اے فاطمہؑ! یہ حُلّہ تمہارے پاس کہاں سے آگیا؟

آپؐ نے فرمایا، یہ حُلّہ بہشت ہے اللہ کی طرف سے جبریلؑ اسے لائے ہیں۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

تاریخ خطیب و کتاب ابن مردودیہ وابن مؤلف و شیروہ دہلی میں اپنے اپنے اسانید کے ساتھ ابن عباسؓ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ جس شب کو حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے سو کر حضرت علیؑ علیہ السلام کے گھر جانے لگیں تو سواری کے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ داہنی جانب جبریلؑ اور بائیں جانب میکائیلؑ تھے اور ستر پر فرشتے پیچھے پیچھے تھے و تقدیس پر درگاہ ہونے چل رہے تھے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔

کتاب مولد فاطمہؑ ابن بابوی قمی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بناتِ عبدالمطلب اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہؑ زہراؑ کے ساتھ ساتھ چلیں اور خوشی منائیں، تکبر کریں، اللہ کی حمد و ثناء میں اشعار پڑھیں۔ مگر کوئی ایسا شعر نہ پڑھیں جو رضی رب کے خلاف ہو جابر کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ کو ایک ناقہ پر سوار کیا،

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے اپنے شہباز نامی فخر پر سوار کیا۔ سہمان نے ہجام سنبھالی اور ہر چار جانب ستر پر زور معیت میں چل رہی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلمؐ و حضرت حمزہ و عقیل و جعفر اور اہل بیت ان کے پیچھے پیچھے برہنہ تلواریں لیے ہوئے چل رہے تھے۔ اور آگے آگے ازواجِ نبیؐ تھیں جو اشعار پڑھتی ہوئی چل رہی تھیں۔ چنانچہ جناب ام سلمہؓ نے یہ اشعار پڑھے:

① سرین بعون اللہ جاری فی
واشکر نہ فی کل حالات

② واذکون ما انعم رب العطا
من کشف مکروہ وافات

③ فقد هدا نابلعد کفر و قد
العشتاربت السلو ات

④ و سرت مع خیر نسائ الوری
تفدی بعفت و خالات

⑤ یا بنت من فضله ذوالعط
بالوحی منه و الرسالات

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ اشعار پڑھے:

① یا نسوة استون یا المعاجز
واذکون ما یحمن فی المحاضر

② واذکون رب الناس لذیخنا
بدینہ مع کل عبد شاکر

③ والحمد لله علی افضاله
والشکر لله العین بزی القادس

۴) سون بھا فائده اعطی ذکرھا
وخصھا منه بطھر طاهر
فاطمہ زہرا کو یہ کہہ کر چلو اللہ نے ان کے ذکر کو بلند کیا ہے اور ان کے لیے ایک ایسے پاک و پاکیزہ مرد کو مخصوص کیا ہے جو ان ہی کے خاندان سے ہے۔

○ پھر حضرت حفصہ نے یہ اشعار پڑھے:

۱) فاطمۃ خیر نساء البشر
ومن لھا وجہ کوجہ القمر
۲) فضلك الله علی کل الورى
بفضل من خص بای الزمر
۳) زوجک الله فتی فاضلاً
اعنی علی خیر من فی الحضر
۴) فسون جارائی بھا انھا
کریمۃ بنت عظیم الخطر
۵) اقول فیہ ما فیہ
واذکر الخیر وابدیہ
۶) محمد خیر بنی آدم
ما فیہ من کبر ولایتہ
۷) فضله عرفنا سر شدنا
فانہ بالخیر یجا نایہ
۸) ونحن مع بنت نبی الھدی
ذی شرف قد مکنت فیہ
۹) فی ذرۃ شامخۃ اصلھا
فیما اری شیئاً یدانہ

۱) فاطمہ! تم عالم انسانیت کی تمام عورتوں سے بہتر ہو، تمھارا چہرہ چاند کے مثل ہے۔
۲) تمھیں اللہ نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے۔
۳) شخص کی فضیلت کے ساتھ جس کا افضل و شرف سورہ زمر کی آیتوں میں مذکور ہے۔
۴) اللہ نے تمھاری تزویج ایک صاحب فضائل و مناقب جوان سے کی ہے یعنی علیؑ سے جو تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

پس اے میری پڑوسو! فاطمہ کو لیکر چلو کیونکہ یہ ایک بڑی شان والے باپ کی عزت آب بنی ہے۔

○ اس کے بعد معاذہ ام سحر بن معاذ نے یہ نظم پڑھی۔

میں سے ایک بات کہتی ہوں جو ان میں موجود ہے
میں ان کا ذکر خیر کرتی ہوں (سنو)
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبی آدم میں سب سے بہتر ہیں۔ ان میں نہ کوئی تکبر ہے نہ ان ہی کی مہربانی سے ہم لوگوں نے راہ ہدایت پہنچی
اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے
ہم لوگ آج اسی نبی ہادی کی اس دختر کے ساتھ چل رہے ہیں جو بڑی صاحب شرف ہیں۔
ان کا تعلق ایک ایسے اعلیٰ خاندان سے ہے جو کبھی بے گناہ نہ رہا
ان کا تعلق ایک ایسے اعلیٰ خاندان سے ہے جو کبھی بے گناہ نہ رہا

عورتیں نظم کا پہلا شعر بار بار پڑھتی ہوئی تکبیر کہتی ہوئی گھر میں داخل ہوئیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے پاس آدمی بھیج کر مسجد میں بلایا پھر جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو بلوایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: اے علی! تمھیں رسول کی بیٹی مبارک۔

کتاب ابن مردودہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا پانی منگوایا اس میں سے ایک گھونٹ منہ میں لیکر گردش کیا، پھر ایک پیالے میں ڈالا اور اس میں سے تھوڑا سا فاطمہؑ کے سر پر چھڑکا تھوڑا سا سینے پر، پھر تھوڑا سا دونوں شانوں کے درمیان پشت پر چھڑکا اور ان دونوں کے لیے بیوہ کی کہ پروردگار! تو یہ شادی ان دونوں کو مبارک فرما، ان پر اپنی طرف سے برکتیں نازل فرما، اور ان کی اولاد میں برکت دے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: پروردگار! تیری ساری مخلوق میں یہ دونوں مجھ سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو بھی ان سے محبت کر، ان دونوں کی ذریت میں برکت عطا فرما، اور اپنی طرف سے ان دونوں کا کوئی حفاظت کرنے والا مقرر فرما دے، پروردگار! میں ان دونوں اور ان کی ذریت کے لیے شہ سلطان رحیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے جناب فاطمہ زہرا کو یہ دعا دی۔ بیٹی! اللہ تجھے ہر جس سے دور رکھے اور اتنا پاک رکھے جتنا پاک رکھنے کا حق ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "بہت خوب دو دریا آپس میں مل گئے دوستارے ایک بڑج شرف میں آگئے۔" الغرض اس کے بعد آپؐ یہ فرماتے ہوئے دروازے کی طرف چلے کہ اللہ تم دونوں کو پاک رکھے، تم دونوں کی نسل کو پاک رکھے۔ میری صلح اس سے ہے جو تم دونوں سے صلح رکھے میری جنگ اس سے ہے جو تم دونوں سے جنگ کرے۔ میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم دونوں کو اس کے حوالے کرتا ہوں۔ حضرت خدیجہ کی وصیت کی پٹا پر اسمائت عیس فاطمہ زہرا کے پاس ایک ہفتہ تک شب بسر کرتی رہیں۔ تو آنحضرتؐ نے انھیں دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے دعا دی۔

دوسرے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تشریف لائے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر آوازی اُٹھائی کہ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟
اسماء نے جاکر دروازہ کھولا۔ آپؐ اندر تشریف لے گئے اور حضرت علیؑ کے سامنے دریافت فرمایا: کیوں؟ علیؑ! تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا؟
اسماء نے عرض کیا: یہ اطاعت الہی میں میری بہترین مددگار ہیں۔

اللہ سوائے اس اللہ کے، یہ وہ گواہی ہے جو اُس کی بارگاہ میں پہنچ کر اسے خوش کرتی ہے اور رسول و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود جس سے آپ کا مرتبہ بلند نظر آئے اور آپ کو خوشی حاصل ہو۔ نکاح ایک ایسا امر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس میں اُس کی رضا ہے۔ چنانچہ خصوصیت کے ساتھ آج کی یہ تقریب اللہ کے حکم خاص سے منعقد کی گئی ہے اور اُس نے اس کی اجازت دی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح (تزوج) مجھ سے کر دیا ہے اور میری اس زرہ کو ان کا صدق (مہر) قرار دیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔ اب تم لوگ بھی جناب رسول اللہ سے دریافت کر لو اور اس پر گواہ بن جاؤ۔ یہ سن کر اصحاب کرام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ شادی کی ہے؟ آنحضرت نے فرمایا، ہاں میں نے تزویج کر کے۔

اصحاب نے عرض کیا، خدا آپ کو اور ان دونوں کو یہ شادی مبارک فرمائے اور ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

اس کے بعد آنحضرت مسجید سے اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور ازواج سے فرمایا، تم سب بھی فاطمہؓ کی شادی کی خوشی مناؤ۔

• (۷) ابن مردویہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لے علی! تم اپنی طرف سے خطبہ نکاح خود پڑھو۔

حضرت علیؓ نے خطبہ پڑھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم

○ الحمد لله الذي قرب من حامديه ودنا من سائليه ووعد الجنة من يتقيه واند من الناس يعصيه نحمده على قديم احسانه واياديه حمد من يعلم انه خالفه وبأديه ومبته ومحبيه ومسائله عن مساويه ونستعينه ونستهديه ونؤمن به ونستكفيه ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة تبلغه وترضيه وان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم صلوة تزيله وتحطيه وترفعه تصطفيه والنكاح مما امر الله به ويرضيه واجتماعنا مما قدس الله واذن فيه وهذا رسول الله صلى الله عليه وآله زوجني ابنته فاطمة علي خسرنا درهم وقد رضيت فاستلوه واشهدوا۔ ○

ترجمہ: اللہ کے نام سے ابدار ہے جو رحمن رحیم ہے:

حمد اُس خدا کی جو اپنی حمد کرنے والوں کے قریب اور سوال کرنے والوں سے نزدیک ہے۔ اُس نے جنت کا وعدہ کیا ہے اُس شخص سے جو اُس سے ڈرے اور جہنم سے ڈرایا۔ اُس شخص کو جو اس کی معصیت کرے۔ میں اُس کے قدیم احسانات اور انعامات پر اُس کی حمد کرتا ہوں اُس شخص کے مانند جو اُس کو اپنا باری، اپنا مارنے والا اور اپنا زندہ کرنے والا اور باز پرس کرنے والا سمجھ کر حمد کرتا ہے۔ ہم انہی سے مدد چاہتے ہیں اور اُنہی سے ہدایت کے خواہاں ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کو (اپنے لیے) کافی سمجھتے ہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اُس فدا کے جس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جو اُس تک پہنچے اور وہ اس پر راضی ہو۔ نیز اللہ کے بندے اور اُس کے رسول حضرت محمد پر درود بھیجتے ہیں ایسا درود جس سے اُن کا مرتبہ بلند نظر آئے، اُن کی خوشنودی حاصل ہو، اُن کی رفعت ظاہر ہو اور پتہ چلے کہ وہ واقعاً مصطفیٰ (منتخب شدہ) ہیں۔ نکاح ایک ایسی چیز ہے جس کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں اُس کی خوشی ہے۔ خصوصاً آج ہمارا یہ اجتماع وہ شے ہے جو اللہ کی طرف سے مقدس ہے اور اُس نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی دختر فاطمہؓ کی تزویج مجھ سے پانچ سو درہم پر کر دی ہے اور میں اس پر راضی ہوں تم لوگ اُن سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا:

وقد من وحيك ابنتي فاطمة علي ما من وحيك الرحمن وقد رضيت بما رضى الله له اذ دنك اهلك فانك احق بها مني۔

(اور میں نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کی تزویج تمہارے ساتھ ان اوصاف کی بنا پر کی جن اوصاف کی بنا پر اللہ نے اس کی تزویج تم سے کی ہے اور اللہ نے اس کے لیے جس کو پسند فرمایا ہے میں نے بھی پسند کیا۔ لے علی! اب یہ تمہاری زوجہ تم کو مبارک ہو تم مجھ سے زیادہ اس کے حقدار ہو۔)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا:

فنعلم الاخر انت ونعم الختم انت ونعم الصاحب انت وكفاك برضا

الله رضا: (لے علی!) تم میرے لیے بہترین بھائی ہو، اور بہترین داماد بھی ہو اور بہترین صحابی بھی، تمہارے لیے اللہ کی رضا کافی ہے۔)

آنحضرت کا یہ کلام سن کر حضرت علیؓ نے فوراً سجدہ شکر میں گر پڑے اور عرض کیا رَبِّ اُدْخِلْنِيْ اَشْكُرْ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ (سورۃ النحل آیت ۱۹)

پھر حضرت فاطمہ زہرا سے دریافت فرمایا، بیٹی! تم نے علی کو کیا پایا؟

حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا، یہ بہترین شوہر ہیں۔

آپ نے دعاء کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ اور عرض کیا، پروردگار! تو ان دونوں کی جوڑی سلامت رکھ، دونوں کے دلوں کو جوڑ دے، ان دونوں کو اور ان کی ذریت کو جنت نعیم و وارث قرار دے۔ ان دونوں کو طیب و طاهر اور مبارک اولاد عطا فرما، ان کی ذریت میں برکت عطا فرما، اور اس ذریت کو امام بنا، جو تیرے حکم سے تیری اطاعت کی طرف لوگوں کی ہدایت کریں اور تیری مرضی کے مطابق انھیں حکم دیں۔

پھر حضرت اسماء سے فرمایا، اب تم جاسکتی ہو، اللہ تمہیں جزائے خیر دے گا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہاں چلی گئیں۔

شرح جیل نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ شبِ عروسی کی صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیالے میں دودھ لیے ہوئے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا، تمہارا باپ تم پر قربان لو، یہ دودھ پی لو، پھر حضرت علی سے فرمایا، تمہارا ابنِ عم تم پر قربان لو، یہ دودھ پی لو۔ (مناقب ابنِ شہر آشوب)

۱۹ = رخصتی کے لیے گفتگو

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میرے عقد کو ایک ماہ کا عہدہ گزر گیا تو میرے پاس میرے بھائی عقیل آئے اور بولے:

اے بھائی! تجھے آج تک کسی بات پر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی اس بات پر ہوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی تزویج تم سے کر دی، لیکن کیا بات ہے کہ تم آنحضرت سے فاطمہ زہرا کی رخصتی کے لیے گزارش نہیں کرتے۔ اب تو تمہیں کہنا چاہیے تاکہ فاطمہ زہرا تمہارے گھر آجائیں اور تمہارا گھر بسائیں اور تمہارے دلوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا، بھائی جان! خدا کی قسم میری بھی یہی خواہش ہے مگر شرم و حیا مانع ہے۔

حضرت عقیل نے کہا، خدا کی قسم (اگر تمہیں شرم مانع ہے تو) میرے ساتھ چلو، چنانچہ ہم دونوں حضرت رسول اللہ کی خدمت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں جناب ام ایمن سے ملاقات ہو گئی جو آنحضرت کی کینز خاص تھیں۔ ہم نے ان سے اپنا مقصد بیان کیا، انھوں نے کہا، آپ حضرات کچھ نہ کہیں، ہم عورتیں ملکر آنحضرت سے گفتگو کرتے ہیں۔

کیونکہ ایسے معاملات میں عورتیں ہی خوب بات چیت لیا کرتی ہیں۔

یہ کہہ کر ام ایمن، حضرت ام سلمہ کے پاس گئیں اور ان سے نیز دیگر ازواجِ نبوی سے یہ مسئلہ بیان کیا۔ یہ سن کر تمام ازواجِ نبوی آنحضرت کی خدمت میں پہنچیں۔ آنحضرت اُس وقت حضرت عائشہ کے گھر میں تھے، وہاں پہنچ کر انھوں نے آنحضرت سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آج حضرت خدیجہ زندہ ہوتیں اور وہ یہ باتیں سنتیں تو ان کی آنکھیں اور دل ٹھنڈک محسوس کرتے۔

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ جب آپ نے جناب خدیجہ کا نام سنا تو آپ کے آنکھوں سے آنسو سے جاری ہو گئے۔

آنحضرت نے فرمایا، بھلا خدیجہ کا مثل کون ہو سکتا ہے، انھوں نے اُس وقت میری نبوت کی تصدیق کی جب سب لوگ تکذیب کر رہے تھے، انھوں نے دینِ خدا میں اپنے مال سے میری مدد کی، میرا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں خدیجہ کو بشارت دیدوں کہ ان کے لیے جنت میں ایک گھر ہے جو زمرہ سے تراش کر بنا یا گیا ہے جس میں نہ ان کو کوئی زحمت ہوگی اور نہ تکلیف۔

حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے کہا، یا رسول اللہ آپ نے پہلے ارشاد فرمایا حقیقتاً خدیجہ دسی ہی تھیں مگر اب تو وہ خدا کے پاس چلی گئیں اور اس نے انھیں وہ قصر بھی عطا فرما دیا ہے۔ خدا ہمیں بھی اپنی جنت و رحمت اور رضوان میں جگہ عطا فرمائے تاکہ ہم سب بھی ان کے ساتھ ایک جامع ہو جائیں۔

اس کے بعد ازواجِ نبوی نے کہا، یا رسول اللہ! علی آپ کے بھائی اور آپ کے ابنِ عم ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان کی زوجہ فاطمہ زہرا کو رخصت فرمادیں تاکہ ان کا گھر آپ کے بیٹے پر مدون ہو جائے۔

آپ نے فرمایا، ام سلمہ! علی خود کیوں نہیں کہتے؟

حضرت ام سلمہ نے کہا، انھیں آپ سے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

آپ نے ام ایمن سے فرمایا، جاؤ اور علی کو بلا لاؤ۔

ام ایمن کا بیان ہے کہ جب میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہنچی تو وہ انتظار میں بیٹھے تھے۔

انھوں نے مجھ سے پوچھا، ام ایمن! کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا، چلیے، آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی ازواج سب کی سب وہاں سے اٹھ کر اپنے اپنے حجروں میں چلی گئیں اور میں شرم و حیا سے گردن جھکا کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آنحضرت نے فرمایا: اے علی! کیا تم اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جانا چاہتے ہو؟ میں نے اسی طرح گردن جھکائے ہوئے عرض کیا: جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر وفادار ہیں۔ خواہش تو یہی ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: اچھا، تو آج یا کل کی رات میں فاطمہؓ زہراؓ کو رخصت کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر میں وہاں سے خوش خوش واپس آ گیا۔

۲۰۔ رخصتی اور دعوت کا انتظام

اس کے بعد آنحضرت نے ازواج کو دیا کہ فاطمہؓ زہراؓ کو آراستہ کریں، انھیں خوشبو لگائیں اور ان کے لیے ایک کمرے میں فرش وغیرہ بچھا دیں تاکہ وہاں وہ اپنے شوہر سے ملاقات کریں۔

ازواجِ نبیؓ نے یہ سب کچھ کر دیا۔ پھر آنحضرت نے حضرت ام سلمہؓ کے پاس رکھوئے ہوئے درہم میں سے دس درہم لیکر مجھے دیے اور فرمایا کہ جاؤ اس سے گئی، خرے اور پیڑ خرید کر لے آؤ تاکہ کھانے کا انتظام کیا جاسکے۔

جب میں یہ چیزیں خرید کر لے آیا، تو آنحضرت نے اپنی استینیں چڑھائیں اور ایک چم کے دسترخوان پر ان تینوں کو باریک کر کے اتنا ملا لیا کہ حلوے کی طرح ہو گیا اور مجھ سے فرمایا: اے علی! اب جن لوگوں کو چاہو دعوت دے دو۔

یہ سن کر میں مسجد میں آیا، وہاں اصحاب رسولؐ کا ایک جم غفیر تھا، میں نے باوجود بلند پکار کر کہا: آپ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔ یہ سن کر سب لوگ اٹھے، ادھر میں نے آکر آپ کو اطلاع دی کہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور آیا ہی چاہتے ہیں۔

آپ نے کھانے کو رومال سے ڈھانپ فرمایا، اچھا، اب دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے دسترخوان پر بھیج دے۔

میں نے حکم کی تعمیل کی، دس دس آدمی آتے گئے اور شکم سیر ہو کر واپس جاتے گئے۔

تقریباً سات سو مرد اور عورتوں نے کھانا شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو بلایا اور علیؓ ابی طالبؓ کو بھی بلایا۔ علیؓ کو دائیں جانب بیٹھنے سے لگایا اور فاطمہؓ کو بائیں جانب بیٹھنے سے لگایا۔ دونوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیا اور فاطمہؓ زہراؓ کو حضرت علیؓ کے حوالہ کر کے فرمایا: اے علی! یہ تمھاری کتنی اچھی زوجہ ہے پھر جناب فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ! یہ تمھارے کتنے اچھے شوہر ہیں، پھر آپ ان دونوں کے درمیان چلتے ہوئے جملہ عروسی ٹنگ آئے اور دونوں کو اندر بھیج کر دروازے کے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر ارشاد فرمایا: ”اللہ نے تم دونوں کو اور تمھاری نسل کو پاک کیا ہے، میری صلح اُس سے ہے جو تم دونوں سے صلح رکھے اور میری جنگ اُس سے ہے جو تم دونوں سے جنگ کرے، میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اُسی کے بھروسے پر چھوڑتا ہوں۔“

حضرت علیؓ علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم لوگ تین دن تک اسی حجرے میں رہے اور اس اثناء میں آنحضرتؐ ہمارے پاس تشریف نہیں لائے۔ چوتھے دن کی صبح کو آئے تو دیکھا کہ ہمارے حجرے میں اسماء بنت عمیس بھی ہیں۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا: اے اسماء! تم یہاں کیسے موجود ہو جبکہ یہاں پر ایک مرد بھی موجود ہے؟

اسماءؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، جب کسی لڑکی کے شادی ہوتی ہے اور وہ اپنے شوہر کے پاس جاتی ہے تو اس کو ایک خادمہ کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے میں یہاں پر ٹھہر گئی، تاکہ آپ کی بیٹی کی خدمت کروں۔

یہ سن کر آپؐ نے اسماءؓ کو دعا دی اور فرمایا: اے اسماء! اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تیری حاجتوں کو پورا فرمائے۔

حضرت علیؓ علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھے پھر فرمایا: اے علی! ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آؤ۔

میں نے آپؐ کی خدمت میں پانی پیش کیا۔ تو آپؐ نے قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھ کر اُس پر دم کیا اور مجھ سے فرمایا: اے علی! اس پانی کو تھوڑا سا پی لو۔

میں نے اس میں سے قدرے پی لیا۔ پھر آنحضرتؐ نے بقیہ پانی میرے سر پر سے چھڑک دیا اور فرمایا: اے علی! خدا تمھیں ہر ناپاک سے دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسا

اس کے بعد آپ نے تھوڑا پانی اور طلب کیا میں نے حاضر خدمت کیا، آپ نے اس پر بھی چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا اور اپنی بیٹی کو دیا اور فرمایا: تم بھی اس سے تھوڑا سا پانی پی لو، فاطمہؓ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے باقی ماندہ پانی ان کے سرو سینے پر چھڑک دیا اور ارشاد فرمایا: اللہ اس سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور اسے اس طرح پاک رکھے جیسا پاک رکھنا کا حق ہے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھے حجرے سے باہر بھیج دیا۔ جب فاطمہؓ تنہا رہ گئیں تو آپ نے ان سے پوچھا: بیٹی! کیا حال ہے؟ تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا۔

فاطمہؓ زہراؓ نے عرض کیا: بابا! اصلی بہترین شوہر ہیں، مگر خاندان قریش کی چند عورتیں میرے پاس آئی تھیں انھوں نے کہا تمھارے بابا نے تمھاری شادی ایک مرد فقیر سے کر دی ہے جس کے پاس مال دنیا میں سے کچھ نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! سنو! نہ تمھارا بابا فقیر ہے نہ تمھارا شوہر۔ میرے سامنے زمین کے خزانے سونے کی شکل میں پیش کیے گئے لیکن میں نے اپنے لیے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ نے میرے لیے اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے۔ اے بیٹی! اگر تمھیں کو وہ کچھ معلوم ہو جائے جو تیرے بابا کو معلوم ہے تو تیری نگاہ میں بھی دنیا بچ و بے قدر ہو جائے گی۔ اے بیٹی! میں نے تمھارے خلوں و حجت میں کوئی کمی نہیں کی۔ تیری شادی ایک ایسے مرد سے کر دی جو اسلام میں سب سے اول ہے، علم میں سب سے افضل ہے، حلم میں سب سے برتر و اکمل ہے۔ بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین پر نگاہ و انتخاب ڈالی اور اس میں سے صرف دو کو منتخب فرمایا: ایک کو تیرا بابا بنا دیا، دوسرے کو تیرا شوہر بنا دیا۔ بیٹی! تمھارا شوہر بہت ہی عمو ہے کبھی اس کے حکم کی مخالفت نہ کرنا۔

حضرت علیؓ علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھے حجرے میں بلا لیا پھر آپؐ نے فرمایا: اب اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اس کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آنا کیونکہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جو بات اس کو اذیت دے گی وہی مجھے بھی اذیت پہنچائے گی، جو چیز اس کو مسرور کرے گی وہی میری مسرت کا باعث ہوگی۔ اچھا خدا حافظ! میں نے دونوں کو خدا کے حوالے کیا۔

۲۱۔ رسم رونما

جب سب کھانا کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا (طباق و قاب) منگوایا اور ان میں کھانا بھر کر ازواج کے لیے بھجوائے پھر آپؐ ایک قاب لے کر فرمایا: یہ فاطمہؓ اور ان کے شوہر کے واسطے ہے یہاں تک کہ جب کافی رات ہوگی تو آپؐ اپنے شوہر کو اپنے پاس بلا لیا۔

اے ام سلمہ! میری بیٹی کو میرے پاس لاؤ۔

جناب ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں فاطمہؓ کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ کے پاس لائی اور فاطمہؓ کا یہ حال تھا کہ شرم و حیا کے باعث پسینہ پسینہ پور پور پھیل گیا۔ آپ کے پیراہن کا دامن زمین پر خط دیتا جاتا تھا۔ جب وہ اپنے بابا کے بائیں سامنے پہنچیں تو دامن میں آپ کا پاؤں الجھا تو آپؐ نے روتھکرائیں۔

آنحضرتؐ نے فوراً ہی فرمایا: بیٹی! تجھے اللہ دنیا و آخرت کی ہر غرض سے بچائے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اپنی بیٹی کے چہرے سے ذرا دوا ہٹا کر ایک طرف کر دی۔ حضرت علیؓ نے جناب فاطمہؓ کا چہرہ دیکھا۔ پھر آپؐ نے بیٹی کا ہاتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دیکر فرمایا: اے علیؓ! تم کو رسول اللہ کی دختر مبارک ہو۔ یہ فاطمہؓ تمھارے لیے بہترین زوجہ ہے۔ اور اے فاطمہؓ! یہ علیؓ تمھارے لیے بہترین شوہر ہے۔ اچھا اب تم دونوں اپنے حجرے میں جاؤ۔ میں بھی ابھی وہاں آتا ہوں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں فاطمہؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس حجرے میں آیا جو راستہ کیا گیا تھا۔ اس حجرے میں ایک مسند بھی ہوئی تھی جس کے ایک جانب میں بیٹھ گیا اور دوسری جانب فاطمہؓ بیٹھ گئیں، مگر شرم و حیا کی وجہ سے دونوں کی نگاہیں زمین کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کے لیے آپؐ نے اجازت لی۔

ہم دونوں نے عرض کیا بسم اللہ، تشریف لائے۔ پھر آپؐ اندر تشریف لائے آپؐ نے فرمایا: بیٹی! تھوڑا پانی لاؤ۔

یہ سن کر فاطمہؓ اٹھیں اور لکڑی کے ایک پیالے میں پانی لے آئیں۔ آپؐ نے اس میں سے ایک گھونٹ پانی اپنے دہن اقدس میں لیا اور مصحفہ کر کے (مصحف کی گردش دے کر) پھر وہ پانی اُس پیالے میں ڈال دیا۔ اور اُس پانی کو ہاتھ میں لے کر فاطمہؓ کے سر و سینہ پر چھڑکا، ان کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان چھڑک دیا اس کے بعد فرمایا:

”پروردگارا! یہ میری بیٹی ہے جو ساری مخلوق میں مجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ خدایا! میرا بھائی ہے جو ساری مخلوق میں مجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ میرے معبود اس کو اپنا ولی اپنا اطاعت گزار بنا دے اور اس کے اہل میں برکت عطا فرما۔“

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا: یا علیؓ! اب میں تمھارے ساتھ ہوں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تمھارے ساتھ ہونے کی ہر غرض سے تیار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اب میں تمھارے ساتھ ہوں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تمھارے ساتھ ہونے کی ہر غرض سے تیار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اب میں تمھارے ساتھ ہوں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تمھارے ساتھ ہونے کی ہر غرض سے تیار ہوں۔

بیشک وہ صاحبِ بزرگی ہے اور عزتِ جلال والہ ہے اور لائقِ حمد ہے (امام شیخ مفید)

(۲۲) = دعوتِ ولیمہ

① حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اپنی عروسی کے سلسلے میں ولیمہ کی تیاری کرو، میری طرف سے کوئی روٹی ہوگی اور تم بھی اور خرچے کا انتظام کرلو۔

میں نے آنحضرت کے ارشاد کے بموجب گھی اور خرے خریدے اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیے۔ آپ نے اپنی استینیں چڑھائیں اور ان کھجوروں (دخموں) کو باریک کر کے گھی ملا کر شروع کیا، تاہم اس کے وہ ایک قسم کا حلوہ تیار ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک بہت موٹا ذنبہ منگوا کر میرے حوالے کیا جس کو ذبح کر کے گوشت بنایا سالن اور روٹیاں بھی تیار کیں۔ پھر آپ مجھ سے فرمایا: اب تم جس کو چاہو دعوت دیدو۔

یہ سن کر میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ ساری مسجد اصحاب سے بھری ہوئی ہے۔ شرم و استیگر ہوئی کہ بعض کو دعوت دوں اور بعض کو محروم رکھوں۔ اس لیے ایک بلندی پر کھڑا ہو کر میں نے اعلان کیا کہ اے لوگو! فاطمہ کی شادی کا ولیمہ (کھانا) ہے اس میں شرکت کرو۔ میری یہ آواز سن کر بہر طرف سے لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ کھانے کی کمی اور لوگوں کی کثرت دیکھ کر مجھے تشویش ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکر نہ کرو میں اللہ سے برکت کی دعا مانگتا ہوں اس کے بعد لوگوں نے کھانا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تمام لوگ شکر مبر ہو کر کھاتے رہے، سب نے مجھ کو برکت کی دعادی اور رخصت ہو گئے۔ دعوت میں شریک ہونے والوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی لیکن وہ کھانا جوں کا توں اپنی حالت پر باقی رہا میں کوئی کمی نظر نہ آئی۔

② الخراج و الجراج میں روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا کی رخصتی کا وقت آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تیار کرایا اور حضرت علی سے فرمایا کہ لوگوں کو دعوت دو۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جب لوگ جمع ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا دس دس آدمیوں کو دسترخوان پر بٹھو۔

لہذا دس دس آدمیوں کو دسترخوان پر بلایا جاتا اور ان کے سامنے طعام و زرعہ (گوشت ہوئی) رکھا جاتا۔ جب وہ اسے کھا لیتے تو پھر انہیں اور رطب (بظنِ علوہ یا سونڈ) دیا جاتا۔

کھلایا جاتا، مگر کھانا کم نہ ہوتا، بلکہ اس میں برکت ہوتی جاتی اور جب تمام مردوں نے کھالیا تو آپ کھانے کے پاس گئے اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ اس میں مزید برکت ہو گئی تو اس میں سے آپ نے اپنی افزواج کو بھیجا اور کھلایا کہ اس میں سے تم بھی کھاؤ اور اپنی میل جول والیوں کو بھی کھلاؤ۔

پھر آنحضرت نے ایک بڑی پلیٹ میں کچھ کھانا اتار کر مجھے دیا اور فرمایا: یہ لوہ کھانا تمہارے لیے اور تمہاری زوجہ کے لیے ہے۔

اس کے بعد جبریل ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کچھ ہدیہ سب کرنازل ہوئے۔ ادھر آنحضرت نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا: ایک پیالے میں پانی بھر کر لاؤ۔

جب وہ پانی بھر کر لائیں تو آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اس میں سے نصف پانی تم پی لو اور فاطمہ کو بھی پانی پینے کے لیے فرمایا۔ ہم دونوں کے پانی پی لینے کے بعد جو کچھ باقی رہ گیا وہ فاطمہ کے چہرے، سر گردن وغیرہ پر چھڑکا۔ پھر ایک ٹوکری کھولی تو اس میں خشک ترسیوے مثلاً کیلا، کشمش وغیرہ نظر آئے،

آپ نے فرمایا: یہ جبریل کا ہدیہ ہے۔ آپ نے اس میں سے ایک ہی اٹھائی اس کے دو حصے کیے۔ ایک حصہ حضرت علی علیہ السلام کو دیا اور دوسرا حصہ جناب فاطمہ زہرا کو دیا۔

(۲۳) = شادی کا حال

کشف الغمہ اور مناقب میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں سب کا سردار ہے اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ تمہیں علی کے عقد میں دے تو اس نے جبریل کو حکم دیا کہ تم جو تجھے آسمان پر کھڑے ہو کر ملائکہ کی صفوں کے سامنے خطبہ نکاح پڑھو، جبریل نے اللہ کے حکم کی اطاعت میں ایسا ہی کیا۔ اور اللہ نے تمہارا عقد علی سے کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کے درختوں کو حکم دیا: اور ان پر (پھلوں کی جگہ) خلع اور زیورات پیدا ہو گئے تو اللہ نے انہیں پھر حکم دیا اور ان درختوں نے خلع اور زیورات وغیرہ ملائکہ میں تصدق کر دیے۔ اس حدیث کو ایک ملک نے دوسرے سے زیادہ پالیا وہ تاقیامت تمام ملائکہ پر فخر کرتا رہے گا۔

(۲۴) = حضرت علی کا گھر اور شادی کا اہتمام

حاجی بن عبد اللہ انصاری نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت علی علیہ السلام کی شادی جناب فاطمہ زہرا سے ہوئی تو انھوں نے گھر کے اندر باریک اور نرم ریت بچھائی مینڈھے کی کھال کا بستر اور لیف خرما سے بھرا ہوا تکیہ رکھا۔ مشک وغیرہ لٹکانے کے لیے ایک لکڑی گاڑ دی اور اسے چادر سے چھپا دیا۔

حسین بن نعیم نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آنحضرت نے فاطمہ زہرا کو حضرت علی علیہ السلام کے گھر (اپنے گھر سے) رخصت فرمایا تو وہاں عبا کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ مینڈھے کی کھال کا فرش تھا۔ چمڑے کا تکیہ تھا جس میں لیف خرما بھرا ہوا تھا۔ (مسکام الاذنیق)

(۲۵) حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کا خطبہ اور ساجیل کی خطبہ خوانی

منہج ذیل خطبہ بیت معمور میں پڑھا گیا:

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الاقل قبل اولية
الاولين الباقي بعد فناء العالمين تحمده اذ جعلنا ملائكة
روحانيين وبريويين مذننين وله على ما انعم علينا
شاكرين حجبنا من الذنوب وسترنا من العيوب اسكننا في
السلوات وقرينا الى السراقات وحجب عنا النهم للشهوات
وجعل نعمتنا وشهوتنا في تقديسه وتسبيحه الباسط رحمة
الواهب نعمته جل عن المحاد اهل الارض من المشركين وتعالى
بعظمته عن افك الملحدین (ثم قال بعد كلام) اختار الملك
الجبار صفوة كرمه وعظمته لامته سيدة النساء بنت خير
النبیین وسيد المرسلین امام المتقين فوصل حبلة بحبل رجل
من اهلہ وصاحبه المصدق دعوته المبادر الى كلمته على
الوصول بفاطمة البتول ابنة الرسول

(ترجمہ) اللہ کے نام سے ابتداء جو رحمن و رحیم ہے۔ اس خدا کی حمد جو تمام اولین سے اول
ہے اور تمام عالمین کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے گا۔ ہم اس خدا کی حمد کرتے ہیں کہ جس نے
ہم کو روحانی مخلوق بنا کر قرار دیا اور اپنی ربوبیت کا معتقد بنایا اور جو نعمتیں اس نے ہم کو عطا

کیں اُن پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمیں گناہوں سے پاک رکھا اور عیوب سے بچایا
ہیں آسمانوں میں ساکن کیا اور اپنے جبروت کے پردوں کے قریب رکھا۔ ہمیں مادی خواہشات
سے دور رکھ کر بھاری پوری خواہش یہ قرار دی کہ ہم اس کی تسبیح و تقدیس میں محو رہیں۔ وہ اپنی
رحمت پھیلانے والا اور اپنی نعمتیں عطا فرمانے والا ہے۔ وہ روئے زمین کے مشرکین کے شرک
سے بالاتر ہے اور محمد بن کے بہتان و الحاد سے کہیں بلند ہے (اس کے بعد سلسلہ کلام کو مزید
بڑھاتے ہوئے راجیل نے یہ کہا کہ) خداوند جبار نے اپنی رحمت و عظمت کی خلاصہ یعنی اپنی کینز
سیدۃ النساء دختر سید المرسلین و افضل الانبیاء کے لیے امام المتقین کو منتخب فرمایا اور
ان کے رشتہ کو وابستہ کیا ایک ایسے انسان سے جو اُن حضرت کے اہل سے ہے آپ کا ساتھی
ہے آپ کی دعوت اسلام کی تصدیق کرنے والا ہے، آپ کا سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والا ہے
جس کا نام علی ہے جو بواسطہ رحم کرنے والا ہے اس کی شادی اللہ نے دختر رسول فاطمہ بتول
سے کر دی۔

اور روایت میں ہے کہ جبریل نے بیان کیا کہ اس کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا (اے میرے ملائکہ) حمیری رو ابے، میری شان و عظمت بڑی ہے تمام مخلوق میرے
بندے اور میری کینز ہیں (میں ان سب کا مالک و مختار ہوں لہذا) میں نے اپنی کینز فاطمہ
کا عقد اپنے منتخب بندے علی سے کر دیا اے میرے ملائکہ تم سب اس کے گواہ رہنا۔
آسمان پر حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہرا کے عقد اور زمین پر ان
کی تزویج کے مابین چالیس دن کا وقفہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکم ذی الحجہ کو فاطمہ
کی تزویج حضرت علی سے کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ذی الحجہ کی چھ تاریخ تھی۔
(مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۶) حضرت علی اور خطبہ نکاح

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله شكر الانعمه وايداه ولا اله الا الله شهادة تبليغه
وترضيته وصلى الله على محمد صلوة تزلفه وتحظيه والنكاح
مما امر الله عز وجل به ويرضيه ومجلسنا هذا امنا قضاء الله واذن
فيه وقد زوجني رسول الله ابنته فاطمة وجعل صداقها درعي هذا
وقد رضيت بذلك ناسئله واشهدوا۔ (اللہ کے نام سے ابتداء جو رحمن و رحیم ہے
میں سے اللہ تعالیٰ کا حمد کرتا ہوں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے نہیں ہے کوئی

ترجہ آیت: ”پروردگار! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے“

یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا ”آمین“

جب حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے سر اٹھایا تو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس ترویج کو تم دونوں کے لیے مبارک و مسعود قرار دے، تم دونوں میں اتفاق و اتحاد فرمائے اور تم دونوں سے پاک و پاکیزہ نسل کثیر پیدا کرے۔“

پھر آپؐ نے ایک طبق کھجوریں منگوائیں اور حاضرین سے فرمایا انھیں لوٹ لو۔

(۲۷) جناب رسول اللہ کا خطبہ نکاح

انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آپؐ پر وحی کے آثار نمایاں ہوئے جب وحی سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

اے انس! جانتے ہو، اس وقت جبریل امینؑ پروردگار عرش کا کیا حکم لیکر آئے تھے ہم میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں

آپؐ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ زہراؑ کی ترویج علیؑ سے کروں لہذا جاؤ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور چند انصار کو بلا لاؤ۔“

میں جا کر سب کو بلا لایا جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آنحضرتؐ نے

یہ خطبہ پڑھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله المحمود بنعمته المعبود بقدرته المطاع في سلطانه المرهوب من عذابه المخبوب اليه فيما عنده النافذ امره في أرضه وسبائه، الذي خلق الخلق بقدرته ومميزهم بأحكامه واعزهم بدينه واكرمهم بنبيه محمد ثم ان الله جعل المصاهرة نسباً لاحقاً وأمرنا بمقتضاها وشجع بها الإبراهيم والنعمان فقال تبارك اسمك وتعالى جدك وهوالذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان ربك قديراً“ (سورة الزمان آیت ۵۵) فامر الله بجري الى قضاؤه وقضاؤه يجرى الى قدره فلكل قضاء مقدس ولكل

قدر اجل ولكل اجل كتاب ”يجو الله ما يشاء ويثبت وعنده أم الكتاب“ (سورة الرعد آیت ۳۹) ثم اني اشهدكم اني قد زوجت فاطمة من علي علي اربع مائة مثقال فضة ان رضی بذلك

ترجمہ: (اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو رحمن و رحیم ہے۔)

حمد ہے اللہ کی جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے محمود ہے۔ اپنی قدرت کی وجہ سے معبود ہے۔ اپنی حکومت کی وجہ سے واجب الاطاعت ہے اس کے عذاب کی وجہ سے اس سے خوف کیا جاتا ہے، اس کے ثواب کی وجہ سے اس کی طرف رغبت کی جاتی ہے۔ اس کا حکم اس کی زمین اور آسمان میں نافذ ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو خلق فرمایا اور ان کو اپنے احکام سے سکھایا کی تمیز بخشی۔ اور انھیں اپنے دین کے ساتھ عزت بخشی اور اپنے نبی محمدؐ کی وجہ سے ان کو مکرم فرمایا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مصاہرت (دامادی) کو نسب لاحق (بعد میں ہونے والا رشتہ) قرار دیا اور اس کو تمام لوگوں پر واجب و لازم قرار دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ ”خدا وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب و مہر (دامادی) قرار دیا اور مختار ارب ہر بات پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

اللہ کا امر اس کی قضا پر جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا (حکم) اس کی قدرت پر جاری ہوتی ہے پس ہر قضا کے لیے قدر ہے اور ہر قدر کے لیے ایک اجل (وقت) ہے اور ہر اجل کے بارے میں کتاب (تحریر) ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ”اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔“

(اے لوگو!) میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال چاندی پر فاطمہؑ کی ترویج (نسبت) علیؑ سے کر دی ہے بشرطیکہ علیؑ اس پر راضی ہو جائیں (اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اُس وقت آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو کسی کام سے بھیجا تھا۔) انس کا بیان ہے کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک طباق بھر کر چھوڑے لائے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا: جب طباق ہمارے سامنے لا کر رکھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اسے لوٹ لو۔

ابھی ہم لوگ لوٹ ہی رہے تھے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ آگئے۔ انھیں دیکھ کر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

اے علیؑ! اللہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں فاطمہؑ کی ترویج تم سے کروں چنانچہ میں نے ان کی ترویج تم سے چار سو مثقال چاندی پر کر دی ہے، کیا تم راضی ہو؟

حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا، جی ہاں، میں راضی ہوں، یا رسول اللہ۔

پھر حضرت علی علیہ السلام اُٹھے اور جا کر سجدہ شکر بجالائے۔
آنحضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں میں خیر کثیر و طیب ودیعت فرمائے۔
اس کا بیان ہے کہ ایسا ہی ہوا، اللہ نے ان دونوں کی نسل سے خیر کثیر و طیب پیدا کیے۔
(کشف المحجۃ)

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ یحییٰ بن معین نے اپنی امالی میں اور ابن بطہ نے اپنی کتاب "الابانہ" میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی شادی کا خطبہ منبر پر پڑھا اور یہی خطبہ جو مذکورہ ہوا، تحریر کیا ہے۔
(مناقب)

۲۸ = زہرا کی صحیح تعداد اور اختلاف روایات

حضرت امام حسین بن علی سے ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج دعتی حضرت علی علیہ السلام سے چار سو اسی درہم زہر ہر پر کر دی۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا۔
تیسری روایت یہ ہے کہ آپ کا مہر پانچ سو درہم تھا اور یہی ان تمام روایات میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

زہرہ میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ عمرو بن ابی مقدم اور جابر جعفی نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا زہر ہر ایک مہنی چاند اور بکری کی کھال تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے: آپ نے فرمایا کہ: حضرت فاطمہ زہرا کا زہر ہر ایک حطی زرہ اور مینڈھے یا گوسالہ کی کھال تھی۔ یہ روایت ابویلی نے اپنے مسند میں مجاہد سے کی ہے۔

علامہ شیخ کلینی نے کافی میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام ایک اونٹنی چادر کے زہر ہر پر کی تھی۔
کسی شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں یہ تو معلوم ہے کہ زمین پر حضرت فاطمہ زہرا کا زہر کیا تھا، لیکن یہ ارشاد فرمائیے کہ آسمانوں پر ان کا مہر کیا مقرر کیا گیا تھا؟

آپ نے فرمایا: سنو! جس چیز کا تعلق تم سے ہو اس کے متعلق سوال کیا کرو اور جس کا تعلق تم سے نہ ہو اس کے متعلق نہ پوچھا کرو۔
اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مہر کا تعلق تو ہم سے بھی ہے۔
آپ نے فرمایا: اچھا سو! فاطمہ کا زہر مہر آسمانوں پر زمین کا پانچواں حصہ ہے۔
لہذا اس شخص کو اس زمین پر چلنا قیامت تک حرام ہے جو حضرت فاطمہ یا ان کی ذریت کا دشمن ہو۔

۲۹ = جناب فاطمہ زہرا کا مہر معجل و مؤجل

جناب بن ارت کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں نے تم سے اپنی بیٹی کا (فاطمہ کا) عقد بحکم خدا دنیا کے پانچویں حصے اور چار سو اسی درہم پر کیا، جس میں چار سو اسی درہم مہر معجل ہے اور دنیا کا پانچواں حصہ مہر مؤجل ہے۔

کتاب حبیلا وشفائیں ایک طویل روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مرقوم ہے کہ: جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے جناب فاطمہ زہرا کو مہر میں دنیا کا پانچواں حصہ اور جنت کا تیسرا حصہ اور زمین کے چار دریا، فرات، نیل، نھر اور نہروان و نہر بلخ دیے۔ پھر آنحضرت کو حکم دیا کہ لے محمد! اب تم اپنی طرف سے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کا عقد چار سو اسی درہم پر کر دو تاکہ یہ تمہاری امت کیلئے سنت قرار پائے۔

زمین کے پانچویں حصہ والی روایت میں یعقوب بن شعیب و اسحاق بن عمار اور ابو بصیر کی روایات کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا مہر دنیا کا ایک چوتھائی حصہ قرار دیا تو یہ جو تھائی ان کی ملکیت ہے پھر ان کے مہر میں جنت و جہنم کو بھی قرار دیا۔ لہذا وہ اپنے دوستداروں کو جنت میں اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔

امام ابو جعفر طوسی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے یہ درہم آنحضرت کے حوالے کر دیے تو آپ نے اس میں سے ایک مٹھی درہم امین کو دیے جو چھٹا حصہ درہم تھے تاکہ وہ اس سے گھر کا سامان خریدیں۔ پھر ایک مٹھی درہم اسامہ بنت عمیس کو دیے تاکہ اس سے خوشبو خریدیں۔ تیسری مٹھی اٹھا کر ام سلمہ کو دی تاکہ اس سے کھانے کا انتظام کریں اور بقیہ رقم عمار و حضرت ابو بکر اور بلال کو دی تاکہ وہ اس سے

جناب فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے کی اور گھر کے اندر بیٹی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔

آپ نے پوچھا، بیٹی! کیوں روتی ہو؟ خدا کی قسم، اگر میرے خاندان میں کوئی اس سے بہتر شخص تھا تو میری تمھاری نزدیکی اُس سے کرتا، اور درحقیقت میں نے تمھاری تزویج علی سے نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے اور تمھارے مہر میں خمس رکھا ہے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں۔

(کافی)

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: بابا، آپ نے بہت ہی کم مہر میری تزویج کر دی:

اُپ نے فرمایا ابھی! میں نے تمہاری تزویج نہیں کی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر سٹی سے تمہاری تزویج کی ہے اور تمہارے مہر میں ساری دنیا کا پانچواں حصہ (خمس) رکھا جہتک کہ یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ (کافی ۱)

۳۰۔ حضرت علیؑ کو جناب فاطمہؑ سے شادی پر فخر

اصبغ بن نباتہ سے روایت

ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیؑ سلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپؑ فرما رہے تھے کہ سنو! میں اپنے متعلق وہ بات کہتا ہوں کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اپنے متعلق نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر کہے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔ میں نبی رحمت کا وارث ہوں، انھوں نے اپنی بیٹی فاطمہؑ خیر النساء کی تزویج مجھ سے کی ہے اور میں تمام اوصیاء میں سب سے بہتر ہوں۔ (کشف الغم)

۲۱ = فاطمہ زہرا! مرکز فضائل

کتاب الخصال میں ابو ایوب انصاری سے

روایت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری سے سختیاب ہوئے مگر ضعف و ناتوانی حد درجہ تھی جناب فاطمہؓ زہرا عیادت کے لیے آئیں، پر بزرگوار کی یہ ضعف و ناتوانی دیکھی تو گرہ کرنے لگیں اور آنسو بہہ کر رخسار تک آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ زہرا! سنو! اللہ تعالیٰ نے

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے پہلے امالی شیخ سے جہیز کے سامان والی روایت نقل کر چکا ہوں کہ جس میں مٹی کے ہرے رنگ کا ایک گھڑا اور دو مٹی کے پیالے وغیرہ کا ذکر ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس جہیز کے سامان میں ایک چمڑے کا فرس اور سوئی عبا اور پانی کی ایک مشک بھی تھی۔

• ابن ابی یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ، آپ نے فرمایا، حضرت علی علیہ السلام کی تزویج، حضرت قاسمؓ سے ایک بیانی چادر، ایک زرہ اور ایک مینڈھے کی کھال کے عوض ہوئی۔ (کاف)

ابن بیکر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ زہراؑ کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے ایک حلیمہ پر کی جس کی قیمت تیس درہم تھی۔

ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ فرمایا، اے حضرت فاطمہؑ زہراؑ کے مہر میں پوری دنیا کا ایک چوتھائی حصہ دیا، اور پھر آخرت میں پوری جنت اور پوری جہنم آپ کے مہر میں دیدی۔ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں گی اور اپنے دوستداروں کو جنت میں۔
آپ صدیقہ کبریٰ ہیں، آپ کی معرفت پر قرونِ اولیٰ والے بھی مامور تھے۔

(توضیح) علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ آئندہ امام محمد تقی علیہ السلام کے حالات میں آئے کہ آپ نے ام الفضل بنت مامون سے عقد فرمایا تو وہی مہر ادا کیا جو آپ کی جدہ ماجدہ حفصہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا تھا اور وہ پانچ سو درہم تھے

• معاویہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے جناب فاطمہ زہرا کی ایک زرہ حلیہ کے عوض کی۔ اور ان کا بستر مینڈھے کی کھال محتاجب دونوں اس پر لیٹے تو الارض اپنے سیرلوں کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔ (کافی)

• البوریم از صاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کا مہر ایک بوسیدہ چادر اور ایک زرہ حطیہ تھا اور ان کا فریاد ایک مینڈھے کا کمال تھی جس کو یہ دونوں بچھاتے تھے اور اسی پر سوتے تھے۔ (کافی ۱۰)

• یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وہی حکم دیا کہ میں تمہارا نکاح ان سے کر دوں۔ اے فاطمہ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر کتنا کرم ہے کہ تمہاری تزویج ایک ایسے شخص سے کرنے کا حکم دیا جو اسلام میں سب سے مقدم ہے، علم میں سب سے آگے ہے اور علم میں سب سے زیادہ ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا خوش ہوئیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ وہ فضل و شرف جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد و آل محمد کو عطا فرمائے ہیں انہیں بیان کر کے جناب فاطمہ زہرا کو اور زیادہ سرور کرے اس لیے آپ نے فرمایا اے فاطمہ! سنو! علی کو اللہ نے آٹھ خصلتوں سے نوازا ہے:

(۱) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان (۲) علم (۳) حکمت (۴) تمہیں جو جس (۵) حسن و حسین جیسے فرزند (۶) امر بالمعروف کی توفیق (۷) نبی عن النکر کی جرأت (۸) اللہ کی کتاب کی روشنی میں فیصلے کرنے کی قوت۔

اے فاطمہ! ہم اہلبیت کو اللہ نے سات ایسی خصلتیں عطا فرمائی ہیں جو دنیاویں ہیں کسی کو ملیں اور نہ ہمارے بعد آخرین میں سے کسی کو مل سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

ہمارا نبی خیر الانبیاء ہے اور وہ تمہارے بابا ہیں۔ ہمارا وہی خیر الاولیاء ہے اور وہ تمہارے شوہر ہیں۔ ہمارا شہید سید الشہداء ہے اور وہ حضرت حمزہ ہیں جو تمہارے بابا کے چچا ہیں۔ ہم ہی میں جعفر طیار ہیں جن کو اللہ نے جنت میں دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ ہر طرف پرواز کرتے ہیں جو تمہارے چچا ہیں۔ ہم ہی میں سے اس اُمت کے سبطین ہیں اور وہ تمہارے دونوں فرزند ہیں۔ (خصال شیخ صدوق ۲)

(۳۲) شیعان حضرت علی و فاطمہ

کیسے برأت نامہ اور شجرہ طوئی

کتاب مناقب خوارزمی میں بلال بن حماد سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے برآمد ہوئے تو آپ کا چہرہ اقدس اس طرح چمک رہا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔

عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: یا حضرت! آج تو آپ کا چہرہ اقدس بہت ہی زیادہ نورانی ہے۔ کیا وجہ ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں آج اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے اپنے بھائی زین العابدین

اور اپنی بیٹی کے متعلق بشارت ملی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے علی کا عقد فاطمہ سے کر دیا ہے اور خازن جنت رضوان کو حکم دیا کہ وہ درخت طوبی کو حرکت دیں۔ چنانچہ انھوں نے اس کو ہلایا جس کی حرکت سے اہلبیت کے دوستوں کی تعداد کے برابر پتے گرے، ان پتوں کو نوری فرشتوں نے اٹھالیا۔ اب جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ فرشتے آواز دیں گے اور شیعان اہلبیت کو نام بنام پکار کر پیٹنے ان کے حوالے کریں گے اور یہ پتے آتش جہنم سے برأت کی سند ہوں گے اور جس مرد یا عورت کو یہ سند ملے گی وہ میرے بھائی اور میری بیٹی کی برکت سے جہنم سے محفوظ ہو جائے گا تاریخ بغداد میں اتنا اور اضافہ ہے کہ ان پتوں پر یہ عبارت تحریر ہوگی:

براءة من العلی الجبار لشیعة علی و فاطمة من الناس
(یہ برأت نامہ ہے علی جبار کی طرف سے آتش جہنم سے (نجات کیلئے) شیعان علی و فاطمہ کیلئے کتاب الخراج و الجراح میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت ہے۔ کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ تاریخ بغداد میں اپنے اسناد کے ساتھ بلال بن حماد سے یہی روایت تحریر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ برأت کے پرولنے ہوں گے جن پر یہ تحریر ہوگا:

براءة من العلی الجبار لشیعة علی و فاطمة من الناس
(تاریخ بغداد اور مناقب)

(۳۳) زمین کا حضرت علی سے کلام کرنا

حافظ محمد بن محمود بخاری نے اپنے اسناد کے ساتھ اسما بنت عمیس سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ نے مجھے بتایا کہ شادی کی پہلی شب میں علی ابن ابی طالب نے مجھے ڈرا دیا۔ میں نے عرض کیا اے سیدہ عالم! کیا آپ ڈر گئیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے سنا کہ زمین علی سے گفتگو کر رہی ہے اور وہ بھی زمین سے مصروف گفتگو ہیں۔ (دیکھ کر مجھے خون محسوس ہوا) صبح کو میں نے یہ واقعہ اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا تو آپ فوراً سجدہ شکر بجالائے اور تادیر سجدے کے بعد مجھ سے فرمایا:

اے فاطمہ! مبارک ہو تمہاری نسل پاک ہوگی اللہ نے تمہارے شوہر کو تمام مخلوقات سے افضل کیا ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ روئے زمین پر مشرق و مغرب میں جو کچھ

(کنز العمال)

۳۴ = حضرت علی کی دعا برائے شکر

احمد بن عبد اللہ شیبانی نے حضرت

محمد بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی بن امام حسین علیہم السلام سے انھوں نے اپنے آباؤ کے کلام سے انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ایسی عمدہ نعمتیں فراہم کر رکھی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اس طرح شکر خداوندی ادا کیا:

”رَبِّ اَوْفِنِي عَنِّي اَنْ اَشْكُرَكَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَلْعَمْتُ عَلَى وَعَلَى وَالِدَيَّ
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ“ وَأُصَلِّحَ لِي فِي ذُرِّيَّتِي“

(سورة النمل آیت ۱۹)

ترجمہ: (پروردگار! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ اور میرے والدین کو بخشی ہیں۔ نیز اس امر کی بھی توفیق عطا فرما کہ میں ایسے اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی اور خوش ہو جائے۔) ”اور میری اولاد (ذریعہ) کو بھی میرے لیے صالح قرار دے۔“ اس پر آنحضرت نے فرمایا: آمین رَبِّ الْعَالَمِينَ یا خیر الناصرین۔

۲۵ = نسباً و صہراً کی تفسیر

ابن عباس، و ابن مسعود، جابر

برادر، انس، ام سلمہ، سدی، ابن سیرین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام ”هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا“ (سورة الفرقان آیت ۵۴) کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سے مراد محمد و علی و حسن و حسین ہیں اور ”كَانَ سَبْلَكَ قَدِي بُرًّا“ سے مراد قائم آل محمد ہیں۔ آخر زمانے میں کیونکہ سوائے ان کے نسب و سببی دونوں رشتے صحابہ میں سے کسی سے قائم نہیں ہوئے۔ اسی رشتہ نسب و سببیت کی وجہ سے یہ مستحق میراث ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس آیت میں بَشَرًا سے مراد جناب رسول مقبول ہیں اور نَسَبًا سے مراد جناب فاطمہ زہرا ہیں اور صِهْرًا سے مراد حضرت علی ہیں۔ تفسیر ثعلبی میں ابن سیرین کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

جناب فاطمہ زہرا کے شوہر حضرت علی کے لیے نازل ہوئی۔ اس لیے کہ آپ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی بھی ہیں اور آپ کی دختر کے شوہر بھی ہیں۔ اس لیے نسب اور دامادی دونوں ہی آپ میں جمع ہو گئی ہیں۔

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ فاطمہ سے کہہ دیجیے کہ علی کی نافرمانی کبھی نہ کریں گی، اس لیے کہ ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

• حضرت فاطمہ زہرا کی شادی حضرت علی علیہ السلام سے کرنے پر کچھ لوگ آپ پر خفا ہوئے۔ اور چیمگیوں سے مارنے لگے۔ (اس پر)

آنحضرت نے فرمایا: سنو! اگر علی پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو اور مہر نہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو روئے زمین پر فاطمہ کا کوئی کفو اور مہر ہی نہ تھا۔

• مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو پیدا نہ کیا ہوتا تو روئے زمین پر حضرت فاطمہ کا کوئی کفو ہی نہ تھا خواہ وہ آدم ہوں یا کوئی اور۔

علامہ مجلسی کا تنقیدی جائزہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کی لڑکیوں کو اپنے عقد میں لے لیا اور اپنی دو لڑکیوں کو عثمان کے عقد میں دے دیا۔

اس کے جواب میں، میں یہ کہتا ہوں کہ کسی کی لڑکی سے رسول اللہ کا عقد کر لینا یہ اس کے لیے فضیلت کی دلیل نہیں ہے۔ ہاں، اگر یہ دلیل ہے تو صرف اس امر کی کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور کلمہ شہادتین پڑھتے تھے۔ علاوہ بری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شیخین ہی کی لڑکیوں سے تو عقد نہیں فرمایا، بلکہ آپ نے تو اور لوگوں کی لڑکیوں سے بھی عقد فرمایا: اس میں فضیلت (صرف ان ہی لڑکیوں سے بلکہ) دوسروں کو بھی ایسی ہی ہونی چاہیے جیسی فضیلت شیخین کو دی جاتی ہے۔

اب رہ گئی عثمان کی بات، تو اس میں بڑا اختلاف ہے کہ جن لڑکیوں کا عقد عثمان سے ہوا تھا وہ حقیقت آپ کی لڑکیاں بھی تھیں یا نہیں؟ اور پھر یہ کہ ان ہی لڑکیوں کی شادی آپ نے عثمان سے ہیہ کافروں سے کر دی تھی۔ لہذا اگر ان کے لیے یہ کوئی شرف ہے تو اس شرف میں کافر بھی ان کے

شریک ہیں لیکن جناب فاطمہ زہرا کا معاملہ ایسا نہیں ہے، اس لیے کہ آپ عہد اسلام میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا شمار آل عبا میں ہے، آپ اہل مباہلہ میں سے بھی ہیں اور بہت ہی ناگزیر حالات میں اسلام کی خاطر ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں، آپ کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی، جبریل امین نے اہل کسار میں شریک ہونے پر فخر کیا ہے جبکہ آپ اہل کسار میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل بیت جن میں حسن و حسین اور علی و فاطمہ ہیں، آپ کی صداقت پر کوئی دبی ہے۔ آپ گیارہ ائمہ معصومین و طاہرین کی والدہ ماجدہ ہیں جن میں حسن و حسین جیسے جوانان جنت کے سردار بھی ہیں، آپ ہی سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و پاکیزہ نسل جلی آپ ہی سیدہ نساء عالمین ہیں۔ آپ کی شادی آپ کے خاندان میں ایسے شخص سے ہوئی جو آپ کے لیے اجنبی نہ تھا (جو مرتبہ میں اللہ کی نظر میں مصطفیٰ کے بعد مرتبے ہیں) شیخین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ جوڑا اور علی ابن ابی طالب سے خود رسول اللہ نے اپنا رشتہ قائم کیا۔ آپ نے شیخین کے پیغام شادی کو رد کر دیا، پھر علی و فاطمہ کی شادی بھی عجمیہ شان سے ہوئی، عقد پڑھنے والا اللہ اور قبول کرنے والے جبریل امین خطبہ نکاح پڑھنے والا راحیل شادی کے گواہ حاملانِ عرش تصدق کرنے والے رضوان خازنِ جنت تھے، تصدق کرنے کے لیے طبق شجرہ طوئی تھا، صدقے کی چیزیں موتی یا قوت و مرجان تھیں، صدقے کو لوٹنے والے اہل جنت، آپ کو سنوارنے اور آراستہ کرنے کا حکم دینے والے رسول اللہ سنوارنے والی آراستہ کرنے والی ازواجِ نبی اور حجلہ عروسی کو سجانے والی اسماہ تھیں اور نکاح کے نتیجے میں جناب ائمتہ طاہرین پیدا ہوئے۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

(۳۶) سامانِ جہیز کی خریداری

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے علی! ابھی جاؤ اور اپنی فزادہ فروخت کر کے اس کی قیمت میرے پاس لاؤ، تاکہ اس سے اپنی بیٹی فاطمہ کا جہیز اور تمہارا گھر کا ساز و سامان خریدا جائے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ یہ حکم پا کر میں بازار گیا اور اپنی زرہ چار سو درہم پر فروخت کر کے ساری رقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان درہموں میں سے ایک منہی اٹھا کر مقدارِ دین اس سے دی اور فرمایا، یہ لو، اس سے فاطمہ کا جہیز خریدو، خوشبو زیادہ خریدنا۔

مقداد بازار گئے اور یہ چیزیں خریدیں: ایک جچی، ایک مشکیزہ، چمڑے کا ایک ٹیکہ ایک چٹائی۔ اور یہ سب چیزیں لا کر آنحضرت کے سامنے رکھ دیں۔ اس وقت اسماہ بنت عمیس بھی وہاں موجود تھیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

آپ نے حضرت ابوبکر کو بلایا اور فرمایا، لو ان درہموں سے میری بیٹی فاطمہ کے لیے سامانِ جہیز خرید لاؤ۔

پھر آپ نے حضرت سلمان اور حضرت بلالؓ کو بھی ان کے ساتھ بھیجا، تاکہ سامان کی خریداری اور بار برداری میں ان کی مدد کریں۔

حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سامان کی خریداری کے لیے ترستھ درہم عنایت فرمائے تھے جن سے میں نے مندرجہ ذیل چیزیں خریدیں۔

- (۱) مہری کتاں سے بنی ہوئی ایک قوشک جس میں اون بھرا ہوا تھا۔
- (۲) چمڑے کا ایک فرش
- (۳) چمڑے کا ٹیکہ جس میں لیف خرمابھرا ہوا تھا۔
- (۴) ایک خیری عبا
- (۵) ایک مشکیزہ
- (۶) کچھ مٹی کے پیالے
- (۷) چند عدد گمرے
- (۸) ایک مٹی کا لوٹا
- (۹) ایک اون ہلکا پردہ

یہ چیزیں ہم لوگ اٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور سامنے رکھ دیں۔

آنحضرت نے جب اس مختصر سے سامان کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور آسمان کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ پروردگار! تو برکت عطا فرما، ان لوگوں کو جن کے تمام برتن مٹی کے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے زرہ کی باقی قیمت حضرت ام سلمہ کے پاس جمع کرادی اور فرمایا: یہ درہم اپنے پاس رکھو۔

(۳۷) حضرت خدیجہ کا اسماہ بنت عمیس سے عہد لینا

علی بن عیسیٰ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سید حلال الدین عبد المجید بن فحار موسوی نے بھی الفاظ کے مختصر سے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے کہ اسماہ بنت عمیس کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے وقت میں پہنچی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے عرض کیا، آپ تو سیدہ نساء ہیں آپ زوجہ نبی ہیں آپ کو تو

آنحضرتؐ نے خود اپنی زبان سے جنت کی بشارت دی ہے پھر بھی آپ روتی ہیں ؟
 انہوں نے کہا، میں اس لیے نہیں روتی، بلکہ مجھے خیال آتا ہے کہ جب لڑکی کی
 شادی ہوتی ہے تو اسے ایک ایسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی ضروریات پوری کرے
 اُس کی دیکھ بھال کرے۔ میری بیٹی فاطمہ ابھی بہت کمسن ہے اگر میں مراؤں گی تو اس کی شادی
 کے وقت کون اس کی دیکھ بھال کرے گا۔

میں نے عرض کیا، میری مالکہ! میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ اگر میں اس وقت
 تک زندہ رہی تو آپ کی جگہ میں اُن کی دیکھ بھال کروں گی۔

الغرض فاطمہؓ زہراؓ کی رخصتی کی شب جب آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا:
 تمام عورتیں اب یہاں سے چلی جائیں اور حجرہ خالی کر دیں۔

سب تو چلی گئیں مگر میں نہ گئی۔ جب آنحضرتؐ وہاں سے چلنے لگے تو آپ نے
 مجھے غور سے دیکھا اور فرمایا:

تم کون ہو ؟

میں نے عرض کیا، میں اسماء بنت عمیس ہوں۔

آپؐ نے فرمایا، کیا میں نے تم سے جانے کے لیے نہیں کہا تھا ؟

میں نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تھا، میرے ماں باپ آپؐ
 پر قربان ہوں، میرا ہر گز یہ ارادہ نہیں تھا کہ میں آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کروں، بلکہ اصل
 بات یہ ہے کہ میں نے حضرت خدیجہ سے عہد کر لیا تھا۔

اس کے بعد اسماءؓ نے آنحضرتؐ کو پورا واقعہ سنایا تو آنحضرتؐ ابدیدہ ہو گئے
 اور فرمایا: اچھا تو پھر تم اس لیے یہاں رُکی ہوئی ہو۔؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں، واللہ اسی لیے رُکی ہوئی ہوں۔

یہ سن کر آپؐ نے مجھے دعا دی۔

حضرت فاطمہؓ زہراؓ سلام اللہ علیہا کا حضرت علیؓ علیہ السلام
 کے ساتھ برتاؤ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا کہ جناب فاطمہؓ زہراؓ افسردہ خاطر آئیں۔

آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا اور فرمایا اے حوریہ! تمہاری افسردگی کی کیا وجہ ہے۔

جناب فاطمہؓ زہراؓ نے عرض کیا، بابا جان! قریش کی کچھ عورتوں نے مجھ پر اورد میرے ابن عم پر طنز یہ جملے استعمال کیے ہیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، آخر وہ عورتیں کیا کہہ رہی تھیں؟

جناب فاطمہؓ زہراؓ نے عرض کیا کہ وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہؐ پر ان کی بیٹی اتنی بھاری تھی کہ آپؐ نے اس کی تزویج قریش کے ایک ایسے مرد فقیر سے کر دی جو مال میں سب سے کم ہے۔ اس کے پاس مال دنیا سے کچھ بھی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! خدا کی قسم میں نے یہ شادی نہیں کی ہے یہ تزویج تو خود خدا نے کی ہے۔ پہلے تو فلاں فلاں اشخاص نے تم سے شادی کا پیغام دیا، لیکن میں نے تمہارے معاملے کو اللہ کے حوالے کر دیا تھا اور لوگوں سے کوئی مطلب نہ رکھا۔ جمعہ کے روز میں نماز فجر میں مشغول تھا کہ میں نے ملائکہ کے پروں کی آواز سنی۔ دیکھا تو جبریل امین ملائکہ کی ستر صفیں لیکر نازل ہوئے اس حالت میں کہ تمام ملائکہ اپنے سروں پر تاج پہنے ہوئے تھے اور قیمتی زیورات اور جنتی حلوں سے آراستہ تھے۔

میں نے پوچھا، اخی جبریل! یہ اجتماع ملائکہ اور اس قدر شادمانی کی کیا وجہ ہے؟ جبریل امین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف نظر کی تو مردوں میں علیؑ کا انتخاب کیا اور عورتوں میں سے فاطمہؓ زہراؓ کا۔ پھر دونوں کی آپس میں تزویج فرمادی، (اس لیے ہم سب بے انتہا مسرور ہیں)

یہ سن کر فاطمہؓ زہراؓ ایک دم مسکرا دیں اور عرض کیا، بابا جان! جس بات پر اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہیں میں بھی راضی اور خوش ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے فاطمہ! کچھ اور بیان کروں تاکہ تمہارے دل میں غمی سے محبت پیدا ہو جائے۔

حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے عرض کیا، جی ہاں۔ ارشاد فرمائیے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا سنو! میدانِ حشر میں جو لوگ اللہ کی بارگاہ میں سوا

① = زنانِ قریش کا طعنہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

حضرت فاطمہؓ زہراؓ سے کچھ عورتوں نے یہ کہا کہ فلاں فلاں لوگوں نے تمہارے پیار سے تمہارا پیغام دیا، مگر انہوں نے اُسے رد کر دیا اور ایک مرد فقیر سے تمہاری شادی کر دی۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ زہراؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا، آپؐ نے میری شادی ایک مفلس شخص سے کر دی۔

آپؐ نے حضرت فاطمہؓ زہراؓ کا ہاتھ پکڑ کر بلایا اور فرمایا، اے فاطمہ! یہ ہے بلکہ میں نے تیری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو اسلام میں سب سے افضل ہے۔ میں سب سے اکمل ہے اور حلم میں سب سے افضل ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ علیؑ میرا

یہ سن کر حضرت فاطمہؓ زہراؓ ہنسنے لگیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میری پر راضی اور خوش ہوں۔

(مناقب شہر آشوب)
ابو قبیل کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ زہراؓ سے فرمایا کہ تمہاری اس وقت تک شادی نہیں کی جیتک کہ جبریل امین حکم خدا لیکر نہ آئے۔

• عمران بن حصین و حبیب بن ابی ثابت کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو علم میں سب سے بہتر ہے۔

• ابن عباس کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو سب سے افضل ہے (میرے بعد)

• کتاب ابن شاہین عبد الرزاق میں اپنے اسناد کے ساتھ عکرمہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا، میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو میرے خاندان میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(مناقب)
• ابن عباس نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ

پرجید خوش ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، اور لے بابا جان! آپ نبی خاتم ہیں اور میرے ابن عم
میرے شوہر اور ولی خدا ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

② شوہر کی اطاعت کا حکم

ابن ابی یعفور نے حضرت ابو عبد اللہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
کی طرف وحی نازل فرمائی کہ فاطمہ زہرا سے کہہ دو کہ (اپنے شوہر) علی ابن ابی طالب کی نافرمانی
کبھی نہ کریں گی، اس لیے کہ اگر وہ ان سے ناراض ہو گئے تو میں بھی فاطمہ سے خوش نہ ہوں گا
(امامی شیخ مفید)

③ آل محمد کے گھروں میں ایک ماہ سے آگ بھی روشن نہیں ہوتی

سوید بن غفلہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی
مال سختی میں مبتلا ہو گئے تو جناب فاطمہ زہرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس گئیں دروازہ کھٹکھٹایا
آنحضرت نے فرمایا اے ام ایمن! میں اپنی پیاری بیٹی کی آہٹ محسوس کر رہا ہوں
ذرا دیکھو تو سہی دروازے پر کون ہے؟
ام ایمن نے دروازہ کھولا تو جناب فاطمہ زہرا داخل ہوئیں۔
آنحضرت نے فرمایا: بیٹی! آج خلاف معمول اس وقت کیسے آئی ہو؟
جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا: بابا جان! یہ ارشاد فرمائیے کہ فرشتے کس چیز کو
اپنی غذا بنا رہے ہیں؟
آنحضرت نے ارشاد فرمایا: حمد الہی فرشتوں کی غذا ہے۔
حضرت فاطمہ زہرا نے پوچھا: اور ہماری غذا کیا ہے؟
آنحضرت نے ارشاد فرمایا: بیٹی! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری
جان ہے۔ ایک ماہ سے سارے آل محمد کے گھروں میں آگ بھی روشن نہیں ہوئی۔ اچھا میں تم کو
وہ پانچ کلمات بتاتا ہوں جو جبریل نے مجھ کو بتائے ہیں۔
حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا: بابا جان! ارشاد فرمائیے۔

اپنے ناتے پر سوار ہوں گے۔ دوسرے میرے چچا حمزہ جو میرے ناتے (غصبا) پر ہوں گے، میرے
میں براق پر سوار ہوں گا، چوتھے تمھارے شوہر علی جو جنت کے ایک ناتے پر سوار ہوں گے۔
جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا: بابا جان! وہ ناتہ کیسا ہوگا؟
آنحضرت نے فرمایا: بیٹی! اس ناتے کی تخلیق نور سے ہوگی۔ اس کے پہلو مخمل
کی طرح نرم ہوں گے، اُس کا رنگ زرد، سر اُس کا سرخ، آنکھوں کے حلقے سیاہ، اس کے
پیر سونے کے، مہا رُتازہ موتیوں کی، آنکھیں یا قوت کی، پیٹ سبز زبد کا اور اُس ناتے پر ایک
سفید موتیوں کا تہہ ہوگا، جو اس قدر شفاف ہوگا کہ اس کا ظاہر باطن سے اور باطن اُس کے
ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ یہ اللہ کے ناقوں میں سے ایک ناتہ ہوگا، اس کے ستر رُکن ہوں گے، اور
ایک رُکن سے دوسرے رُکن تک ستر ہزار منک ہوں گے جو طرح طرح کی زبانوں میں اللہ تعالیٰ
کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوں گے اور جس وقت علی ابن ابی طالب اس ناتے پر سوار ہو کر ملائکہ کی
صفوں میں سے گزریں گے تو ملائکہ کہیں گے کہ دیکھو! یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا محترم ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نبی مرسل ہے یا کوئی ملک مقرب ہے یا حائل عرش ہے یا حائل
کرسی ہے۔

اُس وقت عرش کے نیچے سے آواز آئے گی، اے لوگو! سنو! یہ شخص نہ کوئی
نبی مرسل ہے نہ ملک مقرب ہے بلکہ یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

یہ آواز سب سنیں گے اور پھر ہر جہاں جانب سے خلقت خدا انھیں دیکھنے کے
لیے ٹوٹ پڑے گی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی شان دیکھ کر کہیں گے انا للہ وانا الیہ راجعون
ہم دنیا میں ان کے متعلق حدیثیں سنتے تھے مگر تصدیق نہیں کرتے تھے۔ لوگ ہمیں نصیحتیں کرتے
تھے مگر ہم قبول نہیں کرتے تھے اور جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے دوستدار ہوں گے وہ اس
عروہ وثقی (علی) کے دامن کو تھام لیں گے۔

اے فاطمہ! علی کے دوستدار اس طرح نجات پائیں گے۔

اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا میں کچھ اور بیان کروں تاکہ
تم علی سے اور محبت کرنے لگو؟

جناب فاطمہ زہرا نے ارشاد فرمایا: بابا جان! اور بھی بیان فرمائیے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ جبریل امین نازل ہوئے اور بولے:

یا رسول اللہ! آپ اللہ کی طرف سے علی کو سلام پہنچا دیجیے۔
یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا کھڑی ہو گئیں اور کہنے لگیں: بابا جان! اس اس

﴿۶﴾ سورہ ہل اُنّی میں احترام جناب فاطمہ

عالم علیہ السلام یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہل اُنّی اہل بیت کی شان میں نازل فرمائی ہے اس میں جنت کی تمام نعمتوں کا ذکر ہے مگر حور عین کا ذکر نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا اس لیے کیا گیا ہے تاکہ جناب فاطمہ زہرا کا احترام باقی رہے (کیونکہ آپ بھی حورا ہیں۔) (مناقب ابن شہر آشوب)

سفیان ثوری نے ابو صالح سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آیت ”إِذَا النُّفُوسُ شَرَّتْ وَجَّتْ“ (سورۃ التکویر آیت ۷) سے مراد یہ ہے کہ روز قیامت تمام مومنین جب ہل صراط کو طے کر کے دوسری جانب پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے پر دنیا کی عورتوں میں سے چار کے ساتھ اس کی شادی کرے گا اور اس کے علاوہ ستر ہزار حور بھی اس کے حصّہ میں آئیں گی سوائے حضرت علی ابن ابی طالب کے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہ زہرا کے آپ دنیا میں بھی شوہر ہیں اور آخرت میں بھی آپ ان کے شوہر رہیں گے۔ دنیا کی عورتوں میں سے کوئی عورت وہاں آپ کی زوجہ نہ بن سکے گی، البتہ ستر ہزار حور اللہ تعالیٰ ان کو بھی عطا فرمائے گا اور ہر حور کے ستر ہزار خادم ہوں گے۔

○○○

آنحضرت نے ارشاد فرمایا، وہ پانچ کلمات یہ ہیں: یا سرب الاولین والآخرین۔ یا ذا القوة المتین۔ یا ارحم الراحمین

یا سرحم الراحمین
یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا واپس آگئیں
حضرت علی نے پوچھا اے فاطمہ! تم پر میرے مال باپ فدا ہوں، آنحضرت نے کیا ارشاد فرمایا؟

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، میں دنیا کے لیے گئی تھی، آخرت لیکر آئی ہوں۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بیشک تمہارے سلسلے خیر ہی خیر ہے۔
(دعوات راوندی)

﴿۴﴾ جناب فاطمہ کو شکایت کہ حضرت علی سب کچھ راہ خدا میں دیدیتے ہیں

حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہ زہرا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! علی تو گھر میں کوئی چیز نہیں چھوڑتے، سب کچھ مساکین کو دیدیتے ہیں۔

آنحضرت نے فرمایا، فاطمہ بیٹی! علی کے کار خیر کے معاملات میں بھلا میں کس طرح دخل ہو سکتا ہوں؟ (جس طرح ہو سکے علی کے ہر معاملہ میں خوش رہنے کی کوشش کیا کرو) کیونکہ علی کی ناراضگی میری ناراضگی ہے اور میری ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ (مصباح الاورد)

﴿۵﴾ جناب فاطمہ کی حیا میں حضرت علی پر دوسری عورت حرام تھی

ابو بصیر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام پر جناب فاطمہ زہرا کی زندگی میں تمام عورتوں کو حرام کر دیا تھا۔

سائل نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں تھا؟
آپ نے فرمایا کہ جناب فاطمہ زہرا طہرہ و طہرہ تھیں آپ کو حیض نہیں آتا تھا (اللہ شفیق)

حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام اپنے پیرِ عالی قدر پر تمام عمر روتے ہی رہے۔ جب بھی آپ کے سامنے کھانا رکھا جاتا آپ گریہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ایک دن آپ کے غلام نے آپ سے کہا مجھے خوف ہے کہ روتے روتے آپ کی جان نہ چلی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ مجھے جب بھی بنی فاطمہؑ کا مقتل یاد آتا ہے گریہ گلوگیر ہو جاتا ہے۔ (خصال شیخ صدوق)

• شیخ صدوق کی امالی میں بھی ابن معروف سے اسی قسم کی روایت ہے۔

② = آنحضرتؐ کا عالم نزع اور جنابِ فاطمہؑ کا گریہ

امالی شیخ مفید رحمہ اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا تو آپ اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ کسی نے آپ سے سبب گریہ دریافت کیا آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، میں اپنی ذریت کے لیے گریہ کرتا ہوں کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ شریر لوگ میرے بعد میری ذریت پر کبچے کیسے مظالم ڈھائیں گے، گویا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد میری بیٹی فاطمہؑ پر نوع بہ نوع ظلم کیے جارہے ہیں، اور وہ بابا، بابا کہہ کر دیکھا رہی ہے۔ مگر میری اُمت میں کوئی ایسا نہیں جو اس کی مدد کرے۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ زہراؑ روئے لگیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی میرے سامنے نہ رو۔ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے عرض کیا، بابا، میں اپنی مصیبت پر گریہ نہیں کر رہی ہوں، بلکہ آپ کی جدائی مجھ پر شاق ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! تم کو بشارت ہو کہ تم بھی بہت جلد مجھ سے ملو گی کیونکہ تم میرے اہل بیت میں میرے پاس آنے والوں میں پہلی ہو گی۔ (امالی شیخ مفید)

• ابوبکر جعال اور ابونعیم فضل بن ذلین و شعبی نے مصروق سے اور سنن میں قزوینی سے اور ابانہ میں عیسیٰ سے اور سند میں موصیٰ سے اور فضائل میں احمد سے اپنے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ سے اور اس نے مصروق سے بھی روایت نقل کی ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے

① = دنیا کے پانچ مشہور رونے والے

سہیل بھرائی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرفوع روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کثرت سے رونے والے پانچ گذرے ہیں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام، (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام، (۳) حضرت یوسف علیہ السلام، (۴) جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا بنت حضرت محمد مصطفیٰ (۵) حضرت امام علی ابن الحسین (امام زین العابدین علیہ السلام)

حضرت آدم علیہ السلام فراقِ جنت میں اتنا روئے کہ آپ کے رخساروں پر نہروں کی طرح نشانات پڑ گئے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی، یہاں تک کہ اُن سے یہ کہا گیا (جس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح نقل فرمایا ہے) تَاَلَلَّهٖ تَفْتَسُوْا اَنْذَكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰی تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝

(سورہ یوسف آیت ۸۵)

ترجمہ: (خدا کی قسم آپ برابر یوسفؑ ہی کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ بیمار پڑ جائیں یا ہلاک ہی ہو جائیں۔)

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی فراقِ پدر میں اتنا روئے کہ قید خانے کے دوسرے قیدی آپ کے رونے سے پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ رونے کے لیے دن رات میں سے کوئی ایک وقت مقرر کر لیجیے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کی بات مان لی۔ حضرت فاطمہؑ زہراؑ بھی اپنے پیرِ بزرگوار کی جدائی میں اتنا روئے کہ اہل مدینہ نے آپ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ کے ہر وقت رونے سے ہم لوگ بہت تنگ آ گئے ہیں آپ کے اس کے بعد مقابرِ شہداء میں جا کر رونا کرنی تھیں۔

کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ نے وفات پائی، تو جناب فاطمہؑ زہراؑ آپ کے پاس آئیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے۔
یہ سن کر فاطمہؑ زہراؑ رونے لگیں۔

آپؐ نے فرمایا، بیٹی! رُو نہیں، میرے بعد تم پر سارے بہتر دن گذریں گے کہ تم مجھ سے آلوگ، اور تم مجھ سے اُس وقت تک نہ ملوگ جب تک کہ تم کو جنت کے چولوں کا تحفہ نہ مل جائے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہراؑ ہنسنے لگیں۔ (قصص الانبیاء)

صحیح بخاری، وصحیح مسلم وحلیۃ الاولیاء اور مستدرک احمد بن حنبل میں مرقوم ہے کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ موت میں جناب فاطمہؑ زہراؑ کو بلایا۔ اور انھیں اپنے نزدیک بلا کر کان میں کچھ کہا، جسے سن وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد پھر آپؐ نے کچھ سرگوشی فرمائی تو فاطمہؑ زہراؑ مسکراتے لگیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب میں نے ان سے رونے اور مسکرنے کا سبب پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ میرے بابا نے جب اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگی اور جب یہ فرمایا کہ ان کی وفات کے بعد سب سے پہلے میں اُن سے جا ملوں گی تو میں مسکراتے لگی۔
• کتاب ابن شاہین میں حضرت ام سلمہؓ و حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت فاطمہؑ سے مسکرنے اور گریہ کرنے کا سبب پوچھا :

انھوں نے جواب دیا کہ بلانے اپنی موت کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میرے بعد میرے اہل بیت پر سختی کی جائے گی اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے؛ یہ سن کر میں رونے لگی۔ لیکن انھوں نے فرمایا کہ تم مجھ سے سب سے پہلے ملاقات کرو گی؛ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

• حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جناب فاطمہؑ زہراؑ صرف پچھتر دن زندہ رہیں اور اس عرصے میں آپؐ ہر وقت غمزدہ و افسردہ رہیں۔ آپؐ کی تسلی دینے کے لیے حضرت جبریلؑ ایں برابر آیا کرتے اور اُن سے اُن کے پیر گرامی قدر کے جنت میں مکان کی کیفیات اور آپؐ کی فدیت پر جو واقعات گذرنے والے تھے اُن کو بیان کرتے اور حضرت علیؑ علیہ السلام اُن کو لکھ لیا کرتے تھے۔

(کتاب الخراج و الحجرات)

• تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ جناب فاطمہؑ زہراؑ کے پاس آئیں۔

آپؐ نے پوچھا، اے بنتِ رسول! کیسا مزاج ہے آپ کا؟

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، بہت کرب و بیچینی میں بسر کر رہی ہوں، پیر بزرگوار نے وفات پائی، اُن کے وحیِ ظلم کیا گیا، رسول اللہؐ کا حجاب تار تار کر دیا گیا۔ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسولؐ کے بالکل خلاف امامت و وصایت پر قبضہ کر لیا گیا۔ مگر یہ بدری و احدی کیسے تھے جو انسانی کے دلوں میں پرورش پار رہے تھے اور اب تک اس لیے جھپٹائے ہوئے تھے کہ ممکن ہے کہ رسولؐ سے چٹل لگادے۔ اب جبکہ یہ لوگ حکومت پر قابض ہو چکے ہیں تو ہم پر ظالم کی بارش شروع کر دی، اور اب وہ تسی کٹ جائے گی جو ایمان کے دونوں سروں کو ملائے ہوئے تھی اور اللہ نے جو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ رسالتِ حفاظت اور مومنین کی کفایت کرے گا، وہ ضعیف الامان لوگوں کی نظر میں مشکوک دکھائی دے گا۔ اُدھر وہ لوگ اس پُر فریب دنیا سے مال و دولت سمیٹے میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر یہ لوگ مرد کے لیے پکار رہے ہیں جن کے آباء و مورث اعلیٰ کر بناک مٹوں میں کام آئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ (مناقب)

(۳) = آنحضرتؐ کی پیشین گوئیاں

ابن عباسؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل روایت کی جس میں آنحضرتؐ نے اپنے اہل بیت پر آئندہ ہونے والے مظالم کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپؐ نے فرمایا :

”میری بیٹی فاطمہؑ تو سیدہ نساء عالمین اولین و آخرین ہے، میرا ایک لکڑا ہے، میری آنکھوں کا نور ہے، میرا بیوہ دل ہے، میری وہ روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، حوراء انسیہؓ ہے جس وقت وہ اپنی محرابِ عبادت میں اپنے رب کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور ملائکہ اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح زمین کے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں، اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے :

”اے میرے ملائکہ! ذرا میری کنیزِ خاص فاطمہؑ زہراؑ کو دیکھو۔“

کی سیدہ ہے، یہ میرے سامنے اس طرح کھڑی ہوتی ہے کہ میرے خود اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں اور پورے رجوعِ قلب کے اے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس کے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

(۴) جناب فاطمہ زہرا کا خواب بعد وفات رسول اللہ

ابو بصیر نے حضرت ابو سعید

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو آپ دو چیزیں چھوڑ گئے۔ ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت و اہل بیت۔ اور آنحضرت نے جناب فاطمہ زہرا سے بطور راز کے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ان کے اہل بیت میں سب سے پہلے ان کے پاس پہنچنے والی ہیں۔

جناب فاطمہ زہرا کا بیان ہے کہ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے چند دن بعد میں ایک مرتبہ نیم خوابی کے عالم میں تھی کہ میں نے دیکھا، گویا میرے پاس پدر بزرگوار تشریف لائے ہیں اور جوں ہی میں نے آپ کو دیکھا، بیقرار ہو کر چیخی کہ بابا! ہم سے آسمانی خبریں منقطع ہو گئیں اور میں ابھی اسی عالم میں تھی کہ دیکھا، آسمان سے ملائکہ صفت درصفت نازل ہو رہے ہیں اور ان کے آگے آگے جو دو فرشتے ہیں وہ مجھے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بیشمار قصور، باغات، نہریں نظر آئیں۔ ایک قصر کے بعد دوسرا قصر، ایک نہر کے بعد دوسری نہر، ایک باغ کے بعد دوسرا باغ۔ اور ان قصور کی خور مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہیں جن کا حسن و جمال موتیوں کی طرح آبدار تھا۔ انھوں نے مجھے ہنس ہنس کر خوش آمدید کہا، اور بولیں ”مرحبا! خاتونِ جنت، آپ ہی کے طفیل میں جنت کی اور ہماری خلقت ہوئی ہے۔ جناب فاطمہ زہرا فرماتی ہیں کہ ملائکہ مجھے لے ہوئے اور چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ وہ مجھے ایک ایسے محل میں لے گئے جس میں بہت سے قصر تھے، ہر قصر میں ایسے گھر تھے جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ ان میں تخت بچے ہوئے تھے جن پر سندس و استبرق کے فرش بچے ہوئے، حریر و دریا کے لحان پڑے ہوئے، جگہ جگہ سونے چاندی کے برتن رکھے ہوئے، دسترخوان طرح طرح کے کھانوں سے سجے ہوئے تھے۔

ان باغوں میں ایک نہر جاری تھی جس کا پانی برف سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے پوچھا، یہ نہر کونسی ہے اور یہ گھر کس کا ہے؟ انھوں نے جواب میں عرض کیا، یہ گھر علی کا ہے، یہ جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے اس کے اوپر جنت کا کوئی اور درجہ نہیں ہے۔ اور یہ آپ کے پدر بزرگوار اور ان کے ساتھ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہاں رکھنا چاہتا ہے، ان کا گھر ہے۔

پھر میں نے پوچھا، یہ نہر کونسی ہے؟

تو مجھے وہ مظالم یاد آجاتے ہیں جو میرے بعد اس پر ڈھائے جائیں گے۔ گویا، میں دیکھ رہا ہوں کہ نوعِ بہ نوع اس کے گھر کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ اس کے احترام کو رباؤ کیا جا رہا ہے، اس کا حق غضب کیا جا رہا ہے، اس کو میراث سے محروم کیا جا رہا ہے، اس کا پہلو شکستہ کیا جا رہا ہے جس سے اس کا بچہ دھمن دھمن ہانی ماں کے شکم میں شہید ہو گیا۔ اور وہ ”واحمسداہ“ کہہ کر پکار رہی ہے اور کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، وہ فریاد کر رہی ہے اور کوئی فریاد رس نہیں ہے میرے بعد وہ مسلسل حزن و کرب میں بسر کر رہی ہے۔ ہر وقت روتی رہتی ہے، کبھی وہ اپنے گھر سے وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کو یاد کرتی ہے، کبھی میری جدائی کو یاد کرتی ہے خصوصاً رات کے وقت وہ بہت ہی بے چین ہو جاتی ہے کیونکہ اب نماز شب میں میری تلاوت کلام پاک کی آواز نہیں سنتی۔ پھر وہ دیکھتی ہے کہ اپنے بابا کے زلمے میں تو اس کی بڑی عزت ہوتی تھی مگر اب لوگوں کے درمیان ذلیل و خوار ہے۔ اُس وقت پروردگارِ عالم ملائکہ کو بھیج کر اُس کی دلجوئی فرمائے گا اور وہ اگر اسی طرح اُس کو پکاریں گے جس طرح مرثیہ بنتِ عمران کو پکارا تھا۔ وہ کہیں گے: ”یا فاطمة انت اللہ اصطفتک و طهرک واصطفک علی نساء العالمین۔ یا فاطمة اقتنی لربک و اسجدی واسکعی مع الملکین“

”اے فاطمہ! اللہ نے تجھ کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور انتخاب کیا تجھے عالمین کی عورتوں میں سے۔ اے فاطمہ! اپنے رب کے حضور قنوت پڑھو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“ اس کے بعد فاطمہ زہرا کو درد کی تکلیف شروع ہوگی، وہ بیمار پڑ جائے گی تو اسے اس کی تیمارداری کے لیے مرثیہ بنتِ عمران کو بھیجے گا اور وہ اگر میری بیٹی کی تیمارداری کریں گی اور اس کا دل پہلائیں گی، پھر جب مرض شدت اختیار کرے گا تو فاطمہ زہرا اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرے گی اور کہے گی ”اے میرے محبوب! اب میں زندگی سے اکتا گئی ہوں، دنیا والوں سے بیزار ہو چکی ہوں، اب تو مجھے میرے بابا جان سے ملا دے۔“

چنانچہ اللہ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور وہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے اس حال سے ملے گی کہ محزون و مکروب ہوگی، مغموم و مضروب اور مقتول ہوگی اس وقت میں اس کو دیکھ کر کہوں گا ”خدا یا تو لعنت کر اس پر جس نے میری فاطمہ پر ظلم کیا، اعتبار کر اس پر جس نے اس کو ناراض کیا، ذلیل کر اس کو جس نے اس کو ذلیل کرنا چاہا، اور آتش جہنم میں رکھا اس کو جس نے اس کے پہلو کو محروم کیا، یہاں تک کہ اس کے شکم کا بچہ بھی ساقط ہو گیا۔“ میری اس دعا پر فرشتے آمین کہیں گے۔

انہوں نے کہا: یہ نہر کو شہرے جس کا وعدہ اللہ نے کیا تھا کہ تمہارے بابا کو دے گا میں نے پوچھا میرے بابا کہاں ہیں؟
انہوں نے کہا: وہ ابھی تمہارے پاس آیا ہی چاہتے ہیں۔
ابھی میں یہ باتیں کر رہی تھی کہ میرے سامنے کچھ ایسے قسطنطنیہ ہوئے جو سابقہ قصود سے زیادہ سفید اور نورانی تھے اور ان کے فرش بھی سابقہ فرشوں سے زیادہ خوبصورت تھے اتنے میں میں نے دیکھا کہ بہت سے اونچے اونچے تخت بچے ہوئے ہیں جن پر بہترین فرش بچائے گئے ہیں جن پر میرے بابا اور آپ کے بہت سے اصحاب کبار وغیرہ تشریف فرما ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنے پاس بلا کر گلے سے لگایا اور میری پیشانی کو بوسہ دیا پھر فرمایا:

مرحبا میری دختر!

یہ فرما کر آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا:

اے بیٹی! کیا تم نہیں دیکھتی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہاں مہیا فرمایا ہے اس کے بعد بابا نے مجھے بہت سے قصود کی سیر کرائی جو ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ تھے اور فرمایا:

اے فاطمہ! یہ تمہارے اور تمہارے شوہر تمہارے بچوں اور تمہارے دوستوں کے لیے جائے سکون و قرار ہیں (جو ہمیشہ ان میں رہیں گے) اب تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تم چند روزیں مجھ سے ملنے والی ہو۔

جناب فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ یہ سن کر میرا دل خوشی سے بھولا نہ سانا تھا اور میرا شوق بڑھ گیا اور جو حالت خواب مجھ پر طاری تھی وہ دور ہو گئی۔

حضرت امیر المومنین علیؑ سلام فرماتے ہیں کہ جب فاطمہؑ زہرا خواب سے بیدار ہوئیں تو انہوں نے مجھے بلایا۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟

انہوں نے اپنا پورا واقعہ جو خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اور انہوں نے خدا و رسول کی قسمیں دیں کہ جب ان کی وفات ہو جائے تو اس کی کسی کو اطلاع نہ دیں سوائے زوجہ رسول جناب ام سلمہؓ ام ایمن اور فقہ کے۔ اور مردوں میں دونوں فرزند (حسن و حسین) عبداللہ ابن عباس سلمان فارسی عمار یاسر مقلد ابوذر اور حذیفہ کے۔ یہ بھی کہا کہ میں نے آپ کے لیے حلال قرار دیا کہ میری موت کے بعد میرے جسم پر نظر کریں۔ لہذا جس وقت عورتیں مجھے غسل دیں آپ بھی غسل میں ان کے ساتھ شریک ہوں اور مجھ کو پرودہ شب میں دفن کریں اور کسی کو میری قبر کا پتہ و نشان نہ بتائیں۔

حضرت امیر المومنین علیؑ سلام فرماتے ہیں کہ جب وہ شب آئی جس میں فاطمہؑ زہرا

کی وفات واقع ہوئی تو انہوں نے کچھ دیکھ کر کہا: "وعلیکم السلام" اس کے بعد کہا: اے ابن عم رسول! میرے پاس جبریل آئے ہیں مجھے سلام کیا ہے اور کہا ہے کہ: اللہ نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے اور فرمایا اللہ کے حبیب کی حبیبہ اور ان کے میوہ دل آج آپ جنت الفردوس کی طرف چلی جائیں گی۔

پیغمبر م کے کربل میں چلے گئے۔

حضرت علیؑ سلام کا بیان ہے کہ پھر میں نے دوبارہ فاطمہؑ کو کہتے ہوئے سنا "وعلیکم السلام" اے ابن عم رسول! یہ میکائیل ہیں انہوں نے بھی وہی پیغام دیا جو جبریل نے دیا تھا۔

اس کے بعد فاطمہؑ نے پھر کہا: "وعلیکم السلام" یہ کہتے ہی ان کے آنکھیں کھل گئیں اور کہا: اب عزرائیل آگئے ہیں مشرق سے مغرب تک ان کے پر پھیلے ہوئے ہیں جو شکل ان کی میرے در پر زنگوار نے بتائی تھی بالکل وہی ہے۔

اس کے بعد کہا: "وعلیکم السلام یا قابض الارواح" اس طرح انہوں نے ملک الموت کے سلام کا جواب دیا اور کہا جلدی کرو مجھے تکلیف نہ دینا۔

پھر ہم نے سنا کہ وہ کہہ رہی تھیں اے میرے اللہ! میرے پروردگار! میرے تیری طرف آتی ہوں آتش جہنم کی طرف نہیں۔
یہ کہہ کر فاطمہؑ زہرا نے آنکھیں بند کر لیں ہاتھ پھیلا دیے اور روح اٹنے کے جیم اٹھسہرے یوں پرواز کر گئی جیسے وہ کبھی ان کے جسم میں نہ تھی۔ (دلائل حیر)

⑤ رحلت رسول پر فاطمہؑ زہرا کا مرتبہ اور نوحہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں کہ مجھ کو وفات حضرت فاطمہؑ زہرا کے متعلق بعض کتابوں میں ایک روایت ملی ہے چاہتا ہوں کہ اسے بھی پیش کر دوں اگرچہ یہ روایت کسی دوسری مستند کتاب میں مجھے نہیں ملی: وہ یہ ہے ورقہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ حج کے ارادے سے گیا اور خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا کہ میں نے ایک گندم کو خوبصورت اور شیریں بیان کنیز کو دیکھا جو کیمالی فصاحت اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگ رہی تھی کہ "اے بیت المحرم و زمزم و مقام و مشاعر بنام و خیر و خیر لا نام اور ان کی ذریت کرام کے مالک! میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھ کو

میرے آقا و مولا اور ان کی فدیت پاک کے ساتھ محسوس کرنا۔

پھر اس نے حاضرین سے خطاب کر کے کہا: اے جماعتِ حجاج تم لوگ گواہ رہنا میرا یہ ایمان ہے کہ میرے آقا اور ان کی ذریت دنیا کے تمام جہرین لوگوں سے بہتر اور نیکو کاروں میں منتخب ہیں ان لوگوں کا ذکر تمام دیار و امصار میں پھیل لایا ہے۔ یہ سب صاحبِ افتخار ہیں۔
ورقہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا: اے کینز! میرا خیال ہے کہ تو اہل بیت رسول کی دوستدار ہے؟
اس نے کہا: جی ہاں۔

میں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرے آقا کون ہیں؟
اس نے جواب دیا: میرا نام فطہ ہے، میں حضرت فاطمہ زہرا بنت حضرت محمد مصطفیٰ کی کینز ہوں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے پدر بزرگوار پر ان کے شوہر اور ان کے فرزندوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

میں نے کہا: مرجأ، بہت اچھا ہوا تجھ سے ملاقات ہو گئی۔ مجھے تجھ سے ملنے اور گفتگو کرنے کا بجا اشتیاق تھا، اب چاہتا ہوں کہ تجھ سے چند باتیں مزید دریافت کروں، لہذا طواف سے فارغ ہونا تو طعامِ فردشوں کے بازار میں میرا انتظار کرنا، میں بھی طواف سے فارغ ہو کر وہیں پہنچتا ہوں۔

الغرض جب میں طواف سے فارغ ہوا اور اپنے گھر جانے لگا تو طعامِ فردشوں کے بازار سے ہو کر گذرا، میں نے فطہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے بالکل الگ ایک جانب بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور کچھ قسم پیش کی جو بہرہ تھی صدقہ نہ تھی۔ پھر میں نے کہا کچھ اپنی شہزادی فاطمہ زہرا کی وفات کے حالات بیان کرو اور یہ بھی سناؤ کہ آنحضرت کی وفات کے بعد ان پر کیا گزری۔
یہ سنتے ہی فطہ کی آنکھوں میں آنسو ڈھریانے لگے اور زار و قطار رونے لگیں:
کہنے لگیں: اے ورقہ! تو نے ان چنگاریوں کو بھڑکا دیا جو میں نے دل میں چھپا رکھی تھیں

خیر جب تم نے پوچھا ہے تو بیان کرتی ہوں۔ سنو! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی تو مدینہ میں کوئی چھوٹا یا بڑا شخص ایسا نہ تھا جو غم سے نڈھال نہ ہوا ہو۔ اعزاء و اقرباء اور اصحاب سب ہی نے آپ کی وفات پر گریہ کیا، سب آپ کے غم میں مبتلا ہوئے، مگر ان سب میں کسی کا غم جنابِ فاطمہ زہرا سے زیادہ نہ تھا۔ ان کا غم روز بروز شدید تر ہوتا جاتا تھا۔ سات روز تک آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ کی گریہ و زاری کسی وقت نہ رکتی تھی۔ دن بہ دن نالہ و شہیون میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ جب آٹھواں دن آیا تو آپ کا پیانہ مہر چپک اٹھا اور رات کے وقت اپنے مکان

نوحہ کرتی ہوئی برآمد ہوئیں۔ آپ کی آواز جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل مشابہ تھی اس لیے لوگوں نے سمجھا کہ آنحضرت اپنی قبر سے برآمد ہو گئے ہیں۔ ہر طرف سے مرد، عورتیں اور بچے اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور شہزادی کو اپنے حلقے میں لے لیا۔ لوگوں نے اپنے گھروں کے چراغ گل کر دیے کہ عورتوں کے چہروں پر نظرنہ پڑے۔ اس وقت آپ کے نوحے سے لوگوں کے دل پھٹ جا رہے تھے۔ آپ فرماتی تھیں: ولا تاتاہ و اصفیاء و ام جندبہ و ابابا القاسمہ و اربیع الارامل و الیتامی، من للقبلة و المصلی و من لا یبتک الوالہة الشکلی۔ اے بابا! آپ کہاں ہیں، اے یتیموں اور بیواؤں کے والی آپ کہہ رہیں، اے اب کون خانہ کعبہ و مصلیٰ (مقامِ ابراہیم) کی خبر لے گا، اب کون آپ کی در در سیدہ بیٹی کی فریاد کو سونچے گا۔ اس کے بعد جنابِ فاطمہ زہرا اپنے دامن میں لٹھکتی ہوئی قدم قدم پر رڑھڑاتی ہوئی قبر رسول کی جانب بڑھیں۔ حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو رواں تھے راستہ دکھائی نہ دیتا تھا گرتی پڑتی قبر رسول پر جا پہنچیں۔ جیسے ہی آپ کی نظر باب کی قبر پر پڑی اور گلستہ اذان کو دیکھا تو غش کھا کر گر پڑیں، عورتوں میں ہلچل پڑ گئی، کسی نے انھیں گود میں سنبھالا، کوئی دوڑ کر پانی لائی اور آپ کے سر و چہرے پر پانی چھڑکا۔ جب ہوش آیا تو یوں بین کرنے لگیں۔

بابا! میری قوتِ جواب دے گئی، سکون ناپید ہو گیا، دشمن برائی پر کمر بستہ ہیں، دل میں غم کی آگ بھڑک رہی ہے۔ بابا! میں آپ کے بعد سرگشتہ و پریشان ہوں، میری آواز بپ گئی، میری کمر لٹ گئی، زندگی تباہ و برباد ہو گئی، بابا! آپ کے بعد نہ کوئی میری تنہائی کا انیس ہے اور نہ کوئی میرے آنسو کو پونچھے والا ہے، نہ کوئی میری کمزوری و نا طاقتی میں میرا معین ہے۔ بابا! آپ کے بعد قرآن حکم کی آیات کا خاتمہ ہو گیا، جبریل و میکائیل نے آنا ترک کر دیا۔ بابا! آپ کے بعد سب تدبیریں الٹی ہو گئیں اور مجھ پر ہر طرف کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اب میں اس دنیا سے ہزار ہوں۔ جب تک میرے سینہ میں سانس آتی جاتی ہے گ میں یونہی آپ پر روتی رہوں گی، نہ تو آپ سے ملاقات کا شوق کم ہو گا اور نہ آپ کی جدائی کا غم کم ہو گا۔

پھر باوا زبند بیکار نہ رہے لگیں:
اے بابا! آپ کی جدائی پر میرا رنج و غم ہر وقت تازہ ہے اور خدا کی قسم میرا کچھ غم سے بچنا ناممکن ہے، روز بروز میرے رنج و غم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کم نہیں ہوتا۔
پھر فرمایا:

بابا! آپ کے مرنے سے دنیا تاریک ہو گئی، دنیا کے باغ پر خزاں آگئی، اب میں مسلسل آپ کی جدائی میں نوحہ کرتی رہوں گی یہاں تک کہ آپ سے آکر ملوں۔

روٹی ہے کہ اب وہ درس قرآن دینے والا باقی نہ رہا، اسلام رو رہا ہے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد غریب ہو گیا، کاش آپ اپنے منبر کو دیکھتے کہ ہر چار طرف اندھیرا چایا ہوا ہے۔ پروردگار! میری وفات نزدیک کر دے کیونکہ اب میری زندگی ویران ہو گئی۔

⑥ = آنحضرت کی وفات پر جناب فاطمہ کا مراثیہ

مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے

کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے پیر بزرگوار کی وفات کے بعد یہ مراثیہ پڑھا:

مرثیہ کا ترجمہ:

در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہم پر ایک ایسی مصیبت پڑی ہے (جو ناقابل برداشت ہے، کیونکہ) آپ بے کینہ، صاف دل، صاف طبیعت پاک و پاکیزہ نسل و خاندان سے تھے۔

بابا! آپ چاند تھے اور ایسا نور تھے جس سے لوگ روشنی حاصل کرتے تھے آپ کے پاس خدائے عزیزی کی طرف سے وحی آتی تھی۔ جبریل روح الامین آپ کے ہوتے ہوئے ہمارے گھر میں آتے تھے، افسوس وہ بھی غائب ہو گئے اور اب ہر طرح کی خبریں پوشیدہ ہو گئیں کاش! آپ کی وفات اور پردہ میں چھپ جانے سے پہلے مجھ کو موت آگئی ہوتی۔ آہ! ہم پر ایسی مصیبت پڑی جو آج تک کسی عجمی اور عربی پر نہیں پڑی۔ اللہ کی یہ زمین باوجود رحمت کے ہم پر تنگ ہو گئی ہے۔

بابا! آپ کے دونوں لڑے آپ کے غم میں نڈھال ہیں اور مجھ پر بڑا رنج و غم طاری ہے۔ خدا کی قسم، آپ سارے زمانے سے افضل و بہتر تھے اور جس جگہ صدق و کذب موجود ہوں ایسے ماحول میں آپ سب سے بڑے صادق تھے۔ اب جب تک ہماری آنکھیں باقی ہیں ہم آپ پر رویا کریں گے۔

عمر بن دینار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہرا جب تک زندہ رہیں کسی نے ان کو ہنسنے ہوئے نہ دیکھا۔

④ = حضرت بلالؓ سے اذان کی فرمائش

کتاب ابن ماجہ الفقیہ کے

بابا! جب سے آپ مجھ کو چھوڑ کر گئے ہیں میرا صبر و سکون ختم ہو گیا۔ بابا! آپ کے بعد بیواؤں اور مسکینوں کی کون خبر لینے والا ہے آپ کے بعد قیامت تک اس امت کا کون والی و وارث ہے؟

بابا! آپ کے بعد ہم بالکل ضعیف و کمزور ہو گئے۔ بابا! آپ کے بعد لوگ ہم سے روگرداں ہو گئے، حالانکہ وہی لوگ آپ کی زندگی میں ہمارا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ پھر آپ کی جدائی میں آنسو کیوں نہ رواں ہوں۔ آپ کے فرات پر حزن و ملال سدائیکوں نہ رہے۔ آپ کے بعد کیوں کر نیند آئے۔ آپ ہی تو دین کی بہارت تھے، انبیاء نور تھے، اس مصیبت میں پہاڑ اپنی جگہ کیوں نہیں چھوڑ دیتے، سمندر کیوں نہیں خشک ہو جاتے زمین کو زلزلے کیوں نہیں آتے۔ ہائے آپ کی جدائی کی مصیبت کیا کم تھی کہ لوگوں نے آپ کے لیے ہم پر مصیبتوں کے اور بھی پہاڑ اڑا دیے۔

بابا! آپ پر آسمان کے فرشتے گریہ کر رہے ہیں، وہاں بھی ایک تلامذہ برپا ہے آپ کے بعد آپ کا منبر ویران ہے۔ آپ کی محراب عبادت سوتی ہے، مناجات سے خالی ہے آپ کی محراب کو اپنی آغوش میں یکسر نازاں ہے۔

بابا! آپ کے بعد آپ کی بارگاہ بالکل سنان اور سوگوار ہے۔ میں بھی جیتا کون ہوں آپ کی عزادار رہوں گی اور ابوالحسن بھی آپ کے عزادار رہیں گے۔ وہ ابوالحسن جو آپ کے دو فرزندوں کے باپ ہیں، آپ کے بھائی ہیں، دوست ہیں، محبوب ہیں، وہی جن کی پرورش آپ نے بچپن سے کی، اور پھر بڑے ہوئے تو آپ نے ان کو اپنا بھائی بنایا، اور تمام مہاجر و انصاری سابقین و لاحقین پر ان کو شرف عطا فرمایا۔ یہ مصیبت کا بادل ہم سب اہل بیت پر چھا ہوا ہے۔ ہم روتے روتے مرے جا رہے ہیں، حزن و ملال ہم سے دور نہیں ہوتا۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ایسی آہ سرد بھری کہ معلوم ہوتا تھا گویا روح جسم سے مفارقت کر جائے گی۔ پھر فرمایا:

نوحہ (ترجمہ اشعار)

آہ! جب سے میں نے خاتم النبیین کو کھو یا میرے صبر میں کمی آگئی، سکون رخصت ہو گیا۔ ہاں! آہ! آنکھ خوب آنسو برسا، اور آنسوؤں کا سیلاب بہانے میں نکل نہ کر۔

اے اللہ کے رسول! اے اللہ کے برگزیدہ! اے قیموں اور ضعیفوں کے ملجا و ماوا! آپ کے غم میں کیا پہاڑ اڑا دیا خوش سب رو رہے ہیں، زمین اور فضا کے طیور سب ہی گریہ کن ہیں، حجون و رکن و مشرعاتم کر رہے ہیں۔ بلال! نوحہ کر رہا ہے آپ کی محراب اور آپ کی مجلس درس

”باب الاذان“ میں مرقوم ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلالؓ نے اذان کہنی ترک کر دی اور کہا کہ میں آنحضرتؐ کے بعد اب کسی کے لیے اذان نہیں کہوں گا۔ ایک روز جناب فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بابا کے مؤذن کی اذان سنتوں۔

اس کی اطلاع حضرت بلالؓ کو ملی تو جناب فاطمہؓ زہراؓ کی خاطر کھڑے اذان پر پہنچے اور اذان شروع کی۔ جو نبی حضرت بلالؓ نے اللہ اکبر کہا، شہزادی کو بابا کا زمانہ یاد آ گیا۔ بیقرار ہو کر رونے لگیں۔ اذان کہتے کہتے جب حضرت بلالؓ نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو جناب فاطمہؓ زہراؓ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑیں۔ لوگوں نے بڑھ کر بلالؓ سے کہا اب کس کے لیے اذان کہتے ہو، دختر رسولؐ کا لوا انتقال ہو گیا۔

بلالؓ نے اذان موقوف کر دی۔ جب آپ کو ہوش آیا اور پتہ چلا کہ بلالؓ نے اذان موقوف کر دی ہے تو کہلایا کہ:

بلالؓ سے کہو، کہ اذان کو مکمل کریں۔

بلالؓ نے عرض کیا، دختر رسولؐ! مجھے آپ کی موت کا خوف ہے اس لیے اب

مجھے معاف فرمائیں۔ (اب میں اذان نہ کہوں گا۔)

(من لا یحضرہ الفقیہ باب الاذان)

شیوخ اہل مدینہ کی التجا

جناب فضہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ زہراؓ اپنے گھر واپس آئیں اور شب و روز مصروفِ گریہ و زاری رہیں، نہ ان کی آپس رکتی تھیں، نہ آنسو ٹھکتے تھے۔ بالآخر شیوخ اہل مدینہ حضرت امیر المومنینؑ کے کی خدمت میں آئے اور عرض کیا:

اے ابوالحسن! فاطمہؓ دن رات گریہ کرتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے نہ تو ہم رات کو چین سے سو سکتے ہیں اور نہ دن میں اپنے کام کا جی کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ ان سے ہماری جانب سے یہ التجا کریں کہ وہ یا تو دن کو رو یا کس یا رات میں گریہ کر لیا کریں۔

یہ سن کر حضرت علیؓ نے فاطمہؓ زہراؓ کے پاس آئے اور شیوخ سے کہا پیغمبر ان تک پہنچایا۔

آپ نے کہا اے ابوالحسن! آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ فاطمہؓ اب تم لوگوں کے درمیان زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہے گی۔ لہذا اپنے جیتے جی وہ گریہ و زاری ترک نہ کریں

اسی طرح شب و روز اپنے بابا کی جدائی میں گریہ و زاری کرتی رہے گی تا اینکہ اپنے بابا سے ملاقات کے حضرت علیؓ نے فاطمہؓ کو فرمایا، بنت رسولؐ! جو تمہارا جی چاہے کرو تمہیں کوئی روئے سے روک نہیں سکتا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فاطمہؓ زہراؓ کے لیے مدینہ سے باہر بقیع میں ایک حجرہ بنوادیجا جس کو بیت المحزن کہتے ہیں۔ چنانچہ جناب فاطمہؓ زہراؓ کا اس کے بعد یہ دستور ہو گیا کہ صبح کے وقت حسنؓ و حسینؓ کو اپنے ساتھ لیکر حجت البقیع جاتیں اور دن بھر وہاں پر گریہ کرتیں، جب شام ہوتی تو حضرت امیر المومنینؑ علیؓ نے فاطمہؓ زہراؓ کو انھیں جا کر لے آتے تھے

(۸) جناب فاطمہؓ کا خطاب

امالی طوسی میں ابن عباسؓ سے معانی الاخبار میں فاطمہؓ بنت الحسینؑ سے اور اجتہاد طبرسی میں سوید بن غفلہ سے یہ روایت مرقوم ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ زہراؓ مرض وفات میں مبتلا ہوئیں تو مہاجرین و انصار کی کچھ عورتیں آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئیں اور انھوں نے بعد سلام عرض کیا، بنت رسولؐ آپ نے کس حال میں صبح کی، طبیعت کا کیا حال ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: بخدا، میں نے اس حال میں صبح کی کہ اب تمہاری دنیا سے کرامت اور تمہارے مردوں سے نفرت ہو گئی۔ میں نے ان غریبوں کو دانت لگانے سے پہلے ہی تھوک دیا (در بارہ ابن ابی قحافہ میں) تجربے کے بعد ان سے بیزار ہو چکی ہوں۔ اللہ برا کرے اس تلوار کا جو کند ہو چکی ہو اور اس نیزے کا چھٹ چکا ہو اور اس رکنے کا جو فاسد ہو چکا کتنی بُری عاقبت ان لوگوں نے اپنے لیے فراہم کر لی، ان پر اللہ کا غضب نازل ہو اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں۔ لامحالہ پھر ہم نے بھی ان کی جہار ان کی گردن میں ڈال دی اور انھیں بالکل منتشر ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور ان کا لوجھ ان ہی کے کاندھوں پر رکھ دیا، اب یہ ظالم قوم خواہ اپنے کان ٹاک کوٹائے، پاؤں ٹٹولے یا انھیں (دودھ) دی جائے، ہم بری الذمہ ہیں۔ مگر ان پر افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ رسالت کی بلند چوٹیوں اور نبوت کی مضبوط چہار دیواریوں پر منزل وحی والہام اور امور دین و دنیا کے ماہر سے اس امر خلافت کو ہٹا کر کہاں لے گئے۔ وہ آگاہ ہوں کہ اس میں ان کا کھلا گھانا ہے اور خدا کی قسم یہ استقامت ابوالحسنؑ سے اس لیے لیا گیا ہے کہ ان کی تلوار نے ان لوگوں کے غلبے بگاڑ دیے تھے، انھوں نے ان لوگوں کو مکمل ڈالاکھا، ان کی جنگ ان لوگوں کے لیے عذاب بن گئی تھی وہ خدا کی راہ میں بالکل شیریں جاتے تھے۔

واللہ وہ لحام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوالحسن کے سپرد کر کے گئے تھے اگر یہ لوگ چھین چھپٹ نہ کرتے تو یقیناً ابوالحسن اس کو اپنے ہاتھ میں رکھتے اور ایک ایسی معتدل رفتار سے سب کو لب کر چلتے کہ نہ تو سواری کی ناک نکلیں سے زخمی ہوتی اور نہ سوار کو کوئی تکلیف و زحمت پہنچتی۔ وہ ان سب کو ایک وسیع و عریض، پانی کے صاف و شفاف اور آبلے ہوئے چٹھے پر پہنچا دیتے کہ جس کے دونوں کنارے پانی سے لبریز ہو کر چھلکنے لگتے، انھیں ظاہر و پوشیدہ ہر طرح نصیحت کرتے، خود دولت اکٹھی نہ کر لیتے دنیا نہ بٹور لیتے، بس پیاس بجھالیتے اور بھوک مٹالیتے۔ پھر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ زائد کون ہے اور حریف کون، صادق کون ہے، اور کاذب کون؟ واقعاً اگر اس آبادی دے ایمانداری سے کام لیتے، تقویٰ اختیار کرتے تو اسلام زمین سے اُن کے لیے برکتوں کے دروازے کھل جاتے۔ مگر ان لوگوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، اور اب وہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا ان سے مواخذہ ہو گا۔ ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے۔ وہ اللہ کو عاجز و مجبور نہیں کر سکتے اچھا سنو! جب تک تم زندہ ہو دیکھنا کہ زمانہ تم کو کیا کیا عجائبات دکھاتا ہے، اور اگر اس پر تم حیرت نہ ہو تو لوگوں کی باتوں پر حیرت کرنا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں نے کس دلیل و سند پر ہمدرد کیا، کس ستون پر اعتماد کیا، کس رسی کو پکڑا اور کس کی ذریت کے خلاف اقدام کر کے ان پر حاوی ہو گئے۔ کتنا برا ہے ان کا مدگار، کتنا برا ہے ان کا ساتھی اور کتنا برا ہے وہ بدلتے چوٹالوں کو ملے گا؟ ان لوگوں نے خدا کی قسم، راہبر کے بدلے راہروں کو اور قائد کے بدلے پیرو کو لے لیا، پھر قوم کے علی الرغم، یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ وہ آگاہ ہوں کہ وہی لوگ فساد برپا کرنے والے ہیں، مگر ان کو محسوس نہیں ہوتا۔ افسوس، وہ شخص جو لوگوں کو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ اتباع کے لائق ہے، یا وہ شخص جو خود ہدایت نہیں پاتا، جب تک اس کو ہدایت نہ دی جائے آخر یہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، تم لوگ کیا فیصلہ کرتے ہو؟

میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ (خلافت کی ادنیٰ) تو حاظر ہو ہی چکی ہے اب اتنا طہر و کہ اس کے لطن سے بچہ پیدا ہو جائے اور اس کے تھن دودھ سے بھر لو پوچھ جائیں، پھر دیکھنا کہ اس کے تھنوں سے دودھ کے بجائے خون تازہ اور زہر بڑا ہل کی دھاریں پھوٹ نکلیں گی۔ یہ وہ وقت ہو گا جب غلط کار کھانا اٹھائیں گے اور بعد میں آنے والے اگلے جانے والوں کے عمل کا پھل چکھیں گے آج تم اس فتنہ پر دل کھول کر خوش ہو لیکن یاد رکھو کہ وہ وقت آنے والا ہے جب ظلم و استبداد کی آندھیاں چلتے لگیں گی ستم کی تلواریں لوگوں کے سروں پر منڈلا رہی ہوں گی، ہر طرف بد امنی کا دور دورہ ہو گا، تمہارے اموال ناحق چھینے جائیں گے، تمہارے سرخس کھیتیوں کی طرح کاٹ

ڈالے جائیں گے۔ ہائے افسوس! اس وقت تمہاری حالت پر۔ اس وقت تو تم ان آئندہ رونما ہونے والے واقعات سے تاریکی میں ہو مگر تم بھی زبردستی تم کو راہ راست پر نہیں لگا سکتے۔ کتاب احتجاج میں بھی سوید بن غفلہ سے کم و بیش یہی خطبہ مرقوم ہے۔ اس کے بعد سوید کا یہ بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کی یہ تقریر سن کر غور میں واپس ہوئیں تو انھوں نے اپنے مردوں کو سنا لیا۔ چنانچہ چند سربراہ اور مہاجرین و انصار آپ کی ڈیوڑھی پر گئے اور حضرت خواہ ہوئے۔

انھوں نے کہا اے سیدہ زنان عالم! اگر اس تقریری خلافت اور ہماری بیعت نے پہلے ابوالحسن نے اس کا تذکرہ ہم لوگوں سے کیا ہوتا تو ہم انھیں چھوڑ کر کسی اور کو خلیفہ مقرر نہ کرتے۔

جناب سیدہ نے فرمایا: اب جاؤ، تمہیں جو کرنا تھا کر چکے، اب اس تقصیر کے بعد عذر و سماجت یا رے سے کوئی فائدہ نہیں۔ (احتجاج طبری)

- شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب الثقیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
- امالی شیخ مفید میں بھی فقرات کے کم و بیش کے ساتھ ابن عباس سے جناب فاطمہ زہرا کا یہی خطبہ منقول ہے۔
- صاحب کشف الغتہ نے بھی یہ روایت تحریر کی ہے۔
- ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی شرح نہج البلاغہ میں یہ روایت نقل کی ہے۔

⑨ = وقت احتضار کا حال

عبداللہ بن حسن نے اپنے پدر بزرگوار علیؑ اور انھوں نے اُن کے جدِ نامدار سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ جب جناب فاطمہ زہرا کا وقت احتضار آیا تو آپ نے ایک طرف غور سے دیکھا اور فرمایا:

سلام ہو جبریلؑ پر سلام ہو رسول اللہؐ پر۔ پروردگار! میں تیرے رسولؐ کے پاس آرہی ہوں، تیری رضا تیرے جوار اور تیرے اس گھر کی طرف آرہی ہوں جو دارالسلام اس کے بعد آپ نے وہاں پر موجود لوگوں سے کہا، بتلو، تم لوگ بھی وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہی ہوں۔

پاس والوں نے پوچھا، بتائیے آپ کیا دیکھ رہی ہیں؟

آپ نے فرمایا میں دیکھ رہی ہوں کہ آسمان سے فرشتوں کی صفیں اتر رہی ہیں۔

یہ جبریل ہیں، یہ میرے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو فرما رہے ہیں:

بیٹی! میرے پاس آ جاؤ، تمہارے لیے یہاں جو کچھ بھی ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔
 • زید بن علی سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا کا وقت احتضار آیا تو آپ نے جبریل امین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پھر ملک الموت کو سلام کیا، اور جو آپ کے قریب تھے انہوں نے فرشتوں کی آہٹ محسوس کی اور وہاں بہترین قسم کی خوشبو پھیل گئی۔

• حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ بعد وفات رسول اللہ جناب فاطمہؑ زہرا صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔

• نیز حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا پندرہ دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئیں۔

• حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کے دفن کے وقت مندرجہ ذیل افراد موجود تھے۔

سلمان فارسی، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، ابن مسعود، عباس بن عبد المطلب، زبیر بن العوام۔

• حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا بنت رسول بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ اور اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

• آپ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کو سات پارچوں کا کفن دیا گیا۔

• سعد بن ظریف نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب فاطمہؑ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچاس دن بعد بیمار پڑیں اور سمجھ گئی کہ یہ مرض موت ہے۔ تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا ان کو چند امور سپرد کیے، ان سے وصیت کی۔ حضرت علی علیہ السلام جزع و فزع کرتے جاتے اور ان کی ہر بات پر عمل کرنے کا اقرار فرماتے جاتے تھے چنانچہ انہوں نے کہا:

”اے ابوالحسن! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ میں اہلبیت میں سب سے پہلے آنجناب سے ملحق ہوں گی اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہی ہو گا۔ لہذا حکم خدا پر صبر کیجیے گا اور قصائے الہی پر راضی رہیے گا۔“

پھر انہوں نے آپ سے اپنے غسل و کفن اور شب کے وقت دفن کرنے کی وصیت کی۔

اور حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے ترکہ اور صدقات کے بارے میں وصیت کی۔ چنانچہ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام جناب فاطمہؑ زہرا کے دفن وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دو آدمی آپ سے ملے۔

انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

آپ نے فرمایا: فاطمہؑ زہرا کی بھی وصیت تھی۔ (مصباح الانوار)

• ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نماز ظہر پڑھ کر گھر کی طرف جاسے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ گنیزیں روتی بیٹتی چلی آرہی ہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا بات ہے، کیوں رو رہی ہو؟

انہوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! جناب فاطمہؑ زہرا سیدہ عالمیاں کی خبر لیجیے ان کی حالت بہت نازک ہے مشکل کہ آپ جائیں تو ان کو زندہ پائیں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام تیزی کے ساتھ گھر کی طرف چلے۔ جب دروازے کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ اپنے فرشِ خواب پر جو ایک مصری چادر پر تھل تھالیسی ہوئی ہیں اور کرب و بے چینی کی وجہ سے کبھی دامن ہاتھ سمیٹ لیتی ہیں بایاں پھیلا دی ہیں اور بھی آپ بایاں ہاتھ سمیٹ کر دامن ہاتھ پھیلا دیتی ہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیکھتے ہی اپنے سر مبارک سے عمامہ اوڑپنے دوش سے چادر اتار دی اور آگے بڑھ کر انکسراقدس اپنی آغوش میں لے لیا اور کہا: اے زہرا!

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر پکارا: اے بنت محمد مصطفیٰ!

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر کہا: اے اس کریم کی بیٹی! جو رکوع کا مال اپنی عبا کے دامن میں ڈال کر فقرائے گھروں میں بھونچا کرتا تھا۔

پھر بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا: آپ نے پھر آواز دی اور کہا: اے اس نبی کی بیٹی! جس کے پیچھے آسمان کے فرشتوں نے دو دو کر کے نماز پڑھی۔

مگر کوئی جواب نہ پایا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے فاطمہؑ زہرا! مجھ سے بات کرو میں (نبی کا) ابن عم علی ابن ابی طالب ہوں۔

(حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ) اس آواز پر فاطمہؑ زہرا نے آنکھیں کھول دیں اور میرے چہرے پر نظر ڈال کر رونے لگیں۔ میں بھی رونے لگا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: اے فاطمہؑ زہرا! آپ اس وقت کیا محسوس کرتی ہیں؟

جناب فاطمہ زہراؑ نے کہا، یا علی! میں اس وقت اپنے سامنے موت کو دیکھ رہی ہوں جس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد آپ بغیر شادی کیے نہ رہ سکیں گے لہذا، اگر آپ میرے بعد کسی عورت سے شادی کریں تو ایک روز اس کے پاس گذاریں اور دوسرا میرے بچوں (حسن و حسین) کے پاس بسر کریں۔ اور ان دونوں کو کبھی نہ ڈانٹیں، کیونکہ وہ میرے یتیم و غریب اور شکستہ خاطر ہو جائیں گے۔ ابھی تو انھوں نے اپنے جد کی جدائی کا غم اٹھایا ہے اور آج یہ میرا غم دیکھیں گے۔ خدا اس اُمت کو ہلاک کرے جو ان کو قتل کرے گی اور ان دشمن ہو جائے گی اس کے بعد آپ نے چند اشعار پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے:

”یا علی! اگر آپ رونا چاہیں تو میرے حال پر دل کھول رو لیں کیونکہ اب جدائی کا وقت آچھو بچا ہے۔ اے میرے ہم! ذرا بچوں سے خبردار رہیے گا یہ مجھ سے بہت مانوس ہیں میرے حال پر رویے اور میرے یتیموں کے حال پر رویے اور کربلا کے شہید کو نہ بھولیے گا۔ یہ بچے اب مجھ سے جدا ہو رہے ہیں۔ یہ یتیم و حیران ہو جائیں گے کیونکہ بخدا جدائی کا دن آچھو غصیا“

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: 'بنتِ رسول'! تمہیں یہ خبر کہاں سے مل گئی جبکہ اب ہمارے گھر میں وحی بھی نازل نہیں ہوتی؟

جناب فاطمہ زہراؑ نے کہا، اے ابوالحسن! ابھی ابھی میری آنکھ لگ گئی تھی میں اپنے پیارے، اپنے چاہنے والے بابا کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک سفید موتی کے قصر میں تشریف فرما، آپ نے جو بہی مجھے دیکھا تو آواز دی، بیٹی فاطمہ! ادھر میرے پاس آؤ، میں تمہارا مشتاق ہوں۔ میں نے عرض کیا، بابا، میرا اشتیاق تو آپ سے بھی زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا، اچھا تو پھر آج شب تم میرے پاس آ جاؤ گی۔
یا علی! میرے بابا کا قول سچا ہوتا ہے۔ لہذا جب آپ سورہ لیس کی تلاوت کر چکیں تو سمجھ لیں کہ میں نے انتقال کیا۔ پھر مجھ کو اپنے ہاتھ سے غسل دیں لیکن میرے کپڑے الگ نہ کریں کیونکہ میں پاک و پاکیزہ ہوں، اور آپ کے ساتھ میرے قریب ترین اہل عتق میری نمازِ جنازہ میں شریک ہوں اور رات کے وقت مجھے دفن کریں۔ ان باتوں کی مجھ کو میرے بابا نے خبر دی ہے۔

حضرت علیؓ سلام فرماتے ہیں قسم بخدا، جیسا فاطمہؓ نے کہا تھا ویسا ہی میں نے
 عمل کیا، اور ان کو ان کے پیراں ہی میں غسل دیا۔ ان کے جسم سے کپڑے الگ نہیں کیے کیونکہ اللہ
 مبارک و پاک و پاکیزہ تعین۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ جنوط سے
 ان کو جنوط دیا، کفن پہنایا، جب رول سے نمودھا اپنے لگا تو میں نے آواز دی اے ام کلثومؓ

اے فرقہ! اے حسن! اے حسین! آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو، کیونکہ اب ان سے قیامت کے روز ہی ملاقات ہوگی۔

یہ سن کر حسن وحیثین یہ کہتے ہوئے دوڑے، 'ہائے افسوس' ابھی تو ہم نانا کا غم بھی نہ بھولے تھے کہ مادرِ گرامی بھی ہم سے جدا ہو گئیں۔ اے مادرِ گرامی! جب آپ نانا کی خدمت میں پہنچیں تو ہم سب کا سلام پہنچا دیں اور عرض کریں، کہ 'اے نانا جان! ہم آپ کے بعد تیم ہو گئے۔'

جناب امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے کہ جب حسنینؑ نے یہ کلمات کہے تو فاطمہؑ زہراؑ کے کراہنے کی آواز آئی اور انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دونوں شہزادوں کو اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ اتنے میں ہاتھ غیبی کی آواز آئی اے ابو الحسن ! ان بچوں کو اٹھا لیجے کیونکہ ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے رورہے ہیں اور حبیبِ خدا کو اپنا پیاری دختر کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے دونوں بچوں کو ان کی ماں کے سینہ سے جدا کیا اور ردا کی گرہوں کو باندھ دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

اب میں جب تک زندہ رہوں گا آنسو بہاتا رہوں گا اپنی اس بہم کے لیے جو عالم بالا کے سفر پر جا گئی۔ اے آنکھ! تو آنسوؤں سے میری مدد کر کیونکہ میرا حزن دائمی ہے میں ہمیشہ اپنے بہم کے لیے گریہ کرتا رہوں گا۔“

اس کے بعد حضرت امیر المومنین علیؑ سلام جناب فاطمہؑ زہراؑ کا میت کو لے کر مسیروں میں آئے اور قبر رسولؐ کے سامنے رکھ کر یہ کلمہ:

” اے رسول اللہ! آپ پر میرا سلام ہو اے حبیبِ خدا! آپ پر میرا سلام ہو اے نورِ خدا
آپ پر میرا سلام ہو اے خدا کے منتخب! آپ پر میرا سلام ہو، میری طرف سے مسلسل سلام
آپ کے دونوں فرزندوں کی طرف سے اور آپ کی اس پارِ جگر کی طرف سے بھی سلام ہو،
جو آج آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ افسوس، وہ امانت (جلدی) واپس لے لی گئی،
افسوس، رسولِ مقبول اور فاطمہؑ زہراؑ کی چرائی سے میری آنکھوں کے سامنے دنیا اندھیر ہو گئی،
اس کے بعد آپ جنازے کو لے کر روئے رسولؐ سے باہر نکلے اور اپنے اہلبیت و اصحاب
خاص و دوستوں اور چند مہاجرین و انصار کے ساتھ آپ نے نمازِ جنازہ پڑھی، جب آپ فاطمہؑ زہراؑ
کی بیعت کو قبر میں اتار چکے تو یہ غزنیہؑ پڑھا:

Presented By: **Dr. Ahsan Ali**
 ایم ایس ڈی کے رہنے والوں کو دنیا کے مصائب میں گھرا ہوا ہوں، اور اب تو یہ (یعنی میں)

اپنی موت تک علیل اور مصیبت میں مبتلا ہی رہے گا۔ جب بھی دُودست آپس میں
میں گے تو ان کا انجام جدائی کے سوا کچھ نہیں یا رسول اللہ فاطمہؑ زہرا کو کھودینا
اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی دُودست باقی نہ رہے گا۔“

۱۰۔ آپ کی جائے قبر کا تعین

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ :
شیخ الجعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زیادہ صاحب یہ ہے کہ آپ اپنے ہی مکان میں دفن ہوئیں
یا پھر روضہ رسولؐ میں دفن ہوئیں۔ اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے
ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

”ان بین قبری ومنبری روضة من ریاض الجنة“
یعنی ”(بیشک) میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے“
صحیح بخاری میں منبری کے بجائے بیٹی ہے۔ یہی موطاء حلیۃ الاولیاء
ترمذی، اور سنن احمد بن حنبل میں بھی ہے۔

حضرت علیؑ سلام نے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
”ترعة من ترع الجنة“ مگر اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ روضہ
کی حد قبر رسولؐ سے منبر کے درمیان کی وہ زمین ہے جو صحن شریف کے ساتھ والے ستونوں تک چلی گئی ہے۔
محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیؑ سلام سے قبر حضرت
فاطمہؑ زہرا کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ معقلہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں، لیکن جب تکائے
نے مسجد میں توسیع کی تو قبر بھی مسجد سے متصل ہو گئی۔

یزید بن عبد الملک نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہؑ زہرا
سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے خود سلام کی ابتداء کی اور پوچھا : کیسے آنا ہوا ؟
میں نے عرض کیا : برکت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار (جو سلمے قبر میں موجود ہیں)
نے ارشاد فرمایا کہ : جس شخص نے اُن پر یا مجھ پر تین دن مسلسل سلام کیا، اللہ تعالیٰ اس پر حیات
واجب کر دیتا ہے۔

راوی کہتا ہے : میں نے عرض کیا : کیا آپ کی اور اُن کی حیات میں ؟

آپؑ نے فرمایا : ہاں۔ اور ہمارے مرنے کے بعد بھی۔

۱۱۔ جناب فاطمہؑ زہرا کی وصیتیں

کتاب روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے۔
کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا سخت بیمار ہوئیں اور چالیس روز تک اس مرض میں مبتلا
رہ کر آپؑ نے وفات پائی۔ جب آپؑ کو علم ہوا کہ اب وفات قریب ہے تو اُمّ ایمن اور اسماء بنت عتبہ
کو بلا لیا اور حضرت علیؑ سلام کو بھی بلانے کے لیے کسی کو بھیجا۔

جب آپؑ تشریف لائے تو فرمایا : اے (میرے بابا کے) ابن عم ! مجھ کو میری وفات
کی خبر دی گئی ہے اور اب میں اپنے اندر کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتی، خیال ہے کہ اب میں اپنے بابا سے
ملتی ہونے والی ہوں، اس لیے میں اُن چند امور کی وصیت کرنا چاہتی ہوں جو میرے دل میں ہیں۔
حضرت علیؑ سلام نے فرمایا : بنت رسولؐ ! جو وصیت آپؑ کرنا چاہتی ہیں کیا کریں۔
یہ فرما کر آپؑ ان کے سر پر ہاتھ رکھے اور سب کو حجرہ سے باہر چلے جانے کیلئے حکم دیا
حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا : اے ابوالحسن ! جب سے آپؑ کا اور میرا ساتھ ہوا ہے
آپؑ نے مجھ کو جھوٹ بولتے یا خیانت کرتے نہیں پایا، اور نہ کبھی میں نے آپؑ کے حکم کے خلاف کوئی کام
کیا، اگر جو آپؑ کو ناگوار ہوا ہو۔

حضرت علیؑ سلام نے فرمایا : معاذ اللہ ! بھلا یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا، کیونکہ تم میں
معرفة الہی، تقویٰ، نیکیاں اور خوفِ خدا سب سے زیادہ ہے۔ بھلا ان اوصافِ حمیدہ کے ہوتے
ہوئے شوہر کی حکم عدولی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ میں نے آپؑ کو کسی موقع پر تنبیہ بھی
نہیں کی۔ میرے لیے آپؑ کی جدائی بہت شاق ہے لیکن یہ ایسا امر ہے جو لا بدی ہے۔ خدا کی قسم،
آپؑ کی وفات کے تصور نے میرے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم کو تازہ کر دیا :
انا لله وانا الیہ راجعون۔ ہائے افسوس ! یہ کتنی عظیم مصیبت ہے اور ایسی عظیم کہ
اس کو برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔

یہ فرما کر حضرت علیؑ سلام اور جناب فاطمہؑ زہرا دونوں دیر تک روتے
رہے۔ اس کے بعد حضرت علیؑ سلام نے جناب فاطمہؑ زہرا کا سر اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا،
اور سر مایا، دختر رسولؐ ! جو چاہو وصیت کرو۔ میں انشاء اللہ اس کو دل و جان سے پورا کروں گا
اور اپنے ہر کام پر اس کو ترجیح دوں گا۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا : جزاك الله خير الجزاء، خدا آپ کو میری جانب
سے ان کی برکت و جزا دے۔ اے رسولؐ کے ابن عم ! پہلے وصیت میری یہ ہے کہ : آپؑ میرے

اصل قبر کی شناخت نہ ہو سکے۔
بعض مخصوصین کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور اس کے نشان کو بھی مٹا دیا تاکہ قبر کی شناخت نہ چل سکے۔
(روضة الواعظین)

۱۲۔ بعد دفن فاطمہؑ قبر رسولؐ سے خطاب

کافی میں حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات ہو گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پوشاک تو اس کے بعد آپ اٹھے اور قبر رسولؐ کی طرف رخ کر کے کہا "یا رسول اللہ! آپ پر میرا سلام ہو، اور آپ پر سلام ہو آپ کی بیٹی، آپ کی زہرا اور آپ کے بقیع مبارک میں زیر خاک سونے والی کی طرف، اس کی طرف سے جس کو اللہ تعالیٰ آپ کے اہل بیت میں سے منتخب کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا۔
یا رسول اللہ! آپ کی دختر کی جدائی پر صبر میں آئے اور سیدۃ نساء العالمین کے فراق میں میرا سکون و قرار کم ہو گیا ہے، مگر کیا کروں، مجب آئی جدائی کا غم برداشت کرنا پڑا جو اس سے بھی بڑا غم تھا، تو پھر اس مصیبت پر کچھ نہ کچھ صبر آ رہا ہے، حالانکہ میں نے ہی آپ کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور آپ کی روح اس حال میں نکلی، آپ میرے گلے اور سینے کے درمیان ٹکیر فرماتے ہوئے تھے۔ ہاں، اللہ کی کتاب میں ایسے مواقع پر صبر سے اچھی قبول کرنے والی ایک نیت ہے اور وہ یہ کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
پھر آپ نے فرمایا، افسوس میرے پاس رکھی ہوئی چیز مجھ سے واپس لے لی گئی۔
میرے سپرد کی ہوئی امانت پٹائی گئی۔ زہرا مجھ سے یک جدا ہو گئیں۔ فاطمہؑ زہرا مجھ سے بہت جلد اور یکدم جدا ہو گئیں۔

یا رسول اللہ! اب یہ ہرے رنگ کا آسمان اور یہ مٹی کے رنگ کی زمین مجھے بیداری معلوم ہو رہی ہے، میرا حزن و ملال دائمی اور سردی ہو گئی ہے، اب میری راتیں جاگتے ہی کیٹیں گی یہ غم میرے دل سے نہیں نکلے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی آپ کے جوار میں پہنچا دے۔ میرا یہ رنج و ملال لازوال ہے، میرا حزن و اندوہ پریمیان ہے۔ ہاں، کس قدر جلد ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بس میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا، یا رسول اللہ! بہت قریب آپ کی دختر آپ سے بیان کر رہی

بعد ازاں سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچوں کے لیے میری ہی طرح ہے۔ یہ اس لیے کہہ رہی ہوں کہ مرد کو بغیر زوجہ چارہ کار نہیں ہے۔
میری دوسری وصیت یہ ہے کہ میری میت تابوت میں رکھ کر اٹھائی جائے جس کے مجھے ملانکہ نے بنا کر دکھایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے بتاؤ وہ کیسا تابوت بنا کر دکھایا تھا۔
جناب فاطمہؑ زہرا نے اس کی پوری شکل و کیفیت بیان کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تابوت بناتے رہے۔ اور بعد موت اسی تابوت میں ان کی میت رکھ کر اٹھائی۔ اس سے قبل کوئی جنازہ نہ اس طرح سے اٹھایا گیا، نہ اس طرح کا تابوت کسی نے دیکھا تھا۔
اس کے بعد فرمایا، میری تبصری وصیت یہ ہے کہ میرے جنازے پر وہ لوگ نہ آئیں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا حق چھینا ہے۔ یہ لوگ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن ہیں۔ لہذا ان کو اور ان کے متبعین کو میری نماز جنازہ بھی نہ پڑھنے دیجیے گا۔
چوتھی وصیت یہ ہے کہ جب لوگ رات کو سو جائیں اور رات کا زیادہ حصہ گزر چلا اس وقت مجھ کو دفن کیجیے گا۔

• کشف الغم میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک صندوق سے ایک کتاب نکالی اس کو پڑھا، اس میں جناب فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت درج تھی۔ اس وصیت نامے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد درج تھا "یہ وہ انور بنی جن کی وصیت فاطمہ بنت محمدؑ کرتی ہے۔ وصیت یہ ہے کہ ان کے سات باغ علیؑ کے لیے ہیں۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے تو حق کے لیے، ان کے انتقال کے بعد حین کے لیے اور ان کے انتقال کے بعد اس املاک کا حقدار وہ ہوگا جو میری اولاد میں سب سے بڑا ہوگا اس پر گواہ ہوئے مقداد اور زبیر بن العوام اور کاتب علی بن ابی طالب ہیں۔"

اسامہ بنت عیس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا نے مجھ سے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غسل سوار تمھارے اور علیؑ کے کوئی دوسرا نہ دے، اس بنا پر میری نے اور علی بن ابی طالب نے ان کو غسل دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آنکھیں بند ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ، امام حسنؑ و امام حسینؑ و عقیل و زبیر و ابوذر و سلمان اور بریدہ دوسرے نبی ہاشم کے ساتھ جنازے کو لے کر باہر آئے اور پردہ شب میں ان کو دفن کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کے اطراف چند نقلی قبریں بھی بنا دیں جن تعداد سات تھیں تاکہ

پھر دکن زندہ رہا، آپ کو اپنے بابا کی جدائی کا بھی ہلال تھا چنانچہ اس عرصہ میں جبریل امین آپ کے پاس آتے آپ کو تسلی دیتے اور یہ بھی بتاتے کہ اب آپ کے بابا کس مقام پر ہیں کبھی یہ بتاتے کہ آپ کا ذریعہ کے ساتھ دنیا والے کیا سلوک کریں گے۔ اسی قسم کی تمام باتوں کو حضرت علیؑ لکھ لیا کرتے، اسی تحریر کا نام مصحف فاطمہ ہے (کافی)

۱۲) نبش قبر کا ارادہ اور علیؑ کا جلال

حضرت علیؑ نے دفن فاطمہؑ زہراؑ کے بعد بھی قبر کو چھاننے کے لیے چالیس قبریں بقیع میں بنادیں۔ مسلمانوں کو جب آپ کی جلت کا پتہ چلا تو بقیع کے قبرستان میں آئے (تاکہ فاطمہؑ پر دعائیں پڑھیں) مگر وہاں پہنچے تو انھوں نے چالیس نئی قبریں بنی ہوئی دیکھیں تو ان قبروں میں جناب فاطمہؑ کی قبر کا تعین نہ کر سکے تو بہت پریشان ہوئے اور ایک دوسرے کو طاعت کرنے لگے کہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی تو بیٹی چھوڑ گئے تھے وہ بیجاری انتقال کر گئی اور دفن بھی ہو گئی مگر تم لوگ نہ اس کی وفات کے وقت پہنچے اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی، اب تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس کی قبر کس جا اور کونسی ہے؟

جب صاحبان اقتدار کو معلوم ہوا تو انھوں نے حکم دیا، یہ تمام قبریں کھود کر اصل قبر کا پتہ چلایا جائے، تاکہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

جب اس کی اطلاع حضرت علیؑ سلام کو ہوئی کہ ان لوگوں کے یہ عزائم ہیں تو آپؑ گھر سے اس عالم میں برآمد ہوئے کہ غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، گلے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں اور آپؑ اپنی شہور زرد قیاس پہنے ہوئے تھے (جو آپؑ شدید مصائب کے وقت پہنا کرتے تھے) اور ذوالفقار کو نیکے ہوئے جنت البقیع میں پہنچے۔

کسی نے ان لوگوں کو جا کر خبر پہنچا دی کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ غصے میں بھرے ہوئے آ رہے ہیں اور انھوں نے قسم کھائی ہے کہ اگر ان قبروں میں سے کسی ایک قبر کی کوئی ایک اینٹ بچے بٹائی گئی تو خون کی ندی بہا دوں گا۔

اتنے میں حضرت علیؑ سلام سے عمر بن الخطابؓ کی ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے کہا، اے ابوالحسن! تم ہمارا کیا بنا سکے ہو، خدا کی قسم ہم فاطمہؑ کی قبر کھود کر ان کی میت پر نماز پڑھیں گے۔

یہ سنتے ہی حضرت علیؑ سلام نے آگے بڑھ کر ان کا گریبان پکڑ لیا اور انھیں اٹھا کر زمین پر دے مارا اور فرمایا: یا ابن السوداء! لما حق فقد شرکتہ محافاة ان یرتد الناس عن دینہم واما قبر فاطمہؑ فالذی دفن علی بن ابی طالبؑ واما اصحابک شیئا من خلق لاسقینا

کہ آپ کی کشت نے ان پر کیا کیا ظلم و ستم ڈھائے ہیں، آپ ان سے خود ان کا حال پوچھ لیں اور خوب اچھی طرح دریافت کریں کیونکہ نہ معلوم کتنی اندوہناک باتیں ہیں جن کو وہ اس دنیا میں کسی سے بیان نہ کر سکیں اب وہ آپ سے بیان کریں گے۔ اور اب اس کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا، وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اچھا، آپ دونوں پر میرا سلام ہو، رخصتی سلام۔ کسی دشمن کا سلام نہیں ہے اور نہ اس کا سلام ہے جو آپ پر سلام بھیجنے سے تھک گیا ہو۔ اب اگر میں یہاں سے واپس جاؤں تو اس لیے نہیں کہ تھک گیا ہوں، اور اگر میں یہیں بیٹھا رہوں تو اس لیے نہیں کہ مجھے اللہ کے ان وعدوں کے متعلق کچھ بدگمانی ہے جو اس نے اپنے صابر بندوں سے کیے ہیں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ صبر کرنے میں زیادہ امن ہے اور صبر بہت مناسب ہے۔ ہاں، اگر ان لوگوں کا غلبہ نہ ہوتا جو اس وقت مستولی (غالب) ہو گئے ہیں تو میں مرت العریبیں بیٹھا رہتا اور زن بسیر مردہ کی طرح فاطمہؑ زہراؑ کی قبر پر گریہ و زاری کرتا رہتا، اللہ تعالیٰ خود دیکھ رہا ہے کہ مجھے آپؑ کی بیٹی کو کن حالات کی وجہ سے خفیہ طور پر دفن کرنا پڑا، اور کس طرح فاطمہؑ سے ان کا حق اور ان کی میراث چھینی گئی، حالانکہ ابھی آپؑ کی وفات کو زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا تھا، نہ ابھی آپؑ کی یاد کہنہ ہوئی تھی۔

یا رسول اللہ! میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں، اللہ ہی مجھے آپؑ کی جدائی پر صبر کی توفیق دے، آپؑ پر اور آپؑ کی بیٹی فاطمہؑ زہراؑ پر درود و سلام ہو۔ (کافی)

۱۳) جعفر جاحمہ اور مصحف فاطمہؑ کیا چیز ہے

ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جعفر کے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا، وہ میل کی ایک کھال ہے جو علم سے ملبوس ہے۔

پھر پوچھا کہ اور جامعہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا، وہ ایک صحیفہ ہے جو چڑے پر تھک رہا ہے اس کا طول ستر ہاتھ ہے اور عرض اونٹ کی ران کے برابر ہے۔ اس پر ہر وہ بات لکھی ہوئی ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں ہر مسئلے کا جواب ہے حتیٰ کہ اس میں ایک خراش کی دیت تک کا بیان موجود ہے کسی نے پوچھا، اور مصحف فاطمہؑ کیا چیز ہے؟

یہ سن کر آپؑ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، سنو! بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الارض من دماءكم فان شئت فاعرض يا فلان

ترجمہ : (اے حبش کے بچے میں نے اپنا حق اس لیے چھوڑ دیا کہ لوگ دین اسلام سے مرتد نہ ہو جائیں، لیکن قبر فاطمہ کی طرف تو نے پاتیرے ساتھیوں نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو میں تم لوگوں کے خون سے اس زمین کو سیج دوں گا۔ اب اگر یہ چاہو تو آگے قدم بڑھا کر دیکھو۔“

لٹنے میں حضرت ابو بکر درمیان میں آگئے اور کہا اے ابوالحسن! تمہیں خدا اور اس کے رسول کا واسطہ انھیں چھوڑ دو، ہمارا وعدہ ہے کہ اب ہم کوئی ایسی بات نہ کریں گے جو تمہارے غصے کا سبب بنے۔

یہ سن کر آپ نے عمر ابن الخطاب کو چھوڑ دیا اور سب لوگ واپس ہو گئے۔

(دلائل الامات طبری)

①۵ = باب فاطمہ کا جلایا جانا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سلیم بن قیس میں یہ واقعہ اس طرح دیکھا ہے کہ سلمان اور عبداللہ ابن عباس کا بیان ہے کہ جس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی، اسی دن (ابھی آپ کو دفن بھی نہ کیا تھا) سوائے چند کے سب لوگوں نے بیعت توڑ دی اور مرتد ہو گئے، اور مخالفت پر کمر بستہ نظر آنے لگے۔ اس وقت علی ابن ابی طالب تجہیز و تکفین رسول میں مشغول تھے پھر وہ اس کے بعد حسب وصیت رسول قرآن مجید کی جمع و ترتیب میں مصروف ہو گئے۔ ان لوگوں سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ ایک مشیر نے ابوبکر سے کہا کہ اب تمام لوگ تمہاری بیعت کر چکے ہیں سوائے اس شخص (علی) کے۔ اور اس کے گھروالوں کے۔ لہذا اس کے پاس کسی کو بھیجو اور اسے بھی بلاؤ۔

ابوبکر نے ان کے پاس قنفذ نامی ایک شخص کو بھیجا اور کہا اے قنفذ! تم علی کے پاس جاؤ اور کہو کہ چلو تمہیں خلیفہ رسول طلب کرتے ہیں۔

قنفذ آپ کو بلانے کے لیے کئی بار آیا مگر حضرت علی علیہ السلام جانے سے انکار کرتے رہے۔ ان کے انکار پر ابوبکر کے اس مشیر کو غصہ آیا اور اس نے خالد بن ولید اور قنفذ کو حکم دیا کہ تم لوگ لکڑیاں اور آگ لے کر میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ یہ سب لوگ آگ اور لکڑیاں لے ہوئے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا کے دروازے پر پہنچے اس وقت حضرت فاطمہ زہرا اپنے دروازے کے پیچھے بیٹھیں

ہوئی تھیں۔ آپ کے سر پر ٹپ بن رہی ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غم میں بالکل لاغر و کمزور ہو چکی تھیں۔

وہ مشیر (عمر ابن الخطاب) آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی اے علی! دروازہ کھولو۔

حضرت فاطمہ زہرا نے کہا اے عمر! ہیں اسی حال میں چھوڑ دے اس لیے کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم ہی بہت کافی ہے۔

عمر نے کہا، دروازہ کھول دو ورنہ میں تمہارے گھر میں آگ لگائے دیتا ہوں۔ حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے عمر! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور میرے گھر میں زبردستی داخل ہونا چاہتے ہو؟

اس پر عمر نے آگ اور لکڑیاں لے کر دروازے کو جلادیا اور دھکادے کر کھول لیا۔ جناب فاطمہ زہرا اس نے تھیں انھوں نے فریاد کی:

اے بابا، یا رسول اللہ!

یہ سن کر عمر نے اپنی تلوار مع نیام کے جناب سیدہ کے پہلو پر ماری۔ انھوں نے ایک چیخ ماری۔ پھر اس نے ان کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ جناب سیدہ پھر چیخنے لگیں اے بابا! بیچوں کی آواز سن کر حضرت علی ابن ابی طالب فوراً دوڑے اور عمر کا گریبان پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا، جس کی تاب نہ لا کر وہ زمین پر گر گیا۔ آپ نے اس کی ناک اور گردن پر ضربیں لگائیں اور اس کے قتل کا ارادہ کیا، مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت یاد آئی کہ حضرت نے اس موقع پر صبر کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے عمر ابن الخطاب! میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے حضرت محمد کو نبی بنا کر عزت بخشی، اگر اللہ نے مجھ سے پہلے ہی سے عہدہ لے لیا ہوتا تو تم لوگ میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو سکتے تھے۔

اتنے میں عمر نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد سے حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں رتی ڈال دی اور انھیں کھینچ کر باہر لے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ نے مدخلت کی لیکن قنفذ نے آپ کو ایسا تازیانہ مارا جس کا نشان مرتے دم تک باقی رہا۔ جب آپ نے دروازہ کے پیچھے پناہ لی تو اس نے دروازہ زور سے آپ کے اوپر دبا دیا جس سے آپ کی پسلی ٹوٹ گئی اور جو کچھ آپ کے شکم میں تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اس کے بعد آپ مسلسل بیمار رہیں یہاں تک کہ آپ نے اس عالم میں وفات پائی۔ اللہ اس شہیدہ پر ہمیشہ ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ لفظ مالون پڑھتے

جناب سیدہ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

لے فاطمہ! آپ ہم سے راضی ہو جائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔
جناب سیدہ نے کہا: مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آئے ہو؟
انہوں نے عرض کیا، 'واقعاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگزر کر دیں گی۔'

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، 'اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتا دیا تو میں تمہیں گواہی دوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔'

ان دونوں نے عرض کیا اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔
جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، 'میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پیڑ پر زور لگا کر کوئی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: فاطمہ بضعة متنی فمن اذھا فقد اذانی' (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت پہنچائی)۔

دونوں نے اقرار کیا اور کہا، 'جی ہاں سنا ہے۔'

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا:

"اللهم انھما قد اذایانی فانما شکوھما الیک والی رسولک

لا والله لا ارضی منکم ابدا حتی التی الی رسول اللہ" (خدا یا تو گواہ رہنا

کہ ان دونوں نے مجھے اذیت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول سے کرتی

ہوں۔ لا والله، میں ان دونوں سے تا بہ راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ میں رسول اللہ سے

ملاقات کروں۔) واخبرہ بما صنعتما فیکون ہوا لھا کفر فیکما۔ (اور تمہارا وہ سوک

بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)

یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کافی گریہ و زاری کرنے لگے۔

عمر نے کہا، 'لے خلیفہ رسول! آپ ایک عورت کی باتوں میں آکر جزع فرع کرنے لگے۔'

اس کے بعد جب تک جناب فاطمہ زہرا زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا

بھی کرتی رہیں۔

اس کے بعد یہ روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ پھر فاطمہ زہرا کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نبی ہاشم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکر کے پاس آئیں، اور فرمایا: لے ابوبکر! کیا تم مجھ سے وہ زمین مجھے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکر نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکمتانہ صادر کریں، اتنے میں عمر بن خطاب آئے اور بولے:

لے خلیفہ رسول! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جب تک فاطمہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، 'علی! اور اُمّ ایمن! اس کے گواہ ہیں۔' عمر نے کہا، 'ایک عجمی عورت جو اجمعی طرح بات نہ کر سکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علی! تو وہ اپنے ہی مطلب کی بات کہیں گے۔'

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا غصہ کے عالم میں واپس آئیں اور آپ کا مرض بڑھ گیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے

تھے، ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہو چکے تو ابوبکر و عمر نے پوچھا:

رسول کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہا، 'علی! ہمارے اور فاطمہ کے درمیان

جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں ان سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں ان کے پاس

لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی ان سے معافی طلب کر لیں۔'

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، 'تمہاری مرضی ہے۔'

چنانچہ یہ دونوں، حضرت علی کے ہمراہ دروازہ فاطمہ پر پہنچے حضرت علی

اندر گئے اور فرمایا:

لے سیدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں

تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا انہیں اندر بلا لیا جائے؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، 'علی! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی

زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔'

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، 'اچھا تم نقاب ڈال لو۔'

آپ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد صرف چالیس روز زندہ رہیں۔ جب آپ کے مرض میں شدت ہوئی تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور کہا:

اے ابنِ عم رسول! اب میرا وقتِ آخر ہے میں وصیت کرتی ہوں کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچوں کے ساتھ مجھ جیسا برتاؤ کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے لیے تابوت تیار کر دیں جس کی ساخت مجھ کو ملائکہ نے بتائی ہے۔ تیسری وصیت یہ ہے کہ میرے دشمن میرے جنازے پر نہ آئیں اور نہ میرے دفن میں شریک ہوں اور نہ میری نماز میت میں شامل ہوں۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جنابِ فاطمہؑ نے اپنے اسی دن وفات پائی جسے بن کر مدینہ کے مردوں اور عورتوں میں کہرام برپا ہو گیا اور لوگ اس طرح سرا سیمہ مضطرب ہوئے جیسے طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے روز مضطرب ہوئے تھے۔ ابوبکر اور عمرؓ علیؓ کے پاس تعزیت کے لیے آئے اور بولے:

اے علی! ہمارے آنے سے پہلے بنتِ رسولؐ کی نمازِ جنازہ نہ پڑھ لینا! مگر جب رات ہوئی تو حضرت علیؑ نے عباسؓ وفضلؓ و مقدادؓ و سلمانؓ و ہوزد اور عتار کو بلایا اور جنابِ فاطمہؑ نے زہراؑ کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور اسی وقت دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو ابوبکر و عمرؓ اور دوسرے لوگ بھی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آئے۔

مقداد نے کہا کہ ہم نے تو ان کو شب کے وقت ہی دفن کر دیا۔ یہ سن کر عمرؓ نے کہا کہ ہم نے تو ان کی طرف متوجہ ہونے اور کہا کہ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ایسا ہی کریں گے۔

عباسؓ نے جواب دیا، فاطمہؑ زہراؑ کی وصیت تھی کہ ان دونوں (تم دونوں) کو نمازِ جنازہ میں شریک نہ کرنا۔

عمرؓ نے کہا اے بنی ہاشم! تم لوگ اپنا پرانا حسد نہ چھوڑو گے اور یہ کہنے تمہارے سینوں سے کبھی نہ جائیں گے۔ اچھا خدا کی قسم اب تو ہمارا ارادہ ہے کہ ان کی قبر کھود کر ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت علیؑ نے جواب دیا، اے پسرِ ہتھاک! خدا کی قسم اگر تو نے اس کا ارادہ بھی کیا اور اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں قسم توڑ دوں گا اور جس تلوار کو میں نے نیام میں رکھ لیا ہے، پھر اسے باہر نکال لوں گا اور پھر وہ نیام میں اُس وقت تک نہ جائے گی جب تک تیرا خون

نہ بہا لے گی۔ یہ سن کر عمر خاموش ہو گئے، انہیں معلوم تھا کہ جب علیؑ قسم کھاتے ہیں تو اسے پورا بھی کرتے ہیں۔ (یہ پوری روایت کتاب سلیم بن قیس ہمالی میں ہے)

تاریخ البغداد ص ۱۵۶، کتاب الامامہ و سیاست ص ۱۳، مجمع بحاری باب فی صیح مسلم جلد ۲ ص ۹۱ شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۱۳۲، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹۸ عقد الغرید جلد ۲ ص ۶۲ کتاب فی کم و بیش یہ روایت مرقوم ہے۔

مندرجہ بالا روایت کو یہاں تک بیان کرنے کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں کہ اس کا تعلق اور دوسری روایات جو جنابِ فاطمہؑ زہراؑ پر ہونے والے مظالم پر مشتمل ہیں، میں نے اپنی کتاب "فتن" میں درج کر دیا ہے۔

۱۶۔ شکمِ مادر میں حضرت محسن کی شہادت

ابو بصیر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی وفات ۳ جمادی الآخر روزِ شنبہ ۱۱ھ کو ہوئی اور آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ عمر ابن الخطابؓ کے غلام قنفذ نے اپنے آقا کے حکم سے آپ کے شکمِ مبارک میں نیام کے نیچے والی نوک بھونک دی (چھوڑ دی اور ضرب لگائی) جس کی وجہ سے فوراً ہی حضرت محسن کا اسقاط ہو گیا، اور اس کے بعد آپ سخت بیمار ہو گئیں اور جن لوگوں نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی ان میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے گھر آنے کی اجازت نہ دی۔ مگر اصحابِ پیغمبرؐ میں سے دو صاحبان نے حاضری کی اجازت کے لیے حضرت علیؑ کو اپنا وسیلہ بنایا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کے کہنے پر آپ نے ان دونوں کو آنے کی اجازت دی۔ جب یہ دونوں اندر آئے اور مزاج پرسی کی تو:

آپ نے فرمایا، بحمد اللہ میں ٹھیک ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ: "فاطمہ بضعۃ منی فمن اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذا اللہ" (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی)؟

ان دونوں نے کہا، جی ہاں، ہم نے یہ حدیث سنی ہے کہ آپ نے فرمایا، اچھا تو پھر مجھے سن لو کہ اللہ تم دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے۔

یہ سن کر وہ دونوں صاحبان باہر نکل گئے اور جناب فاطمہؑ زہراؑ ان پر اسی طرح ناراض اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔
(دلائل الامت طبری)

۱۷۔ جناب فاطمہؑ کو زخمی کیا گیا

احتجاج طبری میں مرقوم ہے کہ منجملہ ان احتجاجات کے جو حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ اور اصحاب معاویہ کے خلاف کیے ایک یہ بھی تھا کہ آپؑ نے مغیرہ بن شعبہ سے فرمایا: تو وہی شخص تو ہے جس نے میری مادر گرامی جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زرد و کوب کیا جس سے ان کا کچھ ساقط ہو گیا تو نے یہ اس وجہ سے کیا کہ تیری نظر میں آنحضرتؐ کی کوئی عزت نہ تھی اور نہ ان کے فرمان کی کوئی اہمیت تھی در آنحالیکہ آپؑ نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ سے فرمایا تھا اَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ؛ اے مغیرہ! خدا کی قسم تیری بازگشت آتش جہنم ہے۔ (احتجاج طبری)

۱۸۔ شیخین سے ناراضگی اور تدفین

مناقب ابن شہر آشوب اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے اُس میں یہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا اور اپنے بابا کی میراث کی طالب ہوئیں (اس کے بعد پورا قصہ تفصیل سے بیان کیا۔ پھر غصہ کر کیا) اس واقعہ کے بعد جناب فاطمہؑ زہراؑ نے ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا، بات کرنی بھی چھوڑ دی یہاں تک کہ آپؑ نے وفات پائی اور ابوبکر ان کے جفن پر نماز بھی نہ پڑھ سکے کیونکہ یہ آپؑ کی وصیت میں تھا۔

• واقدی نے جو علمائے اہل سنت میں سے ایک بڑے عالم ہیں، لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی، کہ اُن کی نماز جنازہ میں ابوبکر اور عمر شریک نہ ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُن کی وصیت پر عمل کیا۔

• ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے وصیت فرمائی کہ میری موت کی اطلاع ابوبکر و عمر کو نہ دی جائے اور یہ دونوں ان کی نماز جنازہ میں بھی شریک نہ ہونے پائیں اس لیے حضرت علی علیہ السلام نے ان معزز کو شب کے اندھیرے ہی میں دفن کیا اور اُن دونوں کو اس امر کی اطلاع نہیں دی۔

• تاریخ ابوبکر بن کابل میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ بعد وفات رسولؐ چھ ماہ زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے اُن کو رات میں دفن کیا اور حضرت علی علیہ السلام ہی نے ان پر نماز پڑھی۔
• تاریخ مذکور میں زہری کی یہ روایت بھی مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ شب کے وقت دفن ہوئیں۔

• اسی تاریخ میں زہری سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام نے شب میں اُن کو دفن کر کے اُن کی قبر کو پوشیدہ کر دیا۔
• تاریخ طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ شب کے وقت دفن ہوئیں اور اُن کے جنازے میں سولے عباس و علی و مقداد و زبیر کوئی اور حاضر نہیں ہوا۔

• دوسری روایات میں ہے کہ آپؑ کے جنازے پر حضرت امیر المومنین امام حسن، امام حسین، عقیل، سلمان، ابوذر، مقداد، عمار اور بریدہ نے نماز پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ عباس اور فضل نے بھی نماز پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حذیفہ اور ابن مسعود نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

• اصبع بن نباتہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا رات کے وقت کیوں دفن ہوئیں؟

آپؑ نے فرمایا، فاطمہؑ زہراؑ کچھ لوگوں سے ناراض تھیں اس لیے میں نے لیند نہیں کیا کہ وہ لوگ اُن کے جنازے میں شریک ہوں۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہو جس سے فاطمہؑ ناراض تھیں اس پر حرام ہے کہ وہ اولادِ فاطمہؑ میں سے کسی کے جنازے پر نماز پڑھے۔

• روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فاطمہؑ زہراؑ کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؑ نے اُن کی قبر کے چاروں طرف نقلی قبریں بنا دیں تاکہ آپؑ کی اصلی قبر پہچانی نہ جاسکے اور اختیار نماز نہ پڑھ سکیں۔

• بعد رحلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فاطمہؑ زہراؑ اس مرض میں مبتلا ہوئیں جس میں ان کی وفات ہوئی۔ تو یہ دونوں (ابوبکر و عمر) عیادت کے لیے آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ ابوبکر نے جب یہ دیکھا تو خدا سے عہد کیا کہ جب تک فاطمہؑ کے پاس جا کر اُن کو اپنے سے راضی نہ کر لیں۔
• چنانچہ وہ رات انھوں نے قبرستان بقیع میں بغیر

تسے سائے کے لبرکی جب صبح ہوئی تو عمرؓ علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا:

اے علیؓ! تمہیں معلوم ہے کہ ابوبکر رسول اللہؐ کے یارِ غار ہیں، آپ کے صحابی اور ایک قبیح القلب انسان ہیں، ہم لوگ کئی مرتبہ تمہارے پاس فاطمہؓ زہراؓ سے ملاقات کی غرض سے آچکے ہیں مگر وہ راضی نہیں ہوتیں لہذا اب تم ان سے مزید سفارش کرو، تاکہ ملاقات ہو جائے۔

ان کے کہنے پر حضرت علیؓ سلام گھر میں تشریف لے گئے اور شہزادی سے کہا: اے بنتِ رسول! ان دونوں نے جو کچھ کہا ہے وہ تم کو معلوم ہے، یہ دونوں متعدد مرتبہ گھر پر تم سے ملاقات کے لیے آچکے ہیں مگر میں نے ہر مرتبہ واپس کر دیا۔ اب وہ پھر میرے پاس آئے ہیں اور تمہاری اجازت کے منتظر ہیں؟

جناب فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو ملاقات کی اجازت نہ دوں گی نہ ان سے بات کروں گی یہاں تک کہ اپنے بابا سے ملاقات کروں۔

حضرت علیؓ سلام نے کہا، میں نے ان دونوں سے وعدہ کر لیا ہے۔ جناب فاطمہؓ زہراؓ نے کہا، اگر آپ نے وعدہ کر لیا ہے تو یہ گھر آپ کا ہی ہے اور عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنی چاہیے اس لیے میں آپ کی مخالفت نہ کر دوں گی۔ آپ جس کو چاہیں اندر آنے کی اجازت دیدیا۔

پس حضرت علیؓ سلام باہر تشریف لائے اور دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ وہ اندر آ گئے جب ان کی نظر فاطمہؓ زہراؓ پر پڑی تو انھوں نے سلام کیا، لیکن شہزادی نے جواب نہ دیا، اور اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا۔ وہ دونوں دوسری طرف سے سائے آئے اور پھر سلام کیا، فاطمہؓ زہراؓ نے پھر منہ پھیر لیا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

(پھر مجبوراً) جناب فاطمہؓ زہراؓ نے حضرت علیؓ سلام سے کہا، اے علیؓ! بچاؤ کو کشادہ کر دو اور پاس کی عورتوں سے کہا، میرے چہرے کو موڑ دو۔

جب ان عورتوں نے آپ کا چہرہ موڑ دیا، تو وہ دونوں پھر سامنے آئے۔ ابوبکرؓ نے کہا، اے بنتِ رسول! ہم تمہارے پاس تم کو راضی کرنے اور تمہارے غصے سے بچنے کے لیے آئے ہیں اور خواہشمند ہیں کہ اب تم ہمیں معاف کر دو، اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کو درگزر کرو۔

جناب فاطمہؓ زہراؓ نے کہا، میں نے تم سے اس سلسلے میں بات نہ کرنے کا عہد کیا، نائین کہ اپنے پدھر گرامی کی خدمت میں پہنچ کر تمہارے ان افعال کی جو تم نے میرے ساتھ وارد کی

شکایت کروں۔

ان دونوں نے کہا، ہم اب تمہارے پاس معذرت کرنے آئے ہیں اور تمہیں راضی کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہمیں معاف کر دو اور درگزر سے کام لو اور جو کچھ ہو گیا اس پر خفا نہ ہو، تب جناب فاطمہؓ زہراؓ حضرت علیؓ سلام کی طرف متوجہ ہوئیں، اور کہا میں ان دونوں سے بالکل بولنا نہیں چاہتی، صرف ایک بات آپ ان سے پوچھو، جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ پس اگر انھوں نے سچ کہا تو جو میری رائے ہوگی اس ہی پر عمل کروں گی۔

ان دونوں نے کہا، ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم حق کہیں گے۔ جناب فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا، اچھا، میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتی ہوں کہ کیا رسول اللہؐ نے تم دونوں کے سامنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ”فاطمہؓ میرا ایک ٹکڑا ہے میں اس سے ہوں وہ مجھ سے ہے جس نے اس کو اذیت دی اُس نے مجھ کو اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی، اور جس نے میرے مرنے کے بعد بھی اذیت دی تو ایسا ہی ہے کہ جیسے اُس نے اُس کو میری حیات میں اذیت دی اور جس نے اس کو میری حیات میں اذیت دی، یہ ایسا ہی ہے جیسے اُس نے اس کو میرے مرنے کے بعد اذیت دی؟“

دونوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ جناب فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا، بس اب میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں اور جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ سب گواہ رہیں کہ ان دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے میری زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی خدا کی قسم، میں تم دونوں سے مطلق بات نہ کروں گی، یہاں تک کہ اپنے رب کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کی بارگاہ میں تمہاری شکایت کروں۔

یہ سن کر ابوبکرؓ نے آہ و واویلہ کرنا شروع کر دیا اور کہا، لے کاش میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا کہ میں یہ دن دیکھتا۔

عمرؓ نے کہا، لوگوں پر تعجب ہے کہ انھوں نے تم کو کیسے اپنے امور کا والی بنا دیا درآخلیکہ تم بہت بوڑھے ہو گئے ہو اور ایک عورت کی ناراضگی پر حزرع و فرع کرتے ہو اور اس کی رضامندی کے خواستگار ہو، اگر ایک عورت ناراض بھی رہے گی تو اس میں کونسا حرج ہے۔ یہ کہہ کر دونوں کھڑے ہو گئے اور گھر سے باہر نکل گئے۔

اس کے بعد جب جناب فاطمہؓ زہراؓ سلام اللہ علیہا کو ان کی وفات کی خبر منجانب اللہ دی گئی تو آپ نے ہم امین کو اپنے پاس بلایا۔

اُمّ امین، ان عورتوں میں سے تھیں جن پر حضرت فاطمہؑ زہرا کو بڑا اعتماد تھا۔ آپ نے اُمّ امین سے فرمایا اُمّ امین! مجھ کو میری وفات کی خبر دی گئی ہے لہذا علی کو میرے پاس بلاؤ۔

جب حضرت علیؑ سلام اُن کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے کہا: اے بن عمیر! میں آپ سے چند باتوں کی وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ انھیں خوب یاد رکھیں۔

حضرت علیؑ سلام نے فرمایا: جو چاہو وصیت کرو۔ جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا: میرے بعد فلاں عورت سے عقد کریں، اس لیے کہ وہ میرے بچوں کی میری ہی طرح پرورش کرے گی اور میرے لیے ایسا تابوت تیار کریں جس کے شکن ٹانگہ نہ مجھ کو دکھا دی ہے۔ اور جب میرا انتقال ہو تو دن یا رات کے جس حقے میں بھی ہو میرا جنازہ فوراً ہی اٹھائیں تاخیر نہ کریں لیکن اس کا سناؤ رکھیں کہ دشمنوں میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں شریک نہ ہونے پلے اور نہ میری نماز جنازہ پڑھے۔

حضرت علیؑ سلام نے وعدہ فرمایا کہ آپ کی تمام وصیتوں پُر کیا جائے گا۔ پس جس وقت جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات ہوئی تو وہ رات کا وقت تھا لہذا حضرت علیؑ سلام نے آپ کی وصیت کے مطابق اسی وقت آپ کا جنازہ اٹھانے کی تیاری کی۔ جب غسل و کفن سے فراغت پائی تو آپ نے جنازہ مکان سے باہر نکالا اور کھجوروں کی شاخیں روشن کر کے جنازے کے آگے آگے چلے۔ پھر آپ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور رات ہی کو دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو ابو بکر و عمر جناب فاطمہؑ کا حال معلوم کرنے کے لیے دوبارہ چلے۔ راستے میں ایک مرد قریشی سے ملاقات ہوئی۔

ان دونوں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: علی ابن ابی طالب کو فاطمہؑ کی تعزیت دینے گیا تھا۔ اُن دونوں نے کہا: کیا فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا؟ اُس نے کہا: ہاں، وہ رات ہی کے وقت دفن بھی کر دی گئیں۔

یہ سن کر اُن دونوں نے بہت جزع و فزع کیا اور حضرت علیؑ سلام سے آکر ملے اور کہا: خدا کی قسم، تم نے ہمارے ساتھ بُرائی کرنے میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھی، یہ اس وجہ سے کہ تمہارے سینے میں ہماری طرف سے کینہ ہے۔ یہ بالکل اسی طرح کا واقعہ ہے جس طرح تم نے رسول اللہ کے غسل و کفن میں ہمیں شریک نہ کیا، اور جس طرح اپنے فرزند حسن کو تم نے سکھایا تھا کہ انھوں نے ابو بکر سے کہا: کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔

حضرت علیؑ سلام نے فرمایا: اگر میں قسم کھا کر کچھ کہوں تو کیا تم کو میری قسم پر اعتماد ہوگا؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔

حضرت علیؑ سلام اُن دونوں کو مسجد میں لے کر آئے اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وصیت فرمائی تھی کہ غسل کے وقت اُن کے جسم کے حصّوں (اعضاء) کو سوائے اُن کے ابن عم کے کوئی اور نہ دیکھے۔ اس لیے میں غسل دیتا تھا اور ملائم اُن کو کوٹ دلاتے تھے اور فضل بن عباس پانی دیتے جلتے تھے، درآنحالیکہ وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے میں نے جب ارادہ کیا کہ آنحضرت کے جسد مبارک سے پیرا ہی جدا کروں تو زور سے ایک آواز آئی (میں نے آواز دینے والے کی صورت نہیں دیکھی) کہ رسول اللہ کا پیرا میں نہ اُتارؤ، یہ آواز کئی مرتباً آئی چنانچہ میں نے پیرا ہٹا دیا۔ اور پیرا ہٹانے کے اندر سے آنحضرت کو غسل دیا۔ پھر آپ کو کفن پہنایا پیرا ہٹ کفن پہنانے کے بعد جسد مبارک سے جدا کیا۔

اب رہا میرے فرزند حسن کا معاملہ، تو یہ تم ہی جانتے ہو اور تمام اہل مدینہ بھی جانتے ہیں کہ وہ نماز جماعت میں مسجد میں داخل ہوتے اور نمازیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے محراب مسجد میں پہنچ جاتے اور جس وقت پیغمبر اکرمؐ مسجد سے سجدے کی حالت میں ہوتے تھے تو وہ آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے تھے، اور آنحضرت اس طرح سجدے سے سر اقدس اٹھاتے تھے کہ آپ کا ایک ہاتھ حق کی پشت پر ہوتا تھا اور دوسرا ہاتھ اپنے زانو پر۔ اس طرح آپ نماز کو تمام کرتے تھے۔ اُن دونوں نے کہا: ہاں، ہم کو بھی یہ معلوم ہے۔

حضرت علیؑ سلام نے فرمایا: پھر تم دونوں کو یہ بھی معلوم ہے اور تمام اہل مدینہ کو بھی علم ہے کہ حسنؑ دوڑتے ہوئے نبی اکرمؐ کے پاس جاتے تھے اور جا کر کاندھے پر سوار ہو جاتے تھے اور ان کے پاؤں رسول اللہ کے سینہ اقدس پر اس طرح ٹکے ہوئے ہوتے کہ ان پہونچوں (پیروں کے ٹخنوں) کی جگہ مسجد کے آخری حقے سے دکھائی دیتی تھی۔

نیز جب رسول اللہؐ خطبہ دیتے ہوئے تو حسنؑ آپ کے کاندھے پر چڑھ رہتے تھے، یہاں تک کہ آپ خطبے سے فارغ ہو جاتے تھے۔

لہذا جب اُس بچے نے یہ دیکھا کہ ایک اجنبی شخص اُس کے جد کے منبر پر ہے تو اُس کو یہ بات شاق ہوئی اور اُس بے بسیاقتہ یہ کہہ دیا کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔ خدا کی قسم، نہ میں نے حق کو اس بات کا حکم دیا تھا اور نہ اُس نے میرے کہنے سے یہ کہا تھا۔

اب رہا بات فاطمہؑ زہرا کی، تو تم نے دیکھا کہ میں نے اُن سے تم دونوں کے ملنے کے لیے اجازت لی تھی، پھر جو کچھ انھوں نے تم لوگوں سے گفتگو کی تھی وہ بھی تمہیں معلوم ہے۔

اس کے بعد یہ روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ پھر فاطمہؑ زہراؑ کو خبر ہوئی کہ ابوبکرؓ نے فکد پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو آپؑ نبی باہم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکرؓ کے پاس آئیں، اور فرمایا: اے ابوبکرؓ! کیا تم مجھ سے وہ زمین بھلے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکرؓ نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکمتانہ صادر کر پائے، مگر بن خطابؓ نے اس میں عمر بن خطابؓ آئے اور بولے:

اے خلیفہ رسولؐ! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جب تک فاطمہؑ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا: علیؑ اور اُمّ ایمنؑ اس کے گواہ ہیں۔

عمرؓ نے کہا، ایک عجمی عورت جو اچھی طرح بات نہ کر سکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علیؑ، تو وہ اپنے ہمارے مطلب کی بات کہیں گے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہراؑ غصہ کے عالم میں واپس آگئیں اور آپؑ کا مرض بڑھ گیا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت علیؑ علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہو چکے تو ابوبکرؓ دعوے پر پوچھا:

رسولؐ کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہا اے علیؑ! ہمارے اور فاطمہؑ کے درمیان جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں ان سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں ان کے پاس لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی ان سے معافی طلب کریں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، تمہاری مرضی ہے۔

چنانچہ یہ دونوں، حضرت علیؑ کے ہمراہ دروازہ فاطمہؑ پر پہنچے، حضرت علیؑ اندر گئے اور فرمایا:

اے سیدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا انہیں اندر بلا لیا جائے؟

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا اے علیؑ! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، اچھا تم نقاب ڈال لو۔

جناب سیدہؑ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

اے فاطمہؑ! آپ ہم سے راضی ہو جائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔

جناب سیدہؑ نے کہا، مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آئے ہو؟

انہوں نے عرض کیا، واقعاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگزر کر دیں گی۔

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتا دیا تو میں تمہیں گواہی دوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔

ان دونوں نے عرض کیا، اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پیارے بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: فاطمہ بضعۃ منی فمن اذھا فقد اذانی (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت پہنچائی)۔

دونوں نے اقرار کیا اور کہا، جی ہاں سنا ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہراؑ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا:

”اللھم انھما قد اذایانی فانما اشکوھما الیک والی رسولک لا واللھ لا ارضی منکم ابدا حتی التقی الی رسول اللھ“ (خدا یا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھے اذیت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسولؐ سے کرتی ہوں۔ لا واللھ، میں ان دونوں سے تا اب راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ میں رسول اللہؐ سے ملاقات کروں۔) وَاخْبِرْہَا صُنْعًا فیکون ھوَالْحَاکِمُ فیکما۔ (اور تمہارا وہ سوک بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)

یہ سن کر ابوبکرؓ رونے لگے اور کافی گریہ و زاری کرنے لگے۔

عمرؓ نے کہا، اے خلیفہ رسولؐ! آپ ایک عورت کی باتوں میں اگر جزع فزع کرنے لگے۔

اس کے بعد جب تک جناب فاطمہؑ زہراؑ زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا

بچاؤشی دن وفات رسول کے بعد کے ہیں۔

جناب امیر المؤمنین علیؑ نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و جناب زینبؑ و ام کلثومؑ اور فضہؑ و اسماء بنت عمیس کے علاوہ کوئی اور آپ کے جنازے پر حاضر نہیں تھا۔ حضرت علیؑ نے آپ کا جنازہ رات کے وقت جنت البقیع لے گئے اس وقت آپ کے جنازے کے ساتھ صرف حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تھے ان ہی حضرات نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، اس وقت بھی آپ کے جنازے کی نماز اور دفن میں کوئی شریک نہیں ہو سکا اور نہ ہی کو آپ کے انتقال کی خبر ملی۔

(دلائل الامت طبری)

• عامی نے اپنے اسناد کے ساتھ محمد بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے ۳ ماہ رمضان کو ہوئی اور اس وقت آپ کا سن تقریباً اسی سال کا تھا۔

• ابو عبد اللہ بزمہ اصفہانی نے اپنی کتاب "المعرفت" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کا عقد حضرت فاطمہؑ سے مدینہ میں ہجرت رسولؐ کے بعد ہوا اور عقد کے ایک سال بعد خیمہ عمل میں آئی، آپ کے بطن سے امام حسنؑ و امام حسینؑ اور محمد بن اسماعیلؑ و زینبؑ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

(۲۲) آپ کی وفات اور عمر کے بارے میں مختلف روایات

محمد بن اسماعیل نے تحریر کیا ہے کہ وقت وفات جناب فاطمہؑ زہراؑ کی عمر اسی سال تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ۲۴ سال تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت میلاد نبوی سے آٹھ لاکھ سال کی ابتداء میں ہوئی اس حساب سے آپ کی عمر ۲۳ سال ہوتی ہے لیکن اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کی عمر اسی سال یا تیس سال تھی۔

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ جناب فاطمہؑ زہراؑ کی وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ دنوں بعد ہوئی لیکن مدت میں اختلاف ہے لوگ زیادہ سے زیادہ مدت آٹھ ماہ اور کم سے کم چالیس روز بیان کرتے ہیں جو روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے وہ زیادہ قابل اعتماد ہے۔ اس میں ہے کہ آپ کی وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین مہینہ کے بعد ہوئی۔

• مصباح کفعمی میں اور مصباح الزائر میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات ۲ جمادی الثانی

کو ہوئی۔

• مصباح الزائر میں ہے کہ ابن عباس کے قول کے بموجب حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی وفات اور مدت عمر کے متعلق جو مختلف روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک کی تطبیق ممکن نہیں ہے اور نہ ہی تاریخ ہائے وفات اور اس خبر صحیح کے درمیان تطبیق ممکن ہے جس میں یہ ہے کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں کیونکہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۲۸ صفر مانی جائے تو اس بناء پر جناب فاطمہؑ زہراؑ کی وفات جمادی الاولیٰ کے درمیان تاریخوں میں قرار پاتی ہے۔ اور اگر وفات رسولؐ کے متعلق ۱۲ ربیع الاول کا قول اختیار کیا جائے جس کی عام مسلمان روایت کرتے ہیں، تو آپ کی وفات جمادی الثانی کی آخری تاریخوں میں سے مانتی پڑتی ہے۔

ابو الفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جو روایت کی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین ماہ کے بعد تک زندہ رہیں۔ اس کی تطبیق بقول ۲ جمادی الثانی کے ساتھ ممکن ہے۔ بایں معنی کہ تین ماہ سے صرف چند روز بڑھے ہوئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس کا شمار کیا گیا ہو اور اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو طبری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

(۲۳) وقت وفات آپ کے سن میں اختلاف

سید الحفاظ ابو منصور دلمی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن ہشام بن عبد الملک کے پاس گئے وہاں کلبی بھی موجود تھا، ہشام نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا: اے ابو محمد! فاطمہؑ زہراؑ کی عمر (وفات کے وقت) کتنی تھی؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا تیس سال۔

پھر اس نے کلبی سے پوچھا، تم کیا کہتے ہو؟

کلبی نے کہا پینتیس سال۔

ہشام نے عبداللہ بن حسن سے کہا، سنتے ہو کلبی کیا کہتا ہے؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا مجھ سے میری ماں کے متعلق پوچھو اور کلبی سے اس کی ماں کے متعلق۔ اس کو اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے اور مجھے اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے۔

۲۲۲
۲۴ اپنا سارا مال تصدق کرنے کی وصیت

دلائل طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے اور انھوں نے حضرت فاطمہ زہرا کے متعلق روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے وصیت کی کہ ازواجِ نبوی میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ اور زنانِ نبی ہاشم میں سے بھی ہر ایک کو اتنا ہی دیا جائے پھر امام بنت ابوالعاص کو بھی اس میں سے کچھ دیدیا جائے۔ (دلائل طبری)

• دوسری اسناد کے ساتھ عبداللہ بن حسن نے زید بن علی سے روایت کیا ہے کہ: حضرت فاطمہ زہرا نے اپنا تمام مال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو تصدق کرنے کی وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے اس میں غیر افراد کو بھی شامل کر لیا۔

۲۵ تحریری وصیت نامہ

”یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ کا: سب سے پہلے میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا نے وحدہ لا شریک کے سوا کوئی اللہ نہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ حجت و جہنم ختم ہے۔ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ اہل قبور کو دوبارہ زندہ کرے گا۔“

”اے علی! میں فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں جس کی شادی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کی تھی تاکہ دنیا و آخرت میں تمہاری زوجہ ہوں اور تم دوسروں کی بہ نسبت میرے لیے زیادہ اولیٰ ہو۔ لہذا تم ہی رات کے وقت مجھے غسل و کفن و جنود کرنا اور کسی کو خبر نہ دینا۔ میں تم کو خدا کے حوالے کرتی ہوں، میرے بچوں سے میرا سلام کہنا، اب قیامت ہی میں ملاقات ہوگی۔“

جب رات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے حسب وصیت فاطمہ کو غسل دیا اس کے بعد امام حسن سے کہا جاؤ ابوذر کو بلاؤ جب وہ آئے تو دونوں فاطمہ زہرا کو اس جگہ لٹایا جہاں آپ نماز پڑھا کرتی تھیں۔ پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی، بعد ازاں دو رکعت نماز اور پڑھی، نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ کہا:

”خدا یا! یہ تیرے نبی کی دختر فاطمہ زہرا ہے جس کو تو نے ظلمات سے نور کی طرف نکالا اور اس نے اپنے نور سے زمین کو روشن کر دیا۔“

۲۲۳ ہمارے طرف سے آؤ، کیونکہ فاطمہ کی خاک ہمیں سے اٹھانی گئی تھی۔

چنانچہ بقیع کے جس گوشے سے آواز آئی تھی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ زہرا کے جنازے کو اسی طرف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے۔ لہذا تابوت اُس قبر کے پاس رکھ دیا گیا، دفن کے بعد آپ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور فرمایا:

”اے زمین! میں اپنی امانت تیرے سپرد کرتا ہوں، یہ بنیت رسول ہیں، ذرا خیال رہے۔“ کسی نے غیب سے جواب دیا۔ یا علی! ہمیں فاطمہ پر تم سے زیادہ فہرمان ہوں۔

لہذا اطمینان سے پلٹ جاؤ۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اس قبر کو زمین کے بالکل برابر کر دیا اور ہمیشہ کے لیے نشان قبر محو کر دیا۔ کوئی نہیں جانتا کہ قبر کہاں ہے۔؟ (کتاب مناقب قدیم)

۲۶ جناب فاطمہ کی وفات پر حضرت علی کا مرثیہ

پھر جب جناب فاطمہ زہرا نے وفات پائی تو حضرت علی علیہ السلام نے یہ مرثیہ کہا: لكل اجتماع من خلیلین فرقة... الخ یعنی: جب کبھی دو دوست جمع ہوتے ہیں تو ان کو جدا بھی ہونا پڑتا ہے۔

• حاکم نے تحریر کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا نے رحلت کی تو حضرت علی نے یہ مرثیہ پڑھا:

ترجمہ: میری جان آہوں کے ساتھ اٹھی ہوئی ہے کاش وہ بھی آہوں کے ساتھ ہی نکل جاتی (اے فاطمہ زہرا!) تمہارے بعد جینے میں کوئی لطف نہیں ہے۔ رونا اس لیے ہوں کہ کہیں میری مدت حیات طویل نہ ہو جائے۔

۲۷ وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مرثیہ: وہ دیوان جو حضرت علی علیہ السلام

کی طرف منسوب ہے اس میں مرقوم ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار ۱) اے کیا زندگی کو طویل کرنے کی کوئی سبیل ہے، مگر یہ کہاں ممکن ہے جبکہ موت

۱۷ انسان یہ چاہتا ہے کہ میرا دوست نہ مرے حالانکہ اس کی تمنا کے برآئے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔

۱۸ دنیا کے مال کا ضائع ہو جانا اتنا زیادہ نقصان دہ نہیں ہے جتنا باعزت لوگوں کی موت سے نقصان ہوتا ہے۔

۱۹ یہی وجہ ہے کہ فرشتہ خواب سے میرا پہلو کبھی نہیں ہوتا، اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ دل میں فراق کی آگ لگ رہی ہے۔

نیز حضرت فاطمہ زہرا کی وفات پر آپ نے یہ بھی اشعار کہے:

۱ میرا محبوب وہ ہے کہ جس کی جگہ کوئی محبوب نہیں لے سکتا اور میرے دل میں اُس کے سوا کسی اور کی جگہ نہیں۔

۲ میرا محبوب اگرچہ میری آنکھوں سے جسمانی طور پر دور ہو گیا ہے لیکن میرے دل سے وہ ہرگز دور نہیں ہو گا۔

نیز آپ نے یہ اشعار بھی جناب فاطمہ زہرا کی رحلت کے بعد اُن سے خطاب کر کے کہے ہیں:

۱ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں قبرستان میں کھڑا ہوا اپنے دوست کی قبر کو سلام کرتا ہوں مگر مجھ کو کوئی جواب نہیں ملتا۔

۲ اے دوست! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میرے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ کیا تم نے آداب دوستی کو بھلا دیا ہے۔

پھر آپ نے خود ہی اس دوست کی طرف سے کہا:

۱ اس دوست نے جواب دیا کہ میں تم کو کیونکر جواب دوں جبکہ میں پتھروں اور خاک کے ڈھیر کے تنے دبا ہوا ہوں۔

۲ میرا حسن و جمال تو اس مٹی نے کھا لیا، اس لیے میں نے بھی تم کو بھلا دیا، میں اب اپنے دوستوں اور عزیزوں سے چھپا دیا گیا ہوں۔

۳ اب میرا سلام آخر قبول کرو، اب ہماری اور تمہاری محبت کے رشتے ٹوٹ چکے ہیں۔ مگر شرح دیوانی جناب امیر المومنین میں یہ روایت مرقوم ہے کہ یہ آخری تین اشعار بالائف سے سنے گئے تھے۔ (دیوان منسوب بہ امیر المومنین)

۴۸ = وفات سے قبل آپ کی دعاء

کتبہ صحاح الافکار میں حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

۲ مجھے اگرچہ موت کا پورا یقین ہے کہ اگر رہے گی مگر اس کے باوجود میری آرزوؤں اور تمناؤں کی رسی بہت دراز ہے۔

۳ زمانہ دن رات رنگ بدلتا رہتا ہے اور اسی کے درمیان لوگوں کی روح بھی پرواز کرتی رہتی ہے حق کی منزل تک لوگوں کی بازگشت یقینی ہے اور ہر شخص کو اسی راستے پر جانا ہے۔

۴ میں نے عزت کے دنوں میں موت کے ذکر کو کاٹ دیا، حالانکہ ہر صاحب عزت موت کی منزل پر پہنچ کر ذلیل و سرنگوں ہو جاتا ہے۔

۵ میں خود کو دنیا کی طرح طرح کی علتوں کا شکار پاتا ہوں اور واقعا دنیا میں رہنے والا شخص مرتے دم تک طرح طرح کی علتوں میں گرفتار رہتا ہے۔

۶ میں اپنے محبوب سے ملنے کا بے حد مشتاق ہوں، مگر کیا اس تک پہنچنے کی کوئی سبیل ہے مکان کے اعتبار سے میں اُس سے بہت دور ہوں اور مجھ سے پہلے اس جہان کی ہر چیز سے اور مجھ سے اچھے اچھے لوگ مر چکے ہیں۔

۷ جدائی کی مثل جو ایک کہنے والے نے نہیں ہے، میں اس مثل کو اپنی زبان سے بیان کرتا ہوں جب بھی دو دوست ملیں گے اُن میں بالآخر جدائی ہو جائے گی۔ جدائی ایسی کٹھن شے ہے کہ اس کے مقابلے میں ہر شے آسان ہے۔

۸ میرا فاطمہ زہرا کو کھودینا، رسول اللہ کی وفات کے بعد اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست باقی نہیں رہتا۔

۹ ابن دونوں کی جدائی کے بعد اب دنیا میں کس طرح زندگی کے دن گذاروں، تمہاری جان کی قسم اس کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

۱۰ میرے مرنے کے بعد جلد ہی میری یاد بھی لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائے گی اور میرے دوست کے دل میں میری جگہ دوسرا آفائے گا۔

۱۱ نہ وہ دوست سچا ہے جو دوستی کا حق ادا کرتے کرتے تھک جائے اور نہ وہ سچا دوست ہے جو میرے غائب ہونے کے بعد میرا بدل اختیار کرے۔

۱۲ حقیقی دوست وہ ہے جس کی محبت ہمیشہ برقرار رہے جو میرے رازوں کی حفاظت کرے اور میرے معاملات میں میرا ہاتھ بٹائے۔

۱۳ جس دن دنیا سے میری زندگی کا رشتہ ٹوٹ جائے گا تو اس پر رونے والیاں جتنا بھی روئیں کم ہے۔

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا صرف ساتھ دن زندہ رہیں۔ اس کے بعد آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ آپ اس مرض میں جو دعا اور شکایت اپنے معبود سے کرتی تھیں وہ یہ ہے:

ترجمہ: ”اے جی و اے قیوم! میں تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دیکر فریاد کرتی ہوں کہ تو میری قریب رسی فرما، مجھے آتش جہنم سے نجات دے، مجھے جنت میں پہنچا دے اور مجھ کو میرے بابا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے۔“

جناب فاطمہ زہرا کی یہ دعا اسن کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے فاطمہ! پریشان نہ ہو، اللہ تمہیں صحت و عافیت دے گا، ابھی اللہ تمہیں باقی رکھے گا۔

آپ فرماتی تھیں کہ اے ابوالحسن! میں بہت جلد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا چاہتی ہوں۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آپ نے وصیت کی کہ میرے بعد صدقہ دیا جائے اور گھر کا سامان صدقے میں دیا جائے۔ نیز یہ وصیت بھی کی کہ آپ میرے بعد امام سے عقد کریں، وہ میرے بچوں کو بہت چاہتی ہے۔

الغرض رحلت کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان کو شب میں دفن کیا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے پرگرامی سے ان مظالم کی شکایت کی جو دو گوں نے مجھ پر آپ کی وفات کے بعد کیے تھے۔ تو میرے بابا نے فرمایا، بیٹی! تمہارے لیے آخرت میں وہ ہے جو متقین کے لیے وہاں فراہم ہے اور تم عنقریب میرے پاس آنے والی ہو۔

حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام نے اپنے آباؤں کے کرام سے روایت کی ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا کا وقت وفات قریب آیا، تو آپ رونے لگیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا، سیدہ! کیوں روتی ہے؟ انھوں نے کہا، میں یہ خیال کر کے رو رہی ہوں کہ میرے بعد آپ کو کیا معائب برداشت کرنے پڑیں گے جعفر علی نے فرمایا، تم نہ روؤ، اللہ کی راہ میں یہ تمام معائب میری نظر میں ہیں۔ پھر آپ نے وصیت کی کہ میرے جنازے پر شیخین کو آنے کی اجازت نہ دیجیے گا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

○ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کی نظر میں

○ جناب فاطمہ زہرا کا مرتبہ و عظمت

① خاتونِ جنت کا میدانِ حشر اور جنت میں استقبال

سیمان بن محمد نے عن فلاں کہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب فاطمہؑ زہرا محزونہ و غموم ہیں۔

آپ نے پوچھا بیٹی رنجیدگی کا کیا سبب ہے؟

انھوں نے عرض کیا، بابا جان، آپ نے (ایک بار) روزِ محشر کا ذکر کیا تھا کہ روزِ لوگ برہنہ محشور ہوں گے۔

آپ نے فرمایا، بیٹی وہ ایک عظیم دن ہوگا، مگر جبریل امین نے اللہ کی جانب سے یہ خبر دی ہے کہ بروزِ قیامت سب سے پہلے جس کے لیے زمین شگافہ ہوگی، وہ میں اس کے بعد میرے جد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، پھر تمھارے شوہر علی ابن ابی طالبؑ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبریل امین کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل فرمائے گا وہ تمھارے قبر پر سات خیمے نصب کریں گے۔ پھر اسرافیل جنت سے نور کے تین حلقے لیکر آئیں اور تمھارے سر بالیں کھڑے ہو جائیں گے اور جبریل امین آواز دیں گے۔ اے فاطمہ بنت محمدؑ محشر میں چلنے کے لیے اُٹھیں۔

اُس وقت تم اطمینان سے اُٹھو گی، تم برہنہ نہ ہو گی۔ تب اسرافیل تم کو وہ نوری لباس دیں گے، تم ان کو پہنو گی۔

پھر وقائیل نامی ایک فرشتہ نور کا ناقہ لے کر حاضر ہوگا جس کی مہارت ازہوت کی ہوگی جس میں سونے کی ڈوری ہوگی، تم اس پر سوار ہوگی۔ روقائیل اس کی مہار لیکر چلیں گے تمھارے آگے آگے ستر ہزار فرشتے ہوں گے، ان کے ہاتھوں میں تسبیح کے علم ہوں گے جب تمھاری سواری آگے بڑھے گی تو ستر ہزار حورانِ جنت تمھارے استقبال کے لیے آئیں گی جو ہر مرد

ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی ایک اینگٹھی ہوگی جس سے بغیر کسی آگ کے عود کی خوشبو پھیل رہی ہوگی ان حوروں کے سروں پر سبز زبرجد کے تاج ہوں گے۔ یہ حوریں تمھارے دلہنے جانب چلیں گی تم سمجھ آگے بڑھو گی تو مریم بنت عمران تمھارے استقبال کو آئیں گی، ان کے ساتھ بھی وہی سامان ہوگا جو تمھارے ساتھ ہوگا۔ وہ تم کو سلام کریں گی اور مع اپنے خدم و حشم کے تمھارے بائیں جانب تمھارے ساتھ ساتھ چلیں گی۔

اس کے بعد تمھاری مادرِ گرامی خدیجہ بنت خویلد تمھارے استقبال کو آئیں گی جو تمام عورتوں میں سب سے پہلے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائیں۔ ان کے ہمراہ بھی ستر ہزار ملک ہونگے جو اپنے ہاتھوں میں تکبیر کے علم لیے ہوئے ہوں گے۔ جب تم اس جمع کے پاس پہنچو گی تو ایک حورِ تمھارے استقبال کو آئے گی، اُس کے ساتھ ساٹھ ہزار حوریں ہوں گی اور اس کے ساتھ آسیہ بنت مزاحم بھی ہوں گی۔ پھر یہ سب مع اپنے ساتھ کی تمام حوروں وغیرہ کے تمھارے ہمراہ چل کر اہلِ محشر کے درمیان آئیں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو ایک ہی میدان میں اس طرح محشور کرے گا کہ ان سب کے قدم برابر ہوں گے۔

اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا اور اُس کی ندا کو تمام اہلِ محشر سنیں گے۔ اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؑ اور ان کے ہمراہ عورتیں بھی گزر جائیں۔ پس اے بیٹی! اُس دن کوئی شخص تمھاری طرف نہیں دیکھے گا سوائے اس کے کہ اس کے گناہوں کا سوا اور ابراہیم خلیل اللہ سلام اللہ علیہ اور علی ابن ابی طالبؑ کے۔ پھر حضرت آدمؑ حوا کو طلب کریں گے تو وہ ان کو تمھاری والدہ خدیجہ کے ساتھ پائیں گے جو تمھارے آگے ہوں گی۔

اس کے بعد تمھارے لیے ایک نور کا منبر نصب کیا جائے گا جس کے ساتھ زینے ہوں گے، ایک زینے سے دوسرے زینے کے درمیان ملا کر کی صفیں ہوں گی ان کے ہاتھوں میں نور کے علم ہوں گے حورانِ جنت اُس منبر کے دلہنے اور بائیں حلقہ کیے ہوں گی تمھارے منبر کے بائیں جانب قریب ترین عورتیں حضرت حواء اور حضرت آسیہؑ ہوں گی جب تم اس منبر کے سب سے بلند زینے پر پہنچو گی تو تمھارے پاس جبریل امین آکر عرض کریں گے: اے فاطمہؑ! آپ اپنی حاجت بیان فرمائیں کیا چاہتی ہیں؟

تم کہو گی: پروردگار! تو مجھے میرے بیٹوں حسن و حسین کو دکھا دے۔ پس وہ دونوں تمھارے پاس اس حالت میں آئیں گے کہ حسینؑ کی کٹی ہوئی گردن تمھارے خون جاری ہوگا اور اس سے آواز آئے گی: پروردگار! تو آج میرا انتقام ان لوگوں سے لے کر۔

اس وقت رب جلیل غضب میں آئے گا، اس کے غضب کے باعث جہنم اور تمام ملائکہ غضب میں آجائیں گے اور جہنم سے ایک خوفناک آواز آئے گی اور اندر سے ایک فوج نکلے گی جو قاتلانِ حسین اور ان کی اولادوں اور نسلوں وغیرہ کو جن جن پر مکتوبے گی۔

وہ لوگ کہیں گے، پروردگار! ہم تو قتلِ حسین کے وقت موجود ہی نہ تھے (مگر ان کا یہ عذر مسموع نہ ہوگا) اللہ تعالیٰ جہنم پر متعین فرشتوں کو حکم دے گا، دیکھو! ان میں جتنے نیل آنکھوں اور سیاہ چہرے والے لوگ ہیں ان سب کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم کے سب سے نیچے طبقہ (درکِ اسفل) میں ڈال دو کیونکہ یہ حسین کے دوستوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں اس دشمنی سے بڑھ گئے تھے جو ان کے آباء و اجداد کو حسین سے تھی اور انھوں نے حسین کو قتل کیا تھا۔

پھر جبریل کہیں گے، لے فاطمہ! مرید جو حاجت ہو بیان کرو۔

تم کہو گی: پروردگار! میرے شیعہ؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انھیں معاف کیا۔

تم کہو گی: پروردگار! اور میرے بچوں کے دوستدار؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انھیں بھی معاف کیا۔

تم پھر کہو گی: پروردگار! میرے دوستوں کے دوست؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: لے فاطمہ! تم جنت میں تو چلو، جو بھی تم سے متشک رہا ہے وہ

بھی تمہارے ہمراہ جنت میں جائے گا۔

اُس وقت تمام خلائی حسرت سے کہے گی، کاش، ہم بھی فاطمہ کے دوستدار ہوتے

پس تم جنت کی طرف روانہ ہو جاؤ گی اور تمہارے ساتھ تمہارے دوستدار تمہارا

بچوں کے دوستدار اور علی بن ابی طالب امیر المومنین کے دوستدار ہوں گے۔ یہ سب مہلن ہوں گے

ان کی شرمگاہیں مستور و پوشیدہ ہوں گی، اُن سے قہرِ سم کے رنج و غم دور ہونگے، دیگر تمام لوگ خوف

ہراس میں مبتلا ہوں گے، مگر انھیں کوئی خوف ہی نہ ہوگا۔ سب لوگ پیاسے ہوں مگر وہ پیاسے نہ ہوں گے

جب تم دروازہ جنت پر پہنچو گی تو بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کے لیے باہر

نکلیں گی جنھوں نے تم سے پہلے یا بعد کسی کا استقبال نہ کیا ہوگا۔ اُن کے ہاتھوں میں نور کے حبلے

ہوں گے وہ نور کی سواروں پر سوار ہوں گی جن پر زرد سونے کے اور سرخ یا قوت کے ہودج ہوں گے

ان کی مہاریں تازہ موتیوں کی ہوں گی، ہر سواری پر سانس کا فرش ہوگا۔ جب تم جنت میں داخل

ہو گی تو اہل جنت تمہیں مرحبا کہیں گے، تمہارے شیعوں کے لیے جواہرات کے خوان نور کے پائوں

پر رکھے جائیں گے اور وہ ان خوانوں سے کھانے میں مشغول ہو جائیں گے جبکہ دوسرے لوگ ابھی

میں اپنا حساب کتاب دے رہے ہوں گے۔

اس کے بعد جب تمام اولیاء اللہ جنت میں اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں گے تو حضرت آدمؑ اور ان کے بعد کے انبیاء و صحابہ کی زیارت کو آئیں گے۔

جنت کے بالکل وسط میں ایک ڈال کے دو موتی ہوں گے۔ ایک سفید ہوگا

دوسرا زرد۔ ان دونوں موتیوں کے اندر بہت سے قصر اور گھر تراش کر بنائے ہوئے ہوں گے

ہر موتی کے اندر ستر ہزار گھر ہوں گے۔ سفید موتی میں ہمارے اور ہمارے شیعوں کے گھر ہیں

اور زرد موتی میں حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کے گھر ہیں۔

فاطمہؑ زہراؑ نے عرض کیا، بابا! میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وفات کا دن دیکھوں

یا آپ کے بعد ایک دن بھی زندہ رہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیٹی! جبریل نے مجھے خبر دی ہے

کہ تو میرے بعد زندہ رہے گی مگر میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔

پس دلیلِ عظیم ہے اس کے لیے جو تجھ پر ظلم کرے اور کامران و کامیاب ہے وہ جو تیری نصرت

اور مدد کرے۔

عطا کا بیان ہے کہ ابن عباسؓ جب بھی اس حدیث کو بیان کرتے تو اس

کے بعد اس آیت کی تلاوت ضرور کرتے تھے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ

ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَمْكَّنَّا لَهُمْ مِنَ الْأَرْضِ مَا يَشَاءُونَ

لَهُمْ فِيهَا كُتُبٌ رَهِينٌ • (سورہ طور آیت ۲۱)

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی ذریت نے ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت

کو (جنت میں) ان سے ملحق کر دیں گے اور ان کے عمل کی جزا میں کوئی کمی نہیں

کریں گے۔ ہر شخص وہی پائے گا جو اُس نے کیا ہے۔ (تفسیرات)

② = خاتونِ جنت کا جنت میں داخلہ

ابو القاسم علوی حسنی نے من

فلاں من فلاں کر کے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ بروز قیامت ایک منادی ندا کرے گا

» يَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ غَضَبُوا الرِّصَادَ رَكْعَةً... الخ لے گروہِ خلائی اپنی آنکھیں

نہ کرنا کہ فاطمہؑ زہراؑ بنتِ محمد مصطفیٰؐ کی سواری یہاں سے گزر جائے۔

۳۔ اہل محشر کو آنکھیں بند کرنے کا حکم

سماعی نے اپنے رسالے ”قوامیہ“ میں زعفرانی نے فضائل صحابہ میں، اثنیہی نے کتاب اعتقاد اہل سنت میں، عکبری نے ابانہ میں، احمد نے کتاب فضائل میں اور ابن یونس نے اپنی کتاب ”الرباعین“ میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ روز قیامت تمام لوگ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس وقت پردے کے اندر سے ایک منادی ندا کرے گا: (آواز قدرت)

”ایہا الناس غضوا ابصارکم و نکسوا رؤسکم فان فاطمۃ بنت محمد تجوز علی الصراط“

رے لوگو! اپنی آنکھیں بند کر دو اور اپنے سروں کو جھکا لو کیونکہ فاطمہ بنت محمد کی سواری بل صراط سے گزرنے والی ہے۔

اور ابوالوب کی روایت میں ہے کہ پھر فاطمہ زہرا کے ساتھ ستر زار خود بھی بمبلی کی طرح بل صراط سے گزر جائیں گے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

• دیگر:

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں اکٹھا فرمائے گا پھر ایک منادی ندا کرے گا: ”سب اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سروں کو جھکا لیں تاکہ فاطمہ بنت محمد بل صراط سے گزر جائے۔“

آپ نے فرمایا، پس سب لوگ اپنی آنکھیں بند کر لیں گے اس وقت فاطمہ زہرا جنت کے ایک ناقے پر سوار ہو کر ستر زار فرشتوں کے حلقے میں میدان حشر میں وارد ہوں گی اور ایک معزز مقام پر کھڑی ہو جائیں گی، پھر وہ اپنے ناقے سے اتریں گی اور امام حسین علیہ السلام کا خون بھر اپراہن ہاتھ میں لیں فریاد کریں گی:

”پروردگارا! یہ میرے بچے حسین کا پیرا ہے اور تجھے خود معلوم ہے کہ اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آنے کی لے فاطمہ! میری مرضی تمہارے حوالے سے (جو ہوگی وہی کیا جائے گا)

پس آپ ہی وہ پہلی ہستی ہوں گی، جن کو جنت کی خلعت پہنائی جائیگی اور بارہ ہزار خورانِ جنت آپ کے استقبال کے لیے جنت سے آئیں گی جنہوں نے اس سے قبل کسی کا استقبال نہ کیا ہو گا۔ جناب فاطمہ زہرا اور وہ حوری ایسے ناقوں پر سوار ہوں گی جن کے پاؤں یا قوت کے ان کی مہاریں موتیوں کی، ان کی عماریاں گوہر آبدار کی ہوں گے ہر عساری میں سندس کی تو شک بھی ہوتی ہوگی۔ یہ سب ناقوں پر صراط سے گزر کر جنت میں پہنچیں گی تو اہل جنت انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔

جنت کے وسط میں کچھ سفید رنگ کے قہر ہوں گے کچھ زرد رنگ کے۔ یہ قہر ایک ڈال موتی کے تراشے ہوں گے۔ سفید قہروں میں ستر زار گھر محمد و آل محمد علیہم السلام کے لیے ہوں گے اور زرد قہروں میں ستر زار گھر حضرت ابراہیم و آل ابراہیم کے لیے ہوں گے جنت میں پہنچ کر حضرت فاطمہ زہرا ایک نور کی کرنی پر بیٹھ جائیں گی اور باقی افراد آپ کے گرد حلقے میں بیٹھ جائیں گے اس وقت جناب فاطمہ زہرا کے پاس ایک ملک بھیجا جائے گا جو نہ اس سے قبل کسی کے پاس بھیجا گیا اور نہ اس کے بعد کسی کے پاس بھیجا جائے گا۔ کہے گا کہ اے فاطمہ زہرا! آپ کا رب آپ پر بہت مہربان ہے اور آپ کو بعد تحفہ درود و سلام کہہ لایا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ تم جو چاہو مانگو میں عطا کروں گا۔

جناب فاطمہ زہرا عرض کریں گی: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمادی ہیں اور اپنے کرم اور بزرگی سے مجھے نوازا ہے، اپنی جنت میرے لیے مباح کر دی ہے میں اب اللہ تعالیٰ سے اپنی ذریت اور ان کے دوستوں کے متعلق سوال کرتی ہوں کہ ان کو بھی جنت میں داخل کر دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جناب فاطمہ کو ان کی ذریت اور جس نے ان کی ذریت کو (فاطمہ کی وجہ سے) دوست رکھا ہے اور جناب فاطمہ کی خاطر ان کی حفاظت کی ہے (جنت اور دیگر انعامات) عطا فرمائے گا۔

جناب فاطمہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا دیکھ کر عرض کریں گی: ”الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن و اقرب بعینی“ (حمد ہے اُس اللہ کی جس نے ہم سے حزن کو دور فرمایا اور میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔)

جعفر کا بیان ہے کہ میرے والد کہا کرتے تھے کہ جب ابن عباس اس حدیث کو یاد کرتے تو فوراً اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے: ”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ“ (سورہ طور آیت ۲۱) (تفسیر فرات)

جناب فاطمہ زہرا عرض کریں گی، پروردگار! میں حسین کے قاتلوں سے انتقام چاہتی ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ جہنم کے ایک شعلے کو حکم دے گا، وہ شعلہ جہنم سے نکل کر میدانِ حشر میں سے قاتلانِ حسین کو اس طرح چمک لے گا جس طرح کوئی کبوتر دانہ چگلتا ہے، پھر وہ شعلہ ان لوگوں کو لیکر جہنم میں واپس پلٹ جائے گا، اور وہ لوگ وہاں پر طرح طرح کے اذیت ناک عذاب میں گرفتار کر دیے جائیں گے۔

اس کے بعد جناب فاطمہ زہرا اپنے نئے پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوئی، ملائکہ آپ کے ہمراہ ہوں گے فاطمہ کی ذریت ان کے آگے آگے ہوگی۔ ان کے چاہنے والے فاطمہ زہرا کے داہنے اور بائیں ساتھ ساتھ ہوں گے۔

④ = حضرت امام حسین کا میدانِ حشر میں آنا

حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”قیامت کے دن فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے ایک نور کا خیمہ نصب کیا جائے گا، اس کے بعد امام حسین علیہ السلام وہاں اس طرح آئیں گے کہ اپنا سر بربریہ اپنے ہاتھوں پر لیے ہوں گے۔ ان کو اس حال میں دیکھ کر آپ ایک چیخ ماریں گی، جس کو سن کر کوئی مملک مقرب، کوئی نبی مرسل اور کوئی عبید مومن ایسا نہ ہوگا جو فاطمہ زہرا کے حالِ نادر پر آنسو نہ بہائے گا۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بشکلِ انسان بھیجے گا جو امام حسین کے قاتلوں سے جنگ کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنھوں نے امام حسین کو قتل کیا تھا اور ان کے خلات سامانِ جنگ مہیا کیا تھا، یا لشکرِ اعداء میں کسی طرح بھی شرکت کی تھی، ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا، پھر وہ شخص تمام اعدائِ حسین کو ایک ایک کر کے قتل کر دے گا۔ اس کے بعد مقتولین کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اس مرتبہ امام حسین کے پیرِ عالی قدر (علی امیر المؤمنین) ان سب کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد وہ لوگ پھر زندہ کیے جائیں گے اور ان سب کو امام حسین قتل کریں گے۔ اس کے بعد پھر سب کو زندہ کیا جائے گا، اس دفعہ ان سب کو امام حسین قتل کریں گے۔ اسی طرح وہ لوگ بار بار زندہ کیے جائیں گے اور ہماری ذریت میں سے کوئی ایسا نہ بچے گا جو ان لوگوں کو قتل نہ کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فاطمہ کے دل سے

غضب اور افسوس کو دور کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحم فرمائے، خدا کی قسم یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں مومن ہیں، کیونکہ ان لوگوں نے ایک عرصہ طویل تک حزن و دلال میں ہمارے ساتھ شرکت کی۔ (ثواب الاعمال)

• دیکھو:

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن فاطمہ زہرا اپنی عزیز عورتوں کے حلقے میں میدانِ حشر میں آئیں گی تو ان سے کہا جائیگا کہ اے بنتِ رسول! جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آپ عرض کریں گی، جب تک میں یہ نہ دیکھ لوں کہ میرے فرزند حسین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے، میں ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گی۔

خطاب ہوگا کہ میدانِ قیامت میں نظر کرو۔

جب آپ نظر کریں گی تو امام حسین کو اس طرح دیکھیں گی کہ ان کے جسم پر سرنہ ہوگا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر ایک چیخ ماریں گی اور مصروفِ آہ و بکا ہو جائیں گی، ان کو رونا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگوں گا اور تمام فرشتے بھی مصروفِ گرہ ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو جلال آئے گا اور وہ ایک قسم کی آگ کو جسے ہبیب کہتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار سال تک اپنے غضب کی ہوائے بھڑکایا ہے اور جو جلتے جلتے سیاہ پڑ گئی ہے جس میں خوشی و مسرت کبھی داخل نہ ہوگی اور جس میں غم بھی باہر نہ نکلے گا۔ اس آگ کو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان قاتلانِ حسین کو جو حاملینِ قرآن بھی ہیں نکلے۔

پس وہ شعلہ جہنم ان سب کو نکل لے گا۔ جب یہ لوگ اس کے خوف میں ہونچیں گے تو جہنم بھی چیخ اٹھے گی اور وہ لوگ بھی جہنم میں گئے اور واضح الفاظ میں کہیں گے، پروردگار! تو نے ہمیں بت پرستوں سے بھی پہلے کیوں داخل جہنم کر دیا۔

جواب ملے گا کہ جو باوجود علم کے گناہ کرتا ہے اس کو ایسی ہی سزا دی جاتی ہے اور جو لاعلمی میں گناہ کرتا ہے اس کو ایسی سزا نہیں ملتی، بلکہ اس کے لیے معافی کی گنجائش ہے۔ (ثواب الاعمال)

• دیکھو: حضرت علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بعد قیامت فاطمہ زہرا کے سامنے امام حسین کا سر بربریہ پیش کیا جائے گا، جس سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ اس سرِ اقدس کو دیکھ کر فاطمہ فریاد کریں گی:

”واولادہ واشمرۃ فوادہ“ ہائے میرے لال ہائے میرے میوہ دل
 فاطمہ زہرا کی فریاد سن کر ملائکہ بھی فریاد کرنے لگیں گے اور اہل محشر کہیں گے کہ:
 اے فاطمہ! آپ کے فرزند کے قاتل کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کرتا رہے گا۔
 اُس وقت خدائے جلیل کی آواز آنے لگی، ہاں بیشک، میں حیثین کے قاتل اور
 اس قاتل کے دوستوں اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔
 فاطمہ زہرا اُس روز جنت کے ایک آرامستہ و پیراستہ نائقے پر سوار ہونگی
 جس کے رخسار کشادہ، آنکھیں بڑی، سر خالص سونے کا، گردن مشک و عنبر کی، مہار نہر جبریز
 کی اور موتیوں کی جھول (بطور زین) اُس کی پشت پر پڑی ہوگی۔ پھر اس پر ایک ہودج ہوگا،
 جس پر نور الہی کے پردے پڑے ہوں گے، وہ ہودج رحمت الہی سے پڑ ہوگا، اُس کی مہار دنیا
 کے فرسخوں کے حساب سے ایک فرسخ (تین میل) طویل ہوگی، ستر ہزار منک اس ہودج کو
 چاروں طرف سے حلقہ کیے ہوئے ہوں گے۔ اور تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوں گے
 اور خدا کی حمد و ثناء کرتے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے آواز دے گا
 ”اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ فاطمہ بنت رسول کی سواری پہلے
 سے گذر رہی ہے۔“

پس فاطمہ زہرا اور ان کے شیعہ بل صراط سے جہلی کی طرح گذر جائیں گے
 اور فاطمہ زہرا کے دشمن اور ان کی اولاد طاہرین کے دشمن جہنم کی آگ میں ڈال دیے جائیں گے
 (شواب الاحمال)

⑤ = جناب فاطمہ زہرا کی فریاد

حضرت علی ابن امام موسیٰ الرضا نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 میری بیٹی فاطمہ زہرا قیامت کے دن اس طرح محسوس ہوگی کہ اس کے پاس کچھ
 خون آلود کپڑے ہوں گے اور وہ قائمہ عرش کو کھڑکڑا کر فریاد کرے گی کہ: ”اے سب سے بڑے
 عادل! میرے اور میرے فرزند حیثین کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔“
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ربّ کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ
 اُن کے درمیان ضرور فیصلہ فرمائے گا۔

(میں اخبار الرضا)

”صحیفۃ الرضا“ میں بھی اسی کے مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

④ = شفاعت

طالقانی نے محمد بن جریر طبری سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اسناد
 کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اسناد
 ابن عبد اللہ انصاری سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب قیامت
 کا دن ہوگا تو میری بیٹی فاطمہ زہرا جنت کے ایک نائقے پر سوار ہوگی، میرا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں
 نائقے کے دونوں پہلوؤں پر ریشم و دیباچ کے جھول لٹک رہے ہوں گے، اُس کی مہار تار و موتیوں
 کی، پاؤں زبر و سنبل کے، دم مشک اذفر کی اور آنکھیں سرخ یا قوت کی ہوں گی۔

اُس کی پشت پر نور کا ایک ہودج ہوگا، جس کا باطن سونے کا اور باہر چاندی کا ہوگا،
 ہوگا اور باطن طاہرے نظر آنے کا، اُس کا باطن عفو الہی سے ملے ہوگا اور باطن عفو الہی سے گھرا
 ہوگا، اُن کے سر پر نور کا ایک تاج ہوگا جس کے سرگرمیوں سے نور کا ایک تاج ہوگا، اُس کی مہار دنیا
 کے فرسخوں کے حساب سے ایک فرسخ (تین میل) طویل ہوگی، ستر ہزار منک اس ہودج کو
 چاروں طرف سے حلقہ کیے ہوئے ہوں گے۔ اور تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوں گے
 اور خدا کی حمد و ثناء کرتے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے آواز دے گا
 ”اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ فاطمہ بنت رسول کی سواری پہلے
 سے گذر رہی ہے۔“

پس فاطمہ زہرا اور ان کے شیعہ بل صراط سے جہلی کی طرح گذر جائیں گے
 اور فاطمہ زہرا کے دشمن اور ان کی اولاد طاہرین کے دشمن جہنم کی آگ میں ڈال دیے جائیں گے
 (شواب الاحمال)

انکار نہیں کر سکتا اور وہ آیت یہ ہے
 ”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ
 وَخَالَاتُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ الذِّنَّ مِنْ أَصْلَابِكُمْ“
 (سورہ نساء آیت ۲۳)

یعنی: (حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری چھو بھیاں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہوں۔)

پھر امام علیؑ نے فرمایا: اے ابوالجبارود! ان منکروں سے بچو کہ کیا رسول اللہ کے لیے یہ جائز ہے کہ حسن و حسین کی ازواج سے نکاح کریں؟ اگر وہ کہیں کہ: جائز تھا تو واللہ یہ جھوٹ ہے اور اگر وہ کہیں کہ جائز نہیں تھا تو یہ دونوں (حسن و حسین) خدا کی قسم، رسول اللہ کے صلیبی بیٹے قرار پاتے کیونکہ ان کی بیویاں رسول اللہ پر صرف اس لیے حرام ہیں کہ یہ دونوں ان کی صلیبی اولاد ہیں (یعنی ان کے صلب سے ہیں) (منتہی ابن شہر آشوب)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کو تحریر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اولادِ فاطمہ پر ابن اور ولد کا اطلاق بہت ہوا ہے۔ اس مطلب کی بہت سی احادیث باب احتجاج رضائیں پیش کی جا چکی ہیں اور باقی احادیث (باب احتجاج موسیٰ بن جعفر سے خلفاء زمانہ) میں مذکور ہوں گی۔

مذکورہ آیت سے امام محمد باقر علیہ السلام نے جو استدلال فرمایا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ لڑکی کا لڑکا (نواسہ) اس آیت میں داخل ہے اور دراصل یہ حقیقی اطلاق ہے اور یہ لوگ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نواسے کی بیوی نانا پر حرام اور یہ استدلال اس وقت درست ہوگا جبکہ نواسے کو نانا کی صلیبی اولاد مان لیا جائے اور موضوع پر پوری بحث انشاء اللہ ابواب خمس میں کی جائے گی۔

- تفسیرات میں ابوالجبارود کی یہی روایت الفاظ کے معمول اختلاف کے ساتھ قلم ہے
- کتاب کافی میں بھی عبد الصمد سے یہی روایت ہے۔

تذنیب: کیا امام حسن و امام حسین کو فرزند ان رسول کہا جاسکتا ہے؟

عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی شارح پنج السلاخ نے جناب امیر المومنین کے اس قول کے ذیل میں جو آپ نے صفین میں امام حسن کو میدان جنگ کی طرف دوڑنا ہوا دیکھ کر فرمایا تھا کہ: اے لڑکی کے لڑکے کو کہیں یہ میری مکر نہ توڑ دے کیونکہ مجھ کو ان دونوں (حسن و حسین) کا بڑا خیال ہے۔

جناب فاطمہ زہرا کی اولاد کا ذریعہ رسول اللہ ہونا،

① — امام حسن و امام حسین رسول اللہ کے صلیبی فرزند ہیں، قرآن مجید سے ثبوت

احتجاج طبرسی ج ۱ ابوالجبارود

سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے ابوالجبارود! لوگ امام حسن و امام حسین کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ انکار کرتے ہیں کہ وہ فرزند ان رسول نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر تم نے ان لوگوں کے سامنے ان کے قول کی مخالفت پر کوئی دلیل پیش کی؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ان کی رد کر دی جو اللہ نے حضرت صلیبی کے متعلق فرمایا ہے کہ:

”وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَكُلُّ مِّنَ الصَّالِحِينَ“

(سورہ آیت آیت)
 اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو حضرت ابراہیم کی ذریعہ میں قرار دیا ہے۔

نیز میں نے ان لوگوں کے سامنے اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی پیش کیا:
 ”فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا وَكُفْرًا وَنِسَاءَنَا وَكُفْرًا وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ“
 (سورہ آل عمران آیت ۶۱)

امام علیؑ نے فرمایا: پھر وہ لوگ کیا بولے؟ میں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہاں کبھی کسی لڑکی کی اولاد کو بھی اپنی اولاد (بیٹا) کہہ دیا جاتا ہے مگر نواسہ اپنے نانا کی صلیبی اولاد نہیں ہوتا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: اے ابوالجبارود! بخدا میں اللہ کی کتاب سے اب ایک ایسی آیت پیش کرتا ہوں جس کی رو سے امام حسن و امام حسین صلیبی رسول میں داخل ہیں اور ان کی

۲۔ اولادِ فاطمہؑ کی ذریتِ رسولؐ ہے قرآن مجید سے ایک اور ثبوت

(علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں)

میں نے مناقب کی ایک قدیم کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے نسب سے منسوب ہوتی ہے مولیٰ اولادِ فاطمہؑ کے، کہ میں ان کا باپ ہوں اور ان کا نسب ہوں۔

ابو الحسن بن بشران نے اپنے اسناد کے ساتھ یحییٰ بن یعر عامری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے مجھے آدمی بھیج کر بلایا اور کہا: اے یحییٰ! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ اولادِ عیسیٰ جو فاطمہؑ کے بطن سے ہے، اولادِ رسولؐ ہے؟ میں نے کہا: اگر آپ مجھے جان کی امان دیں تو میں اس کے متفق ہوں؟ حجاج نے کہا: میں نے امان دی۔

میں نے کہا: اچھا تو میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی آیت پڑھا ہوں تمہارے سنو! ”وَهَبْنَاهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَاهُ وَنُوحًا هَدَيْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۚ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ كُلًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝“ (سورۃ الانعام آیت ۸۴-۸۵)

ترجمہ: (اور ہم اُسے (ابراہیم کو) اسماعیل اور یعقوب عطا کیے۔ ہم نے اُن سب کو ہدایت دی اور اُسے بیشتر نوح کو ہدایت دی اور اُس (ابراہیم) کی ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ و ہارون کو بھی (ہدایت دی) اور ہم احسان کرنے والوں کو یونہی جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا و یحییٰ و عیسیٰ اور اِیسا سب ہی صالحین میں سے تھے۔) لے حجاج! آپ کو بھی معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کلمۃ اللہ و روح اللہ میں تان کو اللہ تعالیٰ نے بولِ مقرر حضرت مریمؑ کے رحم میں بغیر باپ کے اتقا کیا ہے مگر اللہ نے ان کا شاری حضرت ابراہیم کی ذریت میں کیا ہے۔

حجاج نے کہا: اچھا تو پھر تمہیں اس کے نشر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا: خدا نے اہل علم پر واجب کیا ہے کہ وہ جو کچھ جانتے ہیں ان کو پھیلان۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ

کہیں ان کے مرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل نہ منقطع ہو جائے۔ شارح موصوف تحریر کرتے ہیں کہ اگر تم یہ کہو کہ کیا حسن و حسین اور ان کی اولاد کو ابنِ رسول اللہ اور ولیدِ رسول اللہ کہا جاسکتا ہے؟

میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ہاں کہا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ان دونوں کو رسول اللہ کا بیٹا کہا ہے، چنانچہ ارشادِ رب العزت ہے:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَذْخِ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ...

اس میں اللہ تعالیٰ نے اَبْنَاءُ ناسے حسن و حسین کو مراد لیا ہے۔ نیز اگر کوئی شخص کسی کی اولاد کے لیے کچھ مال کی وصیت کر جائے تو لڑکی کی اولاد بھی اس مال کی مستحق ہوگی۔

علاوہ بریں، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی ذریت قرار دیا اور اہل لغت نے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے کہ لڑکی کی اولاد کسی انسان کی نسل قرار نہیں دیا جاسکتی۔

اب اگر تم یہ کہو تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا جواب دو گے کہ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ: محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ میں اس کے جواب میں تم سے خود سوال کروں گا کہ بتاؤ اس آیت کے ہوتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے فرزند ابراہیم بن ماریہ قبیلہ کے باپ تھے یا نہ تھے ابراہیم کے بارے میں جو تمہارا جواب ہوگا، وہی میرا جواب حسن و حسین کے بارے میں ہوگا۔

دوسرا جواب جو سب میں مشترک ہے، وہ یہ ہے کہ اس آیت سے زید بن حارثہ مراد ہیں جن کو عربوں نے رسول اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا، اور بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمد کہنے لگے تھے کیونکہ اہل عرب جن غلاموں کو متبغی کرتے ہیں ان کو متبغی کرنے والے کا بیٹا کہنے لگتے ہیں۔ لہذا، اللہ تعالیٰ نے اس قول سے اس رسم کو باطل کر دیا اور دورِ جاہلیت کے اس طریقے سے لوگوں کو منع فرمایا، اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں جو بالغ ہیں اور تمہارے درمیان معروف ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُن بچوں کے بھی باپ نہ تھے جن پر لفظِ رجال (مرد) صادق نہیں آتا جیسے ابراہیم و حسن و حسین اس کے بعد علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے بعض اور اعتراضات کا ذکر کیا ہے اور

اس کے جوابات دیے ہیں۔

الْكِتَابَ لَتَنَتَّيْنَتَهُ لِّلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوهُ (سورۃ آل عمران آیت ۸۷)

ترجمہ: (اور جب اللہ نے اُن لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی، عہد لیا، کہ اُسے واضح طور پر لوگوں سے بیان کریں گے اور اُسے چھپائیں گے نہیں۔)

حجاج نے کہا، ٹھیک ہے مگر اب اس کا اعادہ نہ کرنا۔

دیکھو:

عامر شعبی کا بیان ہے کہ ایک شب کو حجاج نے مجھے بلانے کے لیے آدھی بھیجا، مجھے خطرہ محسوس ہوا، مجبوراً اٹھا، وضو کیا، اپنے گھر والوں سے وصیت وغیرہ کی، پھر حجاج کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ چمڑا اچھا ہوا ہے اور برہنہ تلوار سامنے رکھی ہوئی ہے۔ میں نے حجاج کو سلام کیا۔ اُس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میرا لولا:

ڈرو نہیں، میں نے تم کو آج رات سے کل ظہر تک کے لیے امان دی! پھر اُس نے مجھ کو اپنے پیلوں میں بٹھایا، اور اس کے اشارے پر ایک شخص کو قوطق

سلاسل میں پابجولاں تھا، حاضر کیا گیا۔ حجاج نے مجھ سے کہا، یہ شیخ کہتا ہے کہ حسن و حسین فرزندانِ رسول ہیں، یہ اپنی اس بات کو قرآن سے ثابت کرے، ورنہ ابھی اسکی گردن اڑا دوں گا۔

میں نے کہا اے امیرِ مسلمین اس کو قوطق و سلاسل سے آزاد کر دے، پھر اس سے ثبوت طلب کر، تاکہ یہ آزادی سے گفتگو کر سکے۔

چنانچہ اس کو قوطق و سلاسل سے آزاد کر دیا گیا۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ سعید بن جبیر تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے برا غم ہوا۔ میں نے دل میں کہا، سعید بھلا اس بات کو قرآن سے کیسے ثابت کریں گے۔ حجاج نے پھر کہا، سعید! تم نے جو کچھ کہا ہے، اُس کا ثبوت قرآن سے پیش کرو، ورنہ میں ابھی تم کو قتل کرتا ہوں۔

سعید نے کہا، اے حجاج! تھوڑی سی مہلت تو دے۔

حجاج چھمڑی دیر خاموش رہ کر لولا۔ قرآن سے دلیل پیش کر۔

سعید نے کہا، قدرے اور مہلت دے۔

حجاج پھر خاموش ہو گیا، پھر لولا، قرآن سے دلیل پیش کر۔

سعید نے کہا، بہتر ہے، اچھا سنو! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، وَ هَبْنٰ لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وَ كَذٰلِكَ نَخْذِي الْمُحْسِنِيْنَ ، سائیک سعدؓ کو خاموش ہو گئے اور محتاج سرگردا،

اب اس کے آگے ذرا تم پڑھو۔
حجاج نے آگے پڑھنا شروع کیا: وَ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى:
سعید نے کہا، ذرا ٹھہر جاؤ۔ اب یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ کا ذکر اس ذیل میں کیسے آیا ہے جبکہ وہ بغیر باپ کے تولد ہوئے تھے؟

حجاج نے کہا، کیسے نہ آئے، آخر یہ بھی تو ذریتِ ابراہیم میں ہیں۔

سعید نے کہا، اے حجاج! اگر حضرت عیسیٰ کا شمار ذریتِ ابراہیم میں ہے جن کے ولید ہی نہیں تھے بلکہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی کئی پشتوں کے بعد نواسے ہیں، اس کے باوجود وہ ذریتِ ابراہیمؑ کہلائے لیکن حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا بدرجہ اولیٰ حق رکھتے ہیں کیونکہ وہ حضرت تو جناب رسول اللہ کے بلا واسطہ نواسے ہیں۔ یہ سن کر حجاج نے حکم دیا، سعید کو دس ہزار دینار دیے جائیں اور یہ مال اُن کے ساتھ ان کے گھر پہنچا دیا جائے۔

پھر اُس نے سعید کو روک لیا اور واپس جانے کی اجازت دی۔
شعبی کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں نے دل میں کہا، میں سمجھتا تھا کہ میں قرآن کا بڑا عالم ہوں، مگر اب معلوم ہوا کہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ چنانچہ میں سعید کی تلاش میں نکلا اور مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ دینار اُن کے سامنے پڑے ہوئے ہیں اور لوگوں کو دس دس دینار صدقہ بانٹ رہے ہیں اور یہ کہتے جلتے ہیں هٰذَا كَلْبَةُ بَبْرَكَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (یہ سب حسن و حسین کی برکت ہے) اگر ہم نے ایک کو ناراض کیا ہے تو ہزار کو خوش بھی کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو اپنے سے راضی کر لیا ہے۔ (کتاب مناقب قدیم)

کتاب دلائل طبری میں فاطمہ کبریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کی ایک آل اور ذریت ہوتی رہی ہے جو اُس نبی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور میری آل ذریت وہ ہے جو میری طرف منسوب ہے۔

③ — بطین فاطمہ سے پیدا ہونے والوں کا شرف

حسن بن موسیٰ و شاربندوی

سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ خراسان میں حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، اس وقت وہاں زید بن موسیٰ بھی موجود تھے، کچھ لوگوں سے بات کرتے وقت وہاں موجود تھے، فخریہ کہنے لگے کہ ہم لوگ ایسے ہیں اور ویسے ہیں وغیرہ

گناہوں محفوظ رکھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی ذریت کے لیے آتشِ جہنم کو حرام قرار دیدیا؟
آپ نے فرمایا، ہاں، مگر اس سے مراد صرف حسن و حسین و زینب و ائمہ کلتوم ہیں۔
(معانی الاخبار)

● حاد بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا، مولا! میں آپ پر قربان، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی ہیں کہ: "ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرم اللہ ذریعہا علی النار" (فاطمہؑ زہراؑ نے خود کو گناہوں سے پاک رکھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم پر اُن کی ذریت کو حرام قرار دیدیا۔)

آپ نے فرمایا جہنم سے بری اُن کی صرف وہ ذریت ہے جو ان کے بطن سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنی حسن و حسین، زینب اور ائمہ کلتوم۔
(معانی الاخبار)

● حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "فاطمہؑ نے خود کو گناہوں سے بچایا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی ذریت کو جہنم پر حرام قرار دے دیا۔
(عیون الاخبار الرضا)

● مصباح الاوار میں بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی سند سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(۴) — زید بن موسیٰ کو امام رضاؑ کی تنبیہ

ماجیلویہ ابن متوکل اور بہرانی نے اپنے اسناد کے ساتھ یا سر سے روایت کی ہے کہ زید بن امام موسیٰ نے مدینہ میں خروج کیا۔ لوگوں کے گھر جلائے اور انہیں قتل کیا۔ اسی بنا پر اُن کا لقب زید النار ہو گیا۔ چنانچہ مامون نے فوج بھیج کر انہیں گرفتار کرایا۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیے گئے تو مامون نے کہا، ان کو ابوالحسن امام رضا علیہ السلام کے پاس لے جاؤ۔

یا سر کا بیان ہے کہ جب زید کو امام رضا علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اے زید! کیا تم پست دین اہل کوفہ کے اس قول پر غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ: (حدیث) "فاطمۃ احصنت فرجہا فحرم اللہ ذریعہا علی النار"

یعنی (فاطمہؑ نے خود کو گناہوں سے محفوظ رکھا اس لیے اللہ نے ان کی ذریت کو جہنم کے لیے حرام قرار دیا ہے۔) اس سے پوری نسل فاطمہؑ مراد نہیں ہے بلکہ صرف حسن و حسین مراد ہیں۔ اگر تمھارا

حضرت امام رضا علیہ السلام نے زید کی باتیں سن کر فرمایا: اے زید! کیا تم کو فہم کے بقاؤں کے قول پر فخر کرتے ہو کہ فاطمہؑ زہراؑ نے اپنے کو گناہوں سے بچائے رکھا، اس بنا پر اللہ نے اُن کی ذریت پر آتشِ جہنم کو حرام قرار دے دیا ہے۔ خدا کی قسم یہ حدیث تو صرف حضرت امام حسن و امام حسین اور بنی جناب فاطمہؑ زہراؑ سے پیدا ہونے والوں کے لیے ہے۔

سنو! اگر موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اللہ کی اطاعت میں دن کو روزہ رکھیں اور رات کو عبادت کریں، اور تم اللہ کی نافرمانی کرو، پھر روز قیامت دونوں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمھارا مرتبہ اللہ کے نزدیک تمھارے باپ سے بھی زیادہ ہے۔ یاد رکھو! حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ:

"لحم حسنا کفلا من الاجر ولم سینا صنعنا من العذاب"
(ہمارے نیکو کاروں کے لیے دوسرا اجر و ثواب ہے اور ہمارے بدکاروں کے لیے)

دوسرا عذاب ہے۔)
حسن اوشار کا بیان ہے کہ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے حسن! تم لوگ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو؟

"يُنَوِّحُ اِنَّهٗ لَيَسَّ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ"

(سورۃ ہود آیت ۶۲)
میں نے عرض کیا، کچھ لوگ اس کو یوں پڑھتے ہیں کہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ " (اس کا عمل چونکہ غیر صالح ہے) اس لیے اے نوح! یہ تمھارے اہل سے خارج ہے اور کچھ لوگ اس کو یوں پڑھتے ہیں کہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (اے نوح!) یہ تمھاری اولاد ہی نہیں ہے یہ تو ایک غیر صالح شخص کی اولاد ہے۔

آپ نے فرمایا، نہیں، ہرگز ایسا نہیں ہے، وہ حضرت نوح کی ہی اولاد تھا، مگر چونکہ اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اس لیے اللہ اس کو اُن کی ولایت سے خارج کر تلے۔

بس اسی طرح جو ہم میں سے اللہ کی اطاعت نہ کرے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور تم اگر اللہ کی اطاعت کرو گے تو ہم میں سے ہو گے۔
(معانی الاخبار)

● نسائی نے اسدی سے اور اس نے صالح بن احمد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔
(عیون الاخبار الرضا)

● محمد بن مروان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہؑ زہراؑ نے خود کو گناہوں سے بچایا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی ذریت کو جہنم پر حرام قرار دیدیا؟

باب ۱۰ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اوقاف و صدقات

① = آپ کا صدقہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کیلئے

کتاب کافی میں ابوہریرہ سے مروی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے صدقے کے متعلق دریافت کیا گیا،

آپ نے فرمایا، وہ ہمارے لیے حلال ہے۔
نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقہ کو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔ (کافی)

② = وقف نامے کی عبارت

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا، کیا میں تمہیں حضرت فاطمہ زہرا کی وصیت پڑھ کر سناؤں؟
میں نے عرض کیا، جی ہاں، سنائیے۔
پس آپ نے ایک صندوق یا ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ : یہ فاطمہ بنت محمد کا وصیت نامہ ہے
میں (فاطمہ) وصیت کرتی ہوں اپنے ان ساتوں باغات کے متعلق جن کے نام یہ ہیں:
العوان، دلال، برقعہ، مہیت، حنتی، صافہ، اور ام ابراہیم والا باغ، کہ یہ سب
علی ابن ابی طالب کو حبیبت نامی اور جب وہ دنیا سے گزر جائیں تو ان سب کے متعلق حق ہوں گے
اور جب حق گزر جائے گا تو ان سب کے متعلق حق ہوں گے اور جو حق میں نہ رہی تو میری اولاد میں سے جو

یہ خیال ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کرو، اس کے باوجود تم کو جنت میں داخل مل جائے اور حضرت امام موسیٰ بن امام جعفر صادق اللہ کی اطاعت کرنے کے بعد جنت میں جائیں تو اس کے معنی یہ ہوتے
کہ تم اللہ کے نزدیک امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے بھی زیادہ محترم ہو۔
خدا کی قسم، بغیر اطاعت کوئی شخص اللہ کی بارگاہ سے کچھ نہیں پاسکتا، اگر تمہارا
یہ خیال ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کر کے جنت لے لو گے تو یہ غلط خیال ہے۔

نیز یہ کہا، میں آپ کا بھائی ہوں اور آپ ہی کے باپ کا بیٹا ہوں۔
امام علیہ السلام نے فرمایا، تم میرے بھائی اسی وقت تک ہو جب تک تم اللہ کی اطاعت
کرو گے۔ سنو! حضرت نوح نے خدا سے کہا تھا کہ: رَبِّ اِنِّیْ مِنْ اَهْلِ وَاَتٍ
وَعَدَدِكَ الْحَقِّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ • (سورہ ہود آیت ۴۵)
(پروردگار! بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو
سب فیصلہ کرنے والا ہے۔)
اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تھا کہ: یَنْبُوْخُ اِنَّہُ لَمِنْ اَهْلِکَ اِنَّہُ
عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ • (سورہ ہود آیت ۴۶)

(اے نوح! یہ (نوح) تمہارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل غیر صالح ہے)
پس دیکھو! (اے زید) خدائے عزوجل نے پسر نوح کو اس کی معصیت کی وجہ سے
نوح کے اہل سے خارج کر دیا۔ (صیون الاخبار الرضا)
تاریخ بغداد و کتاب سمعانی و اربعین مؤذن و مناقب فاطمہ ابن شاہین میں
اپنے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ و ابن مسعود سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ”فاطمہ نے خود کو گناہوں سے پاک رکھا، اس لیے اللہ نے اُن کی ذریت کو جہنم پر حرام
قرار دیا ہے“

ابن منذر کہتے ہیں کہ یہ مخصوص امام حسن و امام حسین کے لیے ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ بطین فاطمہ سے جو بھی پیدا ہوا ان سب کے لیے ہے۔ اور یہ روایت حضرت امام رضا علیہ السلام
کی ہے۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ نسل فاطمہ میں جتنے مومن ہیں ان سب کے لیے ہے۔
(مناقب ابن شہر آشوب)

دیکھو :

علی نے اپنے باپ سے، انھوں نے ابن ابی عمیر سے، انھوں نے حماد بن عثمان سے اور انھوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں فاطمہ زہرا کا وصیت نامہ پڑھ کر سناؤں؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں سنائیے۔

آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں یہ تحریر تھا:

”یہ وصیت عہد ہے فاطمہ بنت محمد کی جانب سے اپنے اموال کے متعلق علی ابن ابیطالب کے لئے، پھر جب وہ مرجائے تو حین کی طرف منتقل ہوگا، حین کے بعد حین کی طرف اور حین کے بعد میرے بطن کے سلسلے کی جو اولاد اکبر ہو اس کی طرف (اولاد علی میں میرے بطن کی اولاد کے ماسوا کسی کی طرف نہیں) اور وہ اموال یہ ہیں: دلال، عواف، مہیت، ہرقہ، حسنی صافیہ اور ام ابراہیم والاباغ۔ اس وصیت و عہد کا گواہ اللہ ہے پھر مقداد بن الاسود اور زبیر بن العوام ہیں۔ (کافی)

۳ = سلمان کا لگایا ہوا باغ

علی نے اپنے باپ سے، انھوں نے ابن ابی بھران سے، انھوں نے عاصم بن حمید سے، انھوں نے ابراہیم بن ابی یحییٰ مرزی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا، مہیت نامی باغ وہ ہے جو سلمان نے بذریعہ مکاتبتہ ادا کیا تھا، پس اس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی معاوضہ کے اپنے رسول کو عطا کر دیا تھا۔ یہ باغ بھی فاطمہ کے صدقے میں شامل تھا۔ (کافی)

۴ = جناب فاطمہ زہرا کے باغات کے نام

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے اور انھوں نے حضرت امام رضا سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام سے ان سات باغات کے متعلق دریافت کیا جو جناب رسول اللہ کی وراثت میں جناب فاطمہ زہرا کو ملے تھے۔

آپ نے فرمایا وہ باغات دراصل وقف تھے، آنحضرت ان میں سے اتنا لیتے تھے جتنا آپ اپنے مہانوں و البعین پر صرف کرتے تھے۔ بعد وفات آنحضرت، عباس بن عبدالمطلب نے فاطمہ زہرا سے اپنا حصہ باغات طلب کیا تو حضرت علی اور دیگر افراد نے ان کے وقف ہونے پر گواہی دی جو یہ ہیں دلال، عواف، حسنی، صافیہ، ام ابراہیم، اور زہرا۔